فتاویٰ عالمگیری

مکمّل مدلّل اُردو (محشّٰی)

حضرات اورنگ زیب عالمگیر کا عظیم اسلامی شاہکار

ناشر: وسیم بُک ڈپو۔ دیوبند (سہارنپور) یُو۔پی

لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا

اور ہم نے تم میں سے ہر ملت کو قانون عمل دی

فتاویٰ عالمگیری

جز نمبر 25

حضرت اورنگ زیب عالمگیر علیہ الرحمۃ کا عظیم الشان اسلامی شاہکار فقہ حنفی کے لئے
مستند دستاویز اسلامی دستور کا مکمل انسائیکلو پیڈیا جدید حواشی اور فٹ نوٹس سے
مزین اغلاط سے پاک سلیس و بامحاورہ اردو ترجمہ

مترجم و محشی

مولوی مفتی کفیل الرحمٰن نشاط صاحب عثمانی، فاضل دیوبند

ناشر

وسیم بکڈپو دیوبند (یو، پی)

سول ایجنٹ

مکتبہ فیض القرآن دیوبند (یوپی)

قیمت پانچ روپیے۔

فتاویٰ عالمگیری اردو جزء ۲۵

طبع اوّل ——— ایک ہزار

کتبہ ——— نیاز الدین اصلاحی

مطبوعہ ——— محمدی پریس دیوبند

قیمت ——— چار روپے

فہرست مضامین فتاوی عالمگیری رح جزو ۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب ۹ نہم

ان اشیاء کا ذکر جن کی بیع جائز اور جن کی بیع ناجائز ہے یہ دس فصلوں پر مشتمل ہے

پہلی فصل :- دین (قرض) کے، دین کے بدلہ اور ثمنوں کی بیع اور قابض ہونے سے قبل دونوں کے علیحدہ ہونیکے باعث عقد بیع کے باطل ہونے کا ذکر!

دین کی بیع دین کے بدلہ درست ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ دونوں آدمی اس وقت مجلس عقد سے الگ ہوں، جبکہ دونوں بدل ومعاوضہ کے اوپر حقیقتاً قابض ہو گئے ہوں یا ایک بدل کے اوپر حقیقتاً اور دوسرے بدل پر باعتبار حکم قبضہ ہو چکا ہو۔ چاہے وہ بیع صرف ہو یا نہ ہو یا (کسی اور نوع کی بیع ہو) دونوں بدل کے اوپر قابض ہونے کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے سے ایک دینار دس دراہم میں خریدے حتیٰ کہ بیع صرف ہو جائے اور یہ دراہم و دینار دونوں کے سامنے موجود نہ ہوں، اسکے اسکے بعد اس مجلس کے اندر دونوں ایک دوسرے کو ادا کرنے کے بعد الگ ہوئے ہوں تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ دونوں بدل کے اوپر حکماً قابض ہو کر علیحدہ ہونے کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص دوسرے شخص کے دراہم کا مقروض ہو اور اس دس دراہم کے مقروض کا دس دراہم کے مالک پر ایک دینار قرض ہو۔ اس کے بعد ان میں سے ہر ایک اپنے قرض کو دوسرے قرضہ کے بدلہ خریدے حتیٰ کہ یہ بیع صرف کی شکل بنجائے۔ یا بیع صرف کی شکل نہ بنے اس طور پر کہ ایک شخص کا دوسرے کے اوپر کھانا قرض ہو یا پیسے قرض ہوں۔ اور یہ دوسرا پہلے شخص کے کچھ دراہم کا مقروض مقروض ہو۔ اسکے بعد ہر ایک اپنا قرض دوسرے کے قرض کے بدلہ خریدے، اور پھر دونوں علیحدہ ہو جائیں

تو بیع کو درست وجائز قرار دیں گے۔
ایک بدل کے اوپر حقیقتاً اور دوسرے کے اوپر حکماً قابض ہونے کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص کسی کے دس دراہم کا مقروض ہو۔ لہٰذا وہ قرضدار یہ قرضِ دراہم ایک دینار کے بدلہ خرید کر دینار کی ادائیگی کر دے اور پھر دونوں مجلس سے علیحدہ ہوجائیں تو بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی دوسرے کے کچھ گندم کا مقروض ہو۔ پھر گندم کا قرضدار یہ گندم قرض خواہ سے چند دراہم کے بدلہ خرید کر ان دراہم کی اسی مجلس کے اندر ادائیگی کر دے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا " صلح الفتاوٰی " میں ذکر کیا گیا ہے کہ گندم کے مسئلہ میں بیع کو جائز قرار دیں گے چاہے دراہم کی ادائیگی اسی مجلس کے اندر کر دی ہو۔ مشائخ رح فرماتے ہیں کہ " صلح الفتاوٰی " کے اندر گندم کی ذکر کردہ شکل اور مذکور حکم اس صورت میں ہے کہ گندم اس شخص کے بطور بیع سلم کے ہوں۔ لیکن اگر یہ گندم بطور قرض ہوں یا کسی مبیع کا ثمن ہوں تو جس طریقہ سے ہم ذکر کر چکے بیع کے جائز ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ (محیط)

اگر محض ایک بدل کے اوپر حکماً یا حقیقتاً قابض ہونے کے بعد دونوں علیحدہ ہوئے ہوں لہٰذا اگر بدل کے اوپر حقیقتاً قابض ہونے کے بعد دونوں میں علیحدگی واقع ہوئی ہو۔ تو بجز بیع صرف دوسری بیع اسے جائز اور بیع صرف میں ناجائز قرار دیں گے۔ اسکی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص دس دراہم میں ایک دینار خریدے حتیٰ کہ بیع صرف ہوجائے۔ اس کے بعد دینار کے اوپر قابض ہو اور دس دراہم حوالہ نہ کرے یا دس دراہم کے اوپر قابض ہو اور دینار حوالہ نہ کرے حتیٰ کہ دونوں میں علیحدگی واقع ہوجائے تو اس صورت میں بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔

اگر کھانا یا پیسے دراہم کے بدلہ خریدے اور بیع صرف نہ بنے اور ایک بدل کے اوپر قابض ہونیکے بعد دونوں میں علیحدگی واقع ہو تو بیع کے درست وجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر ایک ہی بدل کے اوپر حکماً قابض ہونے کے بعد دونوں میں علیحدگی واقع ہوئی ہو تو چاہے بیع صرف ہو یا دوسری بیع جائز نہ ہونیکا حکم ہوگا۔

اس کی شکل یہ ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کے ایک دینار کا مقروض ہو اور دینار کا مقروض اسے دس دراہم میں خریدے اور بیع صرف واقع ہوجائے اور پھر دس دراہم کی ادائیگی سے قبل دونوں الگ ہوجائیں تو اس بیع صرف کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص کسی کے پیسوں یا کھانے کا مقروض ہو اور وہ قرض خواہ کھانا یا پیسے چند دراہم کے بدلہ خریدے اور پھر دراہم کی ادائیگی سے قبل دونوں الگ ہوجائیں تو بیع کے باطل ہونیکا حکم ہوگا۔ اس تفصیل اور فرق کو یاد رکھنا ضروری ہے اور لوگ اس بارے میں لاپرواہی برتتے ہیں۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص دوسرے شخص سے سو دینار کے بدلہ میں ہزار دراہم خریدے اور دراہم خریدنے والا دینار ادا کر دے۔ مگر دراہم فروخت کرنے والا دراہم ادا نہ کرے اور حوالہ کرے لیکن

دراہم کا خریدار اس بیع صرف کے وقوع سے قبل ہزار دراہم کا مقروض ہو۔ پھر دراہم فروخت کرنے والا دراہم کے خریدار سے کہے کہ میرے قرض کے ہزار دراہم جن کا تیرے اوپر وجوب ہے اور جو تیرے ذمہ ہیں اس بیع صرف کے اندر جو دراہم میرے اوپر لازم ہوئے ان میں مقاصہ (بدلہ) کے طور پر شمار کرے اور خریدار اس کے اوپر رضا مند ہو جائے تو اس بیع صرف کو محض استحساناً جائز قرار دیں گے۔ بیع صرف کے وقوع کے بعد خریداری کے باعث جس قرضہ کا وجوب ہو اسکے مقاصہ کر لینے کے اندر فقہاء کی رائیں مختلف ہیں۔ جیسے کوئی شخص دوسرے شخص سے کچھ دراہم ایک دینار کے بدلہ خریدے اور دینار کی ادائیگی کر دے۔ اور دراہم کے اوپر قابض نہ ہو حتیٰ کہ دراہم کا خریدار دراہم بھیجنے والے سے اتنے دراہم کے بدلہ ایک کپڑا خریدے۔ پھر دراہم فروخت کرنے والا دراہم کے خریدار سے یہ کہے کہ اس کپڑے کے بدلہ میرے جن دراہم کا تیرے اوپر وجوب ہوا۔ انھیں تو ان دراہم میں شمار کر لے۔ جن کا وجوب بیع صرف کے باعث میرے اوپر ہوا ہے۔ اور اس بات پر دونوں رضا مند ہو جائیں۔ تو ابو سلیمان رح کی روایت کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس بیع کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ "زیادات" کے اندر بھی اسی قسم کا اشارہ موجود ہے۔ ابو حفص رح کی روایت کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ یہ ناجائز ہے اور اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (محیط)

کوئی شخص ایک متعین پیسہ کو دو متعین پیسوں کے بدلہ فروخت کرے تو متعین ہونے کے باعث بیع کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر قابض ہونے سے قبل ایک ضائع ہو گیا تو بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اگر دونوں معاملہ کرنے والوں میں سے ایک یہ چاہے کہ اس جیسا دوسرا پیسہ اس کی جگہ ادا کر دے تو یہ اسے یہ حق حاصل نہ ہوگا[1] (شرح طحاوی)

کوئی شخص دو غیر متعین پیسوں کے بدلہ ایک متعین پیسہ بیچے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے خواہ دونوں اسی مجلس کے اندر قابض کیوں نہ ہو جائیں۔ اگر دو غیر متعین پیسوں کے بدلہ ایک متعین پیسہ فروخت کرے یا اس کا برعکس کرے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ تاوقتیکہ جو قرض ہو اسکے اوپر اسی مجلس کے اندر قبضہ نہ کرلے۔ (محیط سرخسی)

امام اجل شمس الائمہ حلوانی کا ارشاد ہے کہ بخارا کے دراہم یعنی عظارفیہ[2] رصاص اور ستوق کا حکم ان ذکر کردہ پیسوں کے مانند ہے۔ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ عدالی (ایک نوع کا دراہم) کا حکم بھی مذکورہ بالا ہونا چاہیئے۔ (ذخیرہ) حتیٰ کہ اگر کوئی شخص دو عدالی وغیرہ کے بدلہ ایک عدالی وغیرہ بیچے۔ لہٰذا اگر "یداً بید" (دست بدست) اور فوری طور پر لین دین ہو تو اسے جائز قرار دیں گے۔ فتوے کیلئے اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

کوئی شخص کچھ پیسوں کو دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ بیچے کہ دونوں میں سے ہر ایک کو اختیار

[1] بلکہ بعینہٖ وہی پیسہ ادا کرنا لازم ہوگا۔ [2] عظارفہ، رصاص، ستوق، دراہم کی اقسام ہیں۔

باقی رہے گا۔ اور پھر دونوں قابض ہونے سے قبل علیحدہ ہو جائیں۔ تو بیع کے باطل اور کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں میں سے ایک ہی کو اختیار حاصل ہو تب بھی امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔

امام ابویوسف رح اور امام محمد رح فرماتے ہیں کہ اس بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا (بدائع) قدوری نے اپنی شرح کے اندر امام محمد رح کا یہ قول بیان کیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کچھ پیسوں کو پیسوں کے بدلہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ دونوں کو اختیار حاصل رہے گا اور پھر دونوں قابض ہونے سے قبل علیحدہ ہو جائیں تو بیع کو فاسد قرار دیں گے۔ اور اگر ایک کے لئے اختیار حاصل ہونیکی شرط کی گئی ہو تو بیع کو درست قرار دیئے کا حکم کیا جائے گا۔ قدوری رح فرماتے ہیں کہ لازمی طور پر یہ قول امام ابویوسف رح اور امام محمد رح دونوں کا ہے قدوری کا مطلب یہ ہے کہ اگر اختیار بائع اور خریدار میں سے ایک کو حاصل ہو تو امام ابویوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک بیع درست ہونی چاہیے۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص ایک متعین پیسہ دو متعین پیسوں کے بدلہ اختیار کی شرط کے ساتھ بیچے تو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی) اگر چند غیر مروج پیسوں کے بدلہ ایسی جگہ پر خریدے جہاں یہ پیسے مروج نہ ہوں اس شکل میں اگر یہ پیسے معین ہوں تو درست قرار دیں گے۔ اور غیر معین ہوں تو درست قرار نہ دیئے کا حکم کیا جائے گا۔ امام محمد رح، جامع" کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص سے ایک کر کھانا قرض لے اور اس کے اوپر قابض ہو جائے۔ اس کے بعد قرضدار قرض خواہ سے وہ کر جو اسکے اوپر قرض ہو سو دراہم میں خرید لے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اور قرض خواہ پر قرضدار کا اسی کر کی طرح دوسرا کر لازم ہوگا۔ لہذا اس کی خریداری درست ہوگی۔ اس کے برعکس اگر قرضدار کے علاوہ کوئی دوسرا شخص یہ کر خریدے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ جب اس شکل کے اندر خریداری درست ہوگئی۔ اور اس نے اسی مجلس میں سو دراہم کی نقد ادائیگی کر دی تو خریداری مکمل ہوگئی۔ اور اگر قابض ہونے سے قبل دونوں علیحدہ ہوگئے تو خریداری کے باطل ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ یہ شکل اس شکل سے الگ اور مختلف ہے کہ قرضدار کا بھی قرض خواہ پر کوئی کر واجب ہو، اسکے بعد دونوں میں سے ہر ایک اپنا قرض دوسرے قرضہ کے بدلہ خریدے اور پھر دونوں علیحدہ ہو جائیں اسلئے کہ اس شکل میں بیع درست ہے۔ مشائخ فقہاء فرماتے ہیں کہ کتاب کے اندر ذکر کردہ حکم امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح کا قول ہے۔ امام ابویوسف رح فرماتے ہیں کہ قرضہ کے کر کو گندم قرض لینے والے کی ملکیت اسوقت تک قرار نہ دیں گے جب تک وہ قابض ہونے کے بعد اسے ختم نہ کر دے۔ ..... لہذا اس درست قرض لینے والے کے اوپر کسی چیز کا وجوب نہ ہوگا۔ اور خریداری درست نہ ہوگی۔ اور جب وہ یہ گندم ختم کرنے کے بعد اس سے خریدے تو بالاتفاق سب کے نزدیک یہ خریداری درست ہوگی۔ لہذا اگر خریدار یعنی قرضدار نے سو دراہم کی اسی مجلس

کے اندر ادائیگی کردے پھر قرض کے کُر کے اندر کوئی عیب نظر آئے تو اسے لوٹانے کا حق نہ ہوگا بلکہ کُر کے ثمن میں سے نقصانِ عیب (تاوان) وصول کرے گا - اگر وہ قرض کُر جس کے اوپر کہ قابض ہو چکا ہے - ضائع ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہوگا - جو ہم بیان کر چکے ہیں - مگر پہلی شکل کے اندر فقہاء کا اختلاف ہوگا - اور دوسری شکل (یعنی ضائع ہو جانے کی صورت میں) اتفاق ہوگا - اسی طریقہ سے ہر ناپ یا تول کر دی جانے والی اشیاء میں دینار و دراہم اور پیسوں کے علاوہ اگر قرض ہو تو اس صورت میں یہی حکم برقرار رہیگا اور اگر قرضدار وہ کُر جو اسکے اوپر قرض ہو اس کی طرح دوسرے کُر کے بدلہ خریدے تو خریداری کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا - مگر شرط یہ ہے کہ یہ کُر نقد عین ہو - اور دین ہونے کی صورت میں اسے جائز قرار نہ دیں گے - البتہ اگر اسی مجلس میں قابض ہو جائے تو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا - لہٰذا اگر قرضدار کو قرض لی ہوئی شے میں عیب نظر آئے تو پہلی شکل کے برعکس نہ اسکو لوٹانے کا حق ہوگا - اور نہ نقصانِ عیب وصول کرنیکا - اگر قرضدار قرض لیا ہوا کُر جوں کا توں خریدے درآنحالیکہ اس کے اوپر قابض ہو چکا ہو تو امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ خریداری درست نہ ہوگی - اگر قرض خواہ قرضدار سے اسی کو خریدے تو امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور امام ابویوسف رح فرماتے ہیں کہ درست نہیں - (محیط)

کوئی شخص دوسرے شخص کو ہزار دراہم اس شرط کے ساتھ بطور قرض دے کہ یہ سارے دراہم کھرے ہیں اور وہ ان کے اوپر قابض ہو جائے - پھر قرض لینے والا اس شخص سے کہ جس نے قرض دیا تھا وہ دراہم دس دینار کے بدلہ خریدے تو درست قرار دیں گے - پھر جب اس جگہ متفقہ طور پر سب کے نزدیک خریداری کو درست قرار دیا گیا - پس اگر وہ دیناروں کی ادائیگی اسی مجلس کے اندر نہ کرے اور دونوں علیحدہ و متفرق ہو جائیں تو اس صورت میں بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا - اور اگر وہ دیناروں کے اوپر اسی مجلس میں قابض ہو جائے تو بیع کے مکمل ہونیکا حکم کیا جائیگا لہٰذا اگر وہ شخص جس نے قرض لیا تھا قرض لئے ہوئے دراہم کھوٹے یا ایسے پائے جن کا رواج نہ رہا ہو (اور بازار میں چلتے نہ ہوں) تو اسے نہ لوٹانے کا حق ہوگا - اور نہ نقصانِ عیب (تاوان) وصول کرنیکا (تاتارخانیہ)

کوئی شخص اپنے پاس دس صحیح و سالم دراہم رکھتا ہو اور وہ یہ دراہم کسی شخص کے ہاتھ بارہ دراہم کی ریزگاری کے بدلہ بیچنا چاہتا ہے تو بیع درست نہ ہوگی - اس کے جواز کے حیلہ کی اگر جستجو ہو تو تدبیر یہ ہے کہ اس شخص سے بارہ دراہم کی ریزگاری بطور قرض لے لے اور اسکے دس دراہم پر قابض کر کے دو درہم اس شخص سے معاف کروالے (واقعات حسامیہ) کوئی شخص دوسرے کے اوپر کسی ایسی شے کا مدعی ہو جو شمار کر کے یا ناپ کر یا تول کر دی جاتی ہو اور دعویٰ کیا گیا شخص دعویٰ کرنے والے سے وہ شے سو دینار کے بدلہ خریدے اس کے بعد دونوں یہ صحیح اقرار و اعتراف کریں کہ دعویٰ کرنے والے کی کوئی چیز دعویٰ کئے گئے شخص پر واجب نہیں تھی تو چاہیے وہ دونوں علیحدہ

ہو چکے ہوں یا نہ ہو چکے ہوں۔ بیع کے باطل وکالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر مدعی اپنے دعوی میں دینار درہم یا پیسہ کی صراحت کردے اور انھیں دعوی کیا گیا شخص دراہم کے بدلہ خریدے اور دراہم کی ادائیگی کردے، اسکے بعد دونوں سچا و درست اقرار کریں کہ دعوی کرنے والے کا دعوی کیے گئے شخص پر کچھ واجب نہیں تھا۔ پس دینار و دراہم کی شکل میں اگر دونوں کے درمیان علیحدگی واقع نہ ہوئی ہو۔ اور اسی مجلس کے اندر جو کچھ خریدا ہو اسی جیسا لیلے تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں مجلس سے علیحدہ ہوگئے۔ اور وہ مجلس بیع ختم ہوگئی۔ تو بیع کے باطل ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ پیسوں کی شکل میں عقد بیع کو باطل قرار نہ دیں گے خواہ جو شے خریدی ہو اسکے اوپر قابض ہونے سے قبل ہی مجلس سے علیحدہ ہو جائیں (ذخیرہ)

کوئی شخص چھوٹے درہم کے بدلہ ایک بڑا درہم یا ایک کھوٹے درہم کے بدلہ کھرا درہم بیچے تو اسے درست قرار دیں گے۔ کیونکہ اس کے اندر دونوں کی کوئی باہم لینے دینے والے کی درست غرض و مقصد ہے البتہ اگر دونوں دراہم میں باعتبار صفت و مقدار یکسانیت ہو۔ تو بعض فقہاء کے نزدیک کہ ان دراہم کی باہم بیع درست نہیں امام محمد رح نے کتاب کے اندر اسی کی جانب اشارہ کیا ہے۔ امام ابواحمد حاکم رح اسی قول کے اوپر فتوی دیا کرتے تھے۔ (محیط) سکہ (مروج وخطبہ والے) درہم تین قسم کے ہوا کرتے ہیں (۱) اس میں ایک تہائی چاندی کی مقدار اور دو تہائی پیتل ہو (۲) چوتھائی چاندی اور تین چوتھائی پیتل کی مقدار ہو (۳) پانچ حصے پیتل اور چھٹا حصہ چاندی کی مقدار ہو یا اسمیں بیشتر حصہ پیتل ہی کا ہو۔ دوسری نوع اسکی یہ ہے کہ اسکے اندر ایک تہائی پیتل اور دو تہائی چاندی۔ یا چوتھائی پیتل اور تین چوتھائی چاندی ہو یا اسکے اندر چاندی کی مقدار ہی زیادہ ہو۔ تیسری نوع یہ ہے کہ اس میں نصف چاندی اور نصف پیتل ہو۔

لہذا پہلی نوع کے دراہم کو دو مختلف اشیاء یعنی پیتل اور چاندی کے حکم میں شمار کرنے کا حکم کیا جائے گا۔ اور دونوں اشیاء میں سے کسی شے کو دوسری کے تابع قرار نہ دیں گے۔ بلکہ ہر ایک کیلئے جداگانہ حکم معتبر ہوگا۔ اگر اس نوع کے دراہم کے ذریعہ کوئی ایسی چیز خریدی گئی جو خالص چاندی کی ہو یا وہ خالص چاندی کے حکم میں ہو۔ اس صورت میں اگر دراہم کے اندر موجود چاندی اور علیحدہ چاندی باعتبار وزن یکساں ہو یا سرے سے اسکے وزن کا علم ہی نہ ہو۔ تو ہمارے علماء کے نزدیک اس بیع کو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر خالص چاندی کے مقابل چاندی ہوگی اور بیع کو درست قرار دیں گے۔

اور خالص چاندی کی بڑھی ہوئی مقدار پیتل کے مقابلہ میں شمار ہوگی۔ اس طرح کی بیع میں بیع صرف کی شرائط قابل اعتبار ہوں گی۔ حتی کہ اگر بیع صرف کی شرائط میں سے کسی شرط کی رعایت ملحوظ نہ رکھی گئی ہو۔ تو بیع صرف کو فاسد اور پیتل کے حق میں بھی باطل وکالعدم قرار دیں گے۔ اگر کوئی شخص اس طرح کے دراہم سے سونا خریدے تو بہر صورت اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا

البتہ اگر بیع صرف کے شرائط میں سے کوئی شرط فوت ہو رہی ہو۔ تو بیع صرف " باطل و کالعدم شمار ہوگی۔ اور پیتل کی بیع کے بھی باطل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اگر اسی طرح کے دراہم میں بعض کو بعض کے ساتھ بیچے تو خواہ دونوں مساوی ہوں یا ایک دوسرے سے بڑھے ہوئے بہر صورت اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اس بیع کے اندر شرط یہ ہے کہ دونوں دراہم (وغیرہ) پر قابض ہو جائیں (شرح طحاوی)

اس قسم کے دراہم جن کے اندر میل زیادہ اور چاندی کم مقدار میں ہو۔ اسی جنس کے دراہم کے بدلہ خریدے اور دونوں میں سے ایک یعنی فروخت کنندہ یا خریدار کسی ایک کی جانب سے ادھار رکھے جائیں تو اگرچہ یہ دراہم مروج ہوں بیع کے جائز ہونیکا حکم نہ ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر یہ ایک جنس کی نہیں بلکہ دو مختلف جنسوں کے ہوں اور ان میں سے ایک بدل کو ادھار رکھیں تو اس صورت میں بھی بیع کے ناجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اداکردہ دراہم اگر مروج ہوں اور ادھار رکھے جانے والے غیر مروج ہوں تب بھی ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (عتابیہ)

دوسری نوع کے دراہم جن میں میل کم اور چاندی کی مقدار زیادہ ہو مثلاً دو ثلث چاندی ہو اور ایک ثلث پیتل اور وہ خالص چاندی کے بدلہ بیچے گئے ہوں تو برابری کی صورت میں جائز اور باقی صورتوں میں ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائیگا۔ (ذخیرہ) اسی طریقہ سے اگر اسی نوع کے بعض دراہم اسی نوع کے بعض دراہم کے ساتھ بیچے جائیں تو برابری کی صورت کے علاوہ ہر صورت ناجائز ہوگی۔ (بدائع)

تیسری شکل کے دراہم جن میں نصف چاندی اور نصف پیتل ہو اور وہ خالص چاندی کے بدلہ بیچے جائیں۔ لہذا اگر دراہم کے اندر موجود چاندی کی مقدار پیتل سے زیادہ ہو تو اسکی بیع کو خالص سونے کے ساتھ برابر برابر ہونے کی شکل میں درست و جائز قرار دیں گے۔ اگر چاندی کی مقدار غالب نہ ہو بلکہ چاندی اور پیتل برابر ہوں۔ تو پہلی نوع کے حکم کے مطابق اسکا بھی حکم ہوگا۔ (محیط) یہ جائز نہیں کہ ان دراہم کے عوض بیع کیجائے۔ یا انھیں بطور قرض دیا جائے۔ البتہ دونوں کے اعتبار سے درست ہے۔ البتہ اگر خریدتے یا بیچتے وقت ان کی جانب اشارہ کردیا جائے تو اس اشارہ کو ان کی مقدار اور وصف کا بیان کردینا قرار دیں گے۔ جیسا کہ صید کی جانب اشارہ کرنا اسکے وصف اور مقدار کا بیان کرنا شمار ہوتا ہے۔ اگر حوالہ کرنے سے قبل ہی ایسے دراہم ضائع ہو جائیں تو بیع کے نہ ٹوٹنے کا حکم ہوگا۔ "بیع صرف" کے اندر ان دراہم کا حکم ان دراہم کا سا ہوگا۔ جن کے اندر میل زیادہ ہو۔ حتیٰ کہ اگر ان دراہم کو ان کی جنس کے ساتھ بیچا جائے تو ذکر کردہ شرط کا اعتبار کرتے ہو جائز قرار دیں گے۔ اگر خالص چاندی کے بدلہ بیچیں تو جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر خالص چاندی کی مقدار دراہم کی چاندی کی مقدار سے زیادہ نہ ہو۔ (نہر الرائق)

"جامع" کے اندر لکھا ہے کہ اگر دراہم میں ایک تہائی چاندی اور دو تہائی پیتل کی مقدار ہو اور کوئی شخص ایسے دراہم کے بدلہ کچھ اسباب بذریعہ وزن خریدے تو یہ خریداری بہر صورت درست ہوگی البتہ انھیں دراہم کے متعین ہونیکا حکم نہ ہوگا۔ اگر ان دراہم میں سے کچھ دراہم کے بدلہ متعین کئے بغیر گنتی سے خریدے حالانکہ ان دراہم میں ان کے یہاں باعتبار وزن خریدنے کا رواج ہو تو اس قسم کی بیع کے اندر کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے۔ اور اگر انھیں معین کرتے ہوئے گنتی سے خریدے تو پھر اس میں سے کوئی اندیشہ نہیں خواہ لوگوں میں ان دراہم کے ساتھ آپس میں بیع باعتبار وزن ہی مروج کیوں نہ ہو، اس کے بعد اگر ان دراہم کے علاوہ اور دراہم ادا کرے تو ان دراہم کے وزن کرنے کی ضرورت ہوگی۔ اور اگر بعینہٖ وہی معین دراہم ادا کئے تو وزن کئے بغیر بھی ان کی ادائیگی کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا جس طرح کہ خالص دراہم کے اندر ہوا کرتا ہے۔ اگر یہ دراہم معین کرکے ان کی گنتی نہ کرتے ہوئے کہے کہ میں یہ اسباب تجھ سے اتنے دراہم کے بدلہ خریدتا ہوں جو وزن کے اعتبار سے اتنے ہیں۔ اور لوگوں کے درمیان ان کے ہم وزن بیچنے کا رواج ہو تو یہ بیع وزن کے اعتبار ہوگی۔

اور اگر لوگوں کے درمیان انھیں گنتی سے بیچنے کا رواج ہو اس صورت میں اگر معین کئے بغیر گنتی کے ذریعہ ان کے بدلہ کوئی شئے خریدے تو درست قرار دیں گے۔ خواہ ان میں بعض بھاری اور بعض ہلکے ہی کیوں نہ ہوں (ذخیرہ)

اگر دراہم ایسے ہوں کہ ان کے اندر ایک تہائی پیتل اور تہائی چاندی کی مقدار ہو تو یہ دراہم کھوٹے اور غیر مروج دراہم کے حکم میں ہوں گے۔ اگر ان کے بدلہ کوئی شئے خریدی گئی۔ اس صورت میں اگر یہ دراہم اشارہ کے ذریعہ معین نہ کئے گئے ہوں تو خریداری درست نہ ہوگی۔ البتہ اگر وزن کرتے ہو تو جس طرح پوری چاندی کھوٹی ہونے کی صورت میں بھی بیع درست ہے اسی طرح یہاں بھی درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر یہ دراہم اشارہ سے معین کر دئے ہوں تو وزن کئے بغیر بھی ان کے بدلہ خریدنا درست ہوگا۔ اور اگر دراہم میں نصف پیتل اور نصف چاندی کی مقدار ہو تو ان کا حکم بعینہٖ ان دراہم کا سا ہوگا۔ جن کے اندر ایک تہائی پیتل اور دو تہائی چاندی کی مقدار ہو (محیط)

کوئی شخص اسطرح کے دراہم کے ذریعہ کچھ اسباب خریدے پھر یہ دراہم غیر مروج ہو جائیں۔ اور لوگ ان دراہم کے ساتھ معاملہ کرنا ترک کر دیں تو امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اسکے بعد دیکھیں گے کہ اگر خرید کردہ شئے جوں کی توں موجود ہو تو فروخت کنندہ وہ لیلے گا اور ضائع ہو جانے کی صورت میں خریدار پر اس کی قیمت جو بوقت قبضہ رہی ہو اس کا ضمان لازم آئے گا۔

امام ابو یوسف رح و امام محمد رح بیع کے جائز ہونیکا حکم فرماتے ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ بوقت قبضہ مبیع کی جو قیمت ہو خریدار پر اسکا وجوب ہوگا۔ امام محمد رح فرماتے

ہیں وہ آخری دن جس دن تک لوگوں نے ان دراہم کے ساتھ معاملۂ بیع کیا ہو اُس دن اس شے کی جو قیمت ہو خریدار پر اس کا وجوب ہوگا۔ اگر کوئی شے پیسوں کے بدلہ خریدی گئی پھر یہ پیسے غیر مروج ہوگئے تو اس کے اندر بھی اسی نوع کا اختلاف ائمہ ہوگا (ینابیع)
"عیون" کے اندر یہ شرط ذکر کی گئی کہ سارے ملک سے ان کا رواج ختم ہو چکا ہو اگر بعض شہروں میں مروج اور بعض میں غیر مروج ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بیع کے باطل ہونیکا حکم نہ ہوگا۔ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ "عیون" میں ذکر کردہ قول امام محمد رح کا ہے۔ امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح یہ نہیں فرماتے۔ جس شہر میں بیع ہوئی ہے اگر وہ وہاں غیر مروج ہوں تو بیع کے لازمی ویقینی طور پر ختم ہو جانے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)
کوئی شخص دوسرے شخص سے ایک کپڑا ایسے چند معین دراہم کے بدلہ خریدے کہ ان میں دو تہائی پیتل اور ایک تہائی چاندی کی مقدار ہو اور یہ دراہم لوگوں کے درمیان باعتبار وزن یا باعتبار گنتی چلتے ہوں اور خریدار نے ان دراہم کی ادائیگی نہ کی ہو۔ حتیٰ کہ وہ ضائع ہوگئے ہوں تو بیع کے فسخ نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور خریدار فروخت کنندہ کو ان جیسے دراہم ادا کرے گا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ ان کے وزن یا گنتی کا علم ہو تا کہ خریدار باعتبار وزن یا بلحاظ گنتی ان کی ادائیگی کر سکے جیسا کہ امام محمد رح نے "کتاب" میں تحریر فرمایا ہے۔ اور اگر وزن یا گنتی کا علم نہ ہو تو بیع کے فسخ ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر دراہم اس طرح کے ہوں کہ ان میں ایک تہائی پیتل اور دو تہائی چاندی کی مقدار ہو تو ان کا حکم کھوٹے اور غیر مروج دراہم کا سا ہوگا کہ ان کے ضائع ہو جانے کے باعث بیع کے ختم ہونے کا حکم نہ ہونے کا حکم نہ ہوگا اور خریدار باعتبار وزن ان کی ادائیگی کریگا مگر شرط یہ ہے کہ ان کے وزن کا علم ہو اور عدم علم کی صورت میں بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر نصف پیتل اور نصف چاندی ہو تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ اگر دراہم کے اندر دو تہائی پیتل کی مقدار ہو اور وہ دراہم بطریقۂ اسباب باعتبار وزن بیچے گئے ہوں تو متعین کرنے سے ان کا متعین کرنے سے ان کا متعین ہو جانا لازم ہے۔ لہٰذا ہمارے مشائخ (احناف رح) کے نزدیک اگر یہ حوالہ کرنے سے قبل ضائع ہوگئے تو بیع کے باطل و کالعدم ہو جانیکا حکم ہوگا۔ (محیط)
اگر اس طرح کے دراہم کاسد ہو کر لوگوں میں غیر مروج ہو جائینگے تو ان کا حکم کھوٹے پیسوں، رانگ کے دراہم اور زیوف ہے کا سا ہو جائیگا حتیٰ کہ اگر بوقت بیع ان کی جانب اشارہ کیا گیا تو ان کے متعین ہو جانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور معاملۂ بیع انھیں متعین دراہم سے متعلق ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر یہ ادائیگی سے قبل ضائع ہوگئے تو عقد کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں یہ حکم اس شکل میں ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار دونوں اس بات سے آگاہ ہوں اور دونوں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے اس بات سے آگاہ ہونے کا علم ہو۔ لہٰذا اگر دونوں اس سے ناواقف ہوں یا ایک واقف اور دوسرا ناواقف ہو۔ یا دونوں واقف ہوں مگر دونوں میں

ہے: وہ دراہم جن کے اندر میل ہو اور پیتل کی مقدار چاندی کی مقدار سے بڑھی ہوئی ہو۔

سے ہر ایک کو دوسرے کی واقفیت کی خبر نہ ہو تو معاملۂ بیع ان معین دراہم یا انھیں جیسے دراہم کے ساتھ متعلق نہ ہوگا۔ بلکہ ایسے مروج دراہم جن کے ذریعہ اس شہر کے لوگ معاملہ کیا کرتے ہوں۔ معاملۂ بیع انھیں دراہم کے ساتھ متعلق ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ سرے سے ان دراہم کا رواج ہی ختم ہو گیا ہو۔ اگر قدرے مروج ہوں یعنی کوئی تو انھیں لے لیتا ہو اور کوئی نہ لیتا ہو تو اس صورت میں ان کا حکم زیوف دراہم کا سا ہوگا اور ان کے ذریعہ خریداری درست ہوگی۔ البتہ عقدِ بیع خاص طور پر انھیں معین دراہم کے ساتھ متعلق نہ ہوگا بلکہ زیوف دراہم کی جنس سے متعلق ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خاص طور پر فروخت کنندہ ان دراہم کے حال سے آگاہ ہو اور اگر فروخت کرنے والا ان کے حال سے ناواقف ہو تو عقدِ بیع اشارہ کردہ دراہم کی جنس سے متعلق نہ ہوگا۔ بلکہ عقدِ بیع ان دراہم سے متعلق ہوگا جو اس شہر کے کھرے اور مروج ہوں (بدائع)

بزازیہ اور خلاصہ میں "منتقی" سے نقل کیا گیا ہے کہ اگر پیسے سستے یا گراں ہو جائیں تو امام ابو حنیفہ رح کے قول اور امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کی رُو سے خریدار پر ان کے علاوہ دوسرے پیسوں کا وجوب نہ ہوگا۔ امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے مطابق بیع کے دن خرید کردہ شئے کی جو قیمت ہو اس کی ادائیگی لازم ہوگی۔ اور قرض کے اندر قابض ہونے کے دن جو قیمت اسکی ادائیگی کی واجب ہوگی۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (نہر الفائق)

اگر دراہم مختلف قسم کے ہوں۔ بعض دراہم ایسے ہوں کہ ان میں ایک تہائی پیتل اور دو تہائی چاندی کی مقدار ہو، اور بعض میں نصف پیتل اور نصف چاندی کی مقدار ہو تو ایک کے دراہم دوسری قسم کے دراہم مع اضافہ کے یداً بید (ہاتھوں ہاتھ) بیچنے میں کوئی اندیشہ و مضائقہ نہیں، البتہ ادھار بیچنا مکروہ تحریمی ہے۔ اگر ان دراہم کی ایک جنس کو انھیں دراہم کی جنس کے بدلہ اضافہ کے ساتھ بیچے تو جس قسم کے اندر چاندی کی مقدار غالب ہو۔ اس میں بیع صرف بشکل برابری درست ہوگی۔ اور دراہم کی جس قسم کے اندر پیتل کی مقدار غالب ہو یا پیتل اور چاندی دونوں کی مقدار برابر ہو تو ان میں بصورتِ مساوات اور بصورت اضافہ دونوں شکلوں میں بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ مگر صورۂ چاندی کا لحاظ رکھتے ہوئے ہاتھوں ہاتھ لین دین کی اسطرح کی بیع میں شرط لگادی گئی ہے۔ اسی مسئلہ پر قیاس کرتے ہوئے مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اگر عدالی دراہم جو ہمارے دور میں مروج ہیں۔ اگر کوئی شخص ان میں سے ایک درہم دو دراہم کے بدلہ بیچے تو یہ بیع اسی صورت میں درست ہوگی جبکہ ہاتھوں ہاتھ لین دین ہو۔ یہ حکم "جامع کبیر" سے بیان کیا گیا ہے (محیط)

نیز فرماتے ہیں کہ عدالی اور غطارفہ دراہم میں ہمارے مشائخ اس قسم کی بیع کے جائز ہونیکا فتویٰ نہیں دیتے، کیونکہ انھیں کی ہمارے ملک میں کثرت ہے۔ لہذا اگر ان کے اندر اضافہ کے ساتھ بھی جوازِ بیع کا فتویٰ دیدیا جائے۔ تو سود کا دروازہ یقیناً کھل جائے گا۔ (ہدایہ، تبیین)

فصل ۲ دوم - پتوں، فالیزوں (خربوزوں)، رطبہ (کھجور)، گھاس خوشہائے انگور اور پھلوں کی بیع کا ذکر ...

پھلوں کی بیع ان کے نمایاں وظاہر ہونے سے قبل متفقہ طور پر ناجائز ہے اور اگر انھیں اسوقت بیچا گیا کہ ان سے نفع اٹھایا جاسکتا تھا۔ تو متفقہ طور پر بیع کے درست وجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر پھل ابھی انسان یا جانوروں کے کھانے اور نفع اٹھانے کے لائق نہیں ہوئے تھے کہ بیچ دئے گئے۔ تو درست قول کے مطابق ان کی بیع درست ہو گی۔ اور خریدار پر لازم ہوگا کہ انھیں فوراً توڑ لے۔ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ پھل کسی شرط کے بغیر بیچے گئے ہوں یا فوری طور پر توڑ لینے کی شرط کرتے ہوئے بیچے گئے ہوں۔ لہٰذا اگر پھل درختوں پر چھوڑے رکھنے کی شرط کے ساتھ بیچے گئے۔ تو اس بیع کو فاسد قرار دیں گے۔ یہ حکم ان کے پورے نہ بڑھنے اور مکمل نہ ہونیکی صورت میں ہے۔ لیکن اگر انھیں جتنا بڑھنا تھا اتنے بڑھ چکے ہوں۔ اور پھر یہ بلا کسی شرط یا فوراً توڑ لینے کی شرط کے ساتھ فروخت کیے گئے تو صحیح ہے۔ اور درخت پر چھوڑے رکھنے کی شرط کے ساتھ بیچے جانے کی صورت میں امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے نزدیک اسے باعتبار قیاس درست قرار نہ دیں گے۔

امام محمد رح کے نزدیک استحساناً اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ "اسرار" کے اندر لکھا ہوا ہے امام محمد رح ہی قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (کافی)، "تحفہ" امام ابوحنیفہ رح اور امام ابویوسف رح کے قول کو درست قرار دیا ہے۔ (نہر الرائق)

کوئی شخص سارے پھل بیچ ڈالے لیکن ان میں سے کچھ نمایاں وظاہر ہو چکے ہوں اور کچھ نمایاں وظاہر نہ ہوئے ہوں۔ تو ظاہر مذہب کے مطابق اس بیع کے درست نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ شمس الائمہ حلوانی رح اور اور امام فضلی رح خربوزوں پھلوں اور بینگن وغیرہ میں لوگوں کا عمل دیکھتے ہوئے استحساناً جواز بیع کا فتویٰ دیا کرتے تھے اور یہ دونوں موجود پھلوں کو عقد بیع میں اصل اور غیر موجود کو تابع شمار کرتے تھے۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق اس بیع کے جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (مبسوط)

اگر پھل بلا کسی شرط کے خریدے ہوں اور فروخت کنندہ کی اجازت سے انھیں درخت ہی پر رہنے دے تو ان پھلوں کے اضافہ کو خریدار کیلئے حلال قرار دیں گے۔ اور اگر فروخت کنندہ کی اجازت کے بغیر درخت پر چھوڑے رکھے اور پھلوں کی جسامت بڑھ جائے تو اسے بڑھی ہوئی مقدار صدقہ کر دینی چاہئے اگر ان کی بڑھوتری پوری ہو جانے کے بعد بلا اجازتِ بائع انھیں درخت پر چھوڑے رکھے تو اس صورت میں۔۔

خریدار کسی صدقہ کا وجوب نہ ہوگا۔ اگر فروخت کرنے والا اکھیں بلا کسی شرط کے بیچ دے اور خریدار وہ پھل درخت پر چھوڑے رکھے اور درخت کو کسی معلوم و معین مدّت پر بطور اجارہ دے تو اس اجارہ کو باطل و کالعدم قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اضافہ خریدار کے لئے حلال ہوگا (کافی)

کوئی شخص پھلوں کو توڑ لینے کی شرط کے بغیر مطلقًا خریدے اور یہ درخت دوبارہ پھلدار ہو۔ لہذا اگر فروخت کنندہ نے ابھی تک پھل خریدار کے سپرد نہ کئے ہوں اور قبضہ نہ دیا ہو تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر قابض کر دینے کے بعد ایسا ہوا ہو تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم نہ ہوگا۔ خریدار اور فروخت کرنے والا دونوں اس میں شریک شمار ہوں گے۔ اور اضافہ شدہ پھلوں کی مقدار بیان کرنے کے سلسلہ میں خریدار کا قول بحلف معتبر ہوگا۔ خربوزوں اور بیگن کے بارے میں بھی یہی تفصیل ہے۔ اگر خریدار یہ چاہتا ہو کہ نئے آنے والا پھل اسکی ملکیت ہو جائیں تو اس کا حیلہ و تدبیر یہ ہے کہ رطبہ (کھجور) خربوزہ اور بیگن کی جڑیں خریدے تاکہ جو کچھ بھی پیدا وار ہو وہ خریدار ہی کی ملک میں ہو (نہر الفائق)

کوئی شخص انگور کے خوشوں کو خریدے اور ان خوشوں میں سے بعض خام اور بعض پختہ ہوں لہذا اگر ہر قسم کے خوشوں میں بعض خام اور بعض پختہ ہوں تو بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا اور اگر بعض قسم کے انگور خام اور بعض کے پختہ ہوں۔ تو بیع ناجائز ہوگی۔ درست قول کے مطابق دونو صورتوں میں بیع کے جائز ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ یہ جواز بیع اس شکل میں ہے کہ سارے بیچ دئے ہوں۔ اور اگر تھوڑے سے بیچے اور ان میں بعض خام اور بعض پختہ ہوں یا سارے ہی خام و کچے ہوں تو بیع کے ناجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر انگور کے باغ میں دو شخص شریک ہوں اور ایک شریک اپنے حصّہ کو بیچ دے اور اس فروخت کردہ حصّہ میں کے بعض انگور خام اور بعض پختہ ہوں تو بیع کے ناجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ یہ حکم اپنے شریک کے علاوہ کسی اور شخص کو بیچنے کی صورت میں ہے۔ اگر اپنے شریک کو بیچے تو اس صورت میں بھی رکن الاسلام علی سغدی رح عدم جوازِ بیع کا فتویٰ دیتے ہیں (محیط و ذخیرہ)

اس کا حیلۂ جواز یہ ہے کہ سارا بیچ دے اسکے بعد نصف یا تہائی حصّہ وغیرہ کی بیع کو فسخ و ختم کر دے۔ اگر خوشۂ انگور پختہ یا نیم پختہ ہو جانے کے بعد بیچے تو چاہے وہ مشترک ہوں یا غیر مشترک بیع کے جائز ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (سراجیہ)

اگر انگور غلہ سمیت خرید کر ان پر قابض ہو جائے اور کاشتکار رضامند ہو تو بیع کو جائز قرار دیں گے اور اسے ثمن میں سے حصّہ ملنے کا حکم ہوگا۔ اور اسکے رضامند نہ ہونیکی صورت میں بیع کو درست و جائز قرار نہ دیں گے۔ (مختار الفتاویٰ)

کوئی شخص کچھ پھل ایسے خریدے جو پورے طرح بڑھ چکے ہوں اور کچھ ایسے خریدے جو پوری طرح نہ بڑھے ہوں اور ان کو درخت ہی پر چھوڑے رکھنے کی شرط کر لے تو امام محمد رح اسے جائز قرار دیتے ہیں واور اگر باقی کے پکنے اور بڑھنے میں کافی دیر ہو تو بڑھے ہوئے اور پختہ پھلوں کی بیع کے جائز

ہونے اور باقی کی بیع کے ناجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص انگور کے باغ میں انگور کے دانے اس شرط کے ساتھ خریدے کہ وہ باعتبار وزن سو من ہیں۔ اسکے بعد وہ باغ میں سے محض نوے من نکلیں تو اس صورت میں خریدار کو یہ حق حاصل ہے کہ فروخت کنندہ وس من کا ثمن طلب کرے (ظہیریہ)

کوئی شخص کاٹنے کا مقام بتائے بغیر شہتوت کے پتے خریدے مگر عرفاً کاٹنے کی جگہ معلوم ہو تو یہ بیع درست ہے اور اگر وہ شاخوں کو چھوڑ دے تو اسے دوسرے برس کاٹنے کا حق حاصل ہوگا اگر انگور ایک عرصہ تک چھوڑے رکھنے کے بعد انھیں کاٹنے کا قصد کرے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ درخت کے لئے ضرر رساں نہ ہو۔ (بحر الرائق)

اگر اسوقت خریدے کہ درخت پر سُرخ شہتوت کے پتے ظاہر ہو چکے ہوں اور انھیں قطع نہ کرے حتی کہ قطع کرنیکا وقت جاتا رہے۔ اس صورت میں فقیہ ابو جعفر رح فرماتے ہیں کہ اگر شاخوں سمیت پتے خرید کر قطع کرنیکا مقام بیان کر دیا ہو تو خریدار کو یہ حق نہ ہوگا کہ وقت نکل جانے اور گذر جانے کے باعث بیع کو ختم کر دے۔ اس شکل میں اسکے اوپر دباؤ ڈالا جائے کہ وہ پتے توڑ لے۔ البتہ اگر شاخوں کو قطع کرنا درخت کیلئے نقصان دہ ہو تو فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو بیع ختم کر دے اور مرضی ہو تو خریدار کے قطع کرنے پر رضا مند ہو جائے۔ اور اگر شاخوں کو چھوڑ کر محض پتوں کو اس شرط کے ساتھ خریدے ہوں کہ انھیں اس وقت توڑ لے گا تو درست ہے اور اگر اس شرط کے ساتھ خریدے ہوں کہ انھیں اس وقت توڑ لے گا تو درست ہے اور اگر اس شرط کے ساتھ... خریدے ہوں کہ ان کی تھوڑی تھوڑی مقدار توڑتا رہے گا یا اس شرط کے ساتھ کہ انھیں درخت پر چھوڑے رکھے گا تو بیع کے جائز و درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔

اور اگر بوقت بیع کسی قسم کی شرط نہ کی ہو اور بغیر شرط کے خریدے ہوں۔ اس صورت میں اگر اسی دن درخت پر سے توڑ لئے تو بیع درست قرار دیجائے گی۔ اور اسی دن نہ توڑنے کی صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) اس سلسلہ میں حیلۂ جواز یہ ہے کہ درخت جڑ سمیت خرید کر پتے توڑ لے۔ اسکے بعد درخت فروخت کنندہ کو بیچ دے یا اسکو ہبہ کر دے۔ (مختار الفتاویٰ)

بید کے درخت کی بیڑی کا فروخت کرنا درست ہے خواہ وہ درخت تیزی سے ہی بڑھ رہے ہوں۔ گندنا کی بیع درست ہے۔ اگرچہ گندنا نیچے سے بڑھا کرتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ لوگوں کا اسی پر عمل ہے ایسی تیزی سے اور لمحہ بلمحہ بڑھنے والی اشیاء جن پر لوگوں کا تعامل نہیں ان میں اس طرح کی بیع کو جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ) امام فضل رح فرماتے ہیں درست یہ ہے کہ بید کے درخت کی بیڑی کا فروخت کرنا جائز نہیں۔ (فتح القدیر)

اگر خربوزہ کی بیل کا ایک شخص مالک تھا اور بیل میں ابھی پتیاں بھی نہیں نکلی تھیں کہ اُس نے

اس جملہ کے ساتھ اسے بیچ دیا،، میں اسے اسی حالت میں بیچتا ہوں۔ تو اس صورت میں یہ بیع خربوزہ کے درختوں کی جائز ہوگی۔ اور نکلنے والی پتیوں پر یہ بیع نافذ اور جائز نہ ہوگی۔ اس کے بعد نکلنے والی پتیوں کا مالک خریدار ہوگا[۱] اگر خریدار انھیں اسی زمین میں برقرار رکھنے کا قصد کرے اور یہ کہ شرعاً اس کو ولایت اور باقی رکھنے کا استحقاق حاصل رہے تو اسکی تدبیر یہ ہے کہ خربوزہ کی بیلیں اور گھاس بعض ثمن کے بدلہ خریدے اور بعض ثمن کے بدلہ زمین کرایہ کے اوپر کچھ متعین دنوں کے واسطے لیلے "جامع صغیر" کے اندر لکھا ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے۔ (خلاصہ)

حیلۂ جواز سے تلاش کرنے والے کو چاہیئے کہ اوّل پھلوں یا گھاس کا عقد بیع کرے اور اس عقدِ بیع کے بعد زمین اجارہ کے اوپر لے کیونکہ اس کے اجارہ کو مقدم کرنے کی صورت میں اس عقدِ بیع کے ناجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ (مختار الفتاویٰ)

کوئی شخص خربوزہ کے درخت بیچ کر زمین عاریت کے اوپر دیدے تب بھی جائز قرار دیں گے مگر یہ لازم نہیں کہ وہ عاریت پر دے اسے یہ بھی حق حاصل ہے کہ وہ رعایت پر دینے سے رجوع کرلے (فتاویٰ قاضی) کسی خربوزہ کی بیل میں دو آدمی شریک ہوں اور ایک شخص اپنے حصّہ کو کسی کے ہاتھ بیچ دے تو اسے ناجائز قرار دیں گے۔ وجہ یہ ہے کہ اسکے توڑنے کی صورت میں فروخت کرنے کے علاوہ دوسرے شریک کو نقصان پہونچتا ہے اور کسی شخص کو اس پر مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ نقصان اٹھائے خواہ وہ اس پر رضامند بھی کیوں نہ ہو۔ لہذا اسکے لئے ساری بیل کا دونوں شریکوں سے خریدنا لازم ہوگا۔ اسکے بعد اسے دوسرے شریک کے حصّہ کی بیع فسخ وختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں یہ تیل تجھے دس دراہم میں بیچتا ہوں اور پتیوں کے نکلنے سے قبل وہ یہ بات کہے تو امام ابوبکر محمد ابن الفضل رح فرماتے ہیں کہ اس بیع کے جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اور بیع خربوزہ کے بیلوں سے متعلق ہوگی۔ اور اس کے بعد نکلنے والی پتیوں کا مالک خریدار ہوگا۔ اگر چھوڑے رکھنے کی شرط کے اوپر عقدِ بیع ہوا ہو تو ناجائز ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ لہذا اگر وہ بیل دو شریکوں کے درمیان مشترک ہو۔ اور ان میں سے ایک اپنے حصّہ کو بیچ دے تو بیع کے ناجائز ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ لہذا اگر وہ اپنے حصّہ کو بیچ کر خریدار کے حوالہ کردے تو فروخت کنندہ کا حصّہ خریدار کو ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ جب تک کہ عقدِ بیع فسخ نہ ہوجائے اور اگر اپنے حصّہ کو نہ بیچنے والا شریک دوسرے شریک کو اجازتِ بیع عطا کردے۔ اور اس پر رضامند ہوجائے تو اس کو پھر بھی ناراضمندی اور پہلی بات سے پھر جانے کا حق حاصل ہوگا (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص ایک کھیتی جو سبزی پر مشتمل ہو بیچے۔ لہذا اگر وہ خریدار کے اسکو کاٹ لینے کی شرط کے ساتھ بیچے یا اس شرط کے ساتھ فروخت کرے۔ کہ خریدار کے چوپائے چرلیں گے تو بیع کے جائز و

---

[۱] لیکن زمین کے مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ خریدار سے کہے کہ فوری طور پر درخت اکھاڑ لے ۱۲

درست ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ تاوقتیکہ وہ پک نہ جائے خریدار اسے کھیت میں چھوڑے رکھے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ رطبہ کی بیع کے اندر بھی یہی تفصیل ہے۔ اسی قول کو راجح وپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ فقیہہ ابواللیث رح کا اختیار کردہ قول یہی ہے (جواہر اخلاطی)

فتاویٰ ابواللیث کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی ایسی زمین جسمیں کھیتی ہو۔ اس میں دو آدمی شریک ہوں۔ اور ان میں سے ایک شریک اپنے حصّہ کی نصف فقط کھیتی بغیر زمین کے کسی کے ہاتھ بیچ دے۔ اس صورت میں اگر کھیتی پک چکی ہو تو بیع کے جائز ہونے اور پختہ نہ ہونے کی شکل میں بیع کے ناجائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ البتہ اگر اس کا ساتھی اسکے اوپر رضامند ہو تو بیع درست ہوگی۔ چاہے وہ مطلقاً بیچے یا کاٹ لینے کی شرط کے ساتھ فروخت کرے۔ اگر یہ شرط کرلی ہو کہ خریدار اسے پختہ ہونے تک چھوڑے رکھے گا تو خواہ اس کا شریک بھی رضامند ہو اسکے جائز ہونیکا حکم نہ ہوگا۔ اگر دونوں شریکوں میں سے ایک شریک نصف زمین سمیت آدھی کھیتی بیچ دے تو بیع کے جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ اور خریدار کو فروخت کنندہ کے قائم مقام قرار دیں گے۔ اس کے بعد پہلی شکل میں جبکہ نصف کھیتی کی بیع ناجائز قرار پائے اگر وہ کھیتی کے پک جانے تک عقد بیع کو فسخ نہ کرے تو اسی عقد بیع کے جائز ہونیکا حکم کیا جائیگا۔

اگر پہلی شکل میں کھیتی بیں زمین سمیت دو آدمی شریک ہوں اور ایک شریک اپنے کھیتی کے حصّہ کو زمین کے بغیر دوسرے شریک کے ہاتھ بیچے۔ اس صورت میں اگر کھیتی پختہ نہ ہوئی ہو تو بیع کے ناجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ (محیط)

فقیہہ ابواللیث رح نے اسی قول کو راجح وپسندیدہ قرار دیا ہے (محیط سرخسی) یہ تفصیل اس صورت میں ہے کہ کپاس اور دوسری ساری قسموں کے کھیت دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہوں اور ایک شریک اپنے حصّہ کو زمین کے بغیر دوسرے شریک کے ہاتھ بیچے یا کسی اور شخص کو اپنے شریک کی رضامندی کے بغیر بیچے تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ "اجناس" کے اندر ہے کہ اگر ایک شریک نصف مشترک کھیتی اپنے شریک کے ہاتھ بیچے تو ظاہر الروایت کے مطابق اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

"فتاویٰ صغریٰ" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر ایک درخت دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہوں اور ایک شریک اپنے حصّہ کو کسی دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ دے تو اسے ناجائز قرار دیں گے۔ اگر ایک درخت میں تین آدمی شریک ہوں اور ان میں سے ایک شریک اپنے حصّہ کو دونوں شریکوں میں سے ایک شریک کے ہاتھ بیچے تو جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر وہ دونوں شریکوں کے ہاتھ بیچ دے تو اسے درست قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (ظہیریہ)

اگر کوئی کھیتی زمیندار اور کاشتکار میں مشترک ہو اور زمیندار اپنے حصّہ کو کاشتکار کے ہاتھ بیچ دے تو جائز نہ ہوگا۔ البتہ اگر کاشتکار اپنے حصّہ کو زمیندار کے ہاتھ فروخت کردے تو اسے درست قرار دینگے

وجہ یہ ہے کہ اسے حوالہ کرنے میں تقسیم کی احتیاج و ضرورت نہیں۔ اگر اس طرح کی کھیتی پختہ ہو چکی ہو تو ہر شریک کے لئے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ بیچ دینا جائز ہوگا۔

کتاب المزارعت للجامع اصغر میں موجود ہے۔ شیخ نصیر رح فرماتے ہیں کہ اگر تہائی پر کاشت کنندہ اپنی کھیتی کے حصہ کو زمیندار یا کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تو اسے ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ "اصل" کے اندر لکھا ہے کہ اگر زمیندار اسطرح کی زمین فروخت کرے کہ جس کے اندر کاشتکار اور اسکی کھیتی مخلوط و مشترک طور پر ہو تو اسکی دو شکلیں ہوں گی (۱) کھیتی ابھی تک سبز ہو اس کی شکل میں کاشتکار کی اجازت کے اوپر بیع کے موقوف ہونیکا حکم ہوگا۔ چاہے وہ زمین کھیتی سمیت بیچ چکا ہو یا کھیتی کے بغیر بیچی ہو لہذا اگر وہ زمین کی ساری کھیتی سمیت بیچ دے اور کاشتکار کھیتی و زمین دونوں کے عقدِ بیع کی اجازت عطا کردے تو اس صورت میں بیع کے نافذ ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اور ثمن کو کھیتی اور زمین کی قیمت کے اوپر بانٹیں گے۔ لہذا ثمن کی جتنی مقدار زمین کے حصہ آئے گی۔ اس کا مالک زمیندار ہوگا۔ اور ثمن کی جتنی مقدار کھیتی کے حصہ میں آئے گی اسے کاشتکار اور زمیندار کے درمیان نصف نصف تقسیم کرنیکا حکم ہوگا۔ اس شکل میں اگر کاشتکار اجازت بیع عطا نہ کرے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ خواہ کھیتی کے پختہ ہونے تک توقف سے کام لے اور خواہ فوری طور پر بیع فسخ کردے۔

اگر زمیندار محض زمین بیچے اور کاشتکار اجازت بیع عطا کردے تو خریدار زمین کا مالک ہوجائے گا اور کھیتی کو کاشتکار اور زمیندار میں مشترک قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کاشتکار اجازتِ بیع عطا نہ کرے تو خریدار کو (فسخ کا) اختیار حاصل ہوگا۔ اگر زمیندار اپنے حصہ کی کھیتی اور زمین بیچ دے درآنحالیکہ کاشتکار اجازت بیع عطا کردے تو اس صورت میں خریدار زمیندار کے کھیتی نے حصہ اور زمین دونوں کو کل ثمن میں لے گا۔ اور کاشتکار کے اجازت نہ دینے کی شکل میں خریدار کو اختیار حاصل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ کھیتی کے پختہ ہونے کی شکل میں اگر کاشتکار یہ چاہتا ہو کہ بیع فسخ و ختم کردے۔ پس بوقت بیع کھیتی پک چکی ہو تو درست قول کے مطابق اسے یہ حق نہ ہوگا۔ اس شکل میں اگر محض زمین یا اپنی کھیتی کے حصہ سمیت بیچے تو بلا تامل و توقف بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔

اگر زمین ساری کھیتی سمیت بیچ دے تو اس صورت میں کھیتی کا وہ حصہ جو زمیندار کا ہو اسکے نیز زمین کی بیع کے نافذ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور رہا کاشتکار کا حصہ تو اسکی بیع کو موقوف قرار دینے کا حکم ہوگا۔

لہذا اگر وہ اجازت عطا کردے تو اسکے حصہ کی بیع کے بھی نافذ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور ثمن میں سے اسکی کھیتی کے حصہ کے عوض و بدلہ کے دیئے جانیکا حکم کریں گے اور باقی ثمن کا حقدار زمیندار ہوگا۔ اگر وہ اجازت عطا نہ کرے تو خریدار کو اختیار حاصل ہونیکا حکم ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ خریدار بوقت خریداری زمین اسطرح کی کاشتکاری کی خبر نہ ہو (ذخیرہ)

کسی زمین میں کھیتی ہو اور زمیندار زمین کے بغیر صرف کھیتی یا کھیتی کے بغیر محض زمین بیچ دے تو

بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کھیتی کے بغیر محض نصف زمین بیچ دے تو درست قرار دیں گے اور زمین کے بغیر اگر نصف کھیتی بیچے تو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر اسطرح کا عقدِ بیع کاشتکار اور زمیندار میں ہو تو کاشتکار کے لئے درست ہے کہ اپنا حصہ زمیندار کو بیچ دے کاشتکار کے ہاتھ زمیندار کے اپنا حصہ فروخت کرنے کو جائز قرار نہ دیں گے۔ یہ حکم بیج زمیندار کا ہونے کی شکل میں ہے۔ اگر بیج زمیندار کا نہیں بلکہ کاشتکار کا ہو تو موزوں یہ ہے کہ اسے جائز قرار دیا جائے (فتاویٰ قاضی خاں)

اس شکل میں اگر کھیتی پک چکی ہو تو ہر کاشتکار اور زمیندار کے لئے یہ درست ہے کہ اپنا حصہ دوسرے شخص کو بیچ دے۔ جامع الاصغر کے باب المزارعت کے اندر لکھا ہے کہ اگر اپنی کھیتی کے حصہ کو تہائی کا کاشتکار زمیندار یا کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے تو اسے ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

شیخ الاسلام رح بیان فرماتے ہیں کہ اگر اپنی کھیتی کے حصہ کو زمیندار زمین کے بغیر کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ دے یا کاشتکار اپنے حصہ کو کسی اجنبی کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ درآنحالیکہ کھیتی اسوقت تک پختہ نہ ہوئی ہو۔ حتیٰ کہ اس بیع کی بوجہ اسکے کہ شریک کو نقصان نہ پہونچے غیر درست قرار پائی ہو۔ اسکے بعد شریک اپنے حصہ کو بھی اسی خریدار کے ہاتھ بیچ ڈالے تو اس صورت میں پہلی بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

اسکے بعد واضح رہے کہ نصف کھیتی زمین کے بغیر فروخت کرنا محض اسی وقت ناجائز ہے جبکہ کھیتی کے باقی رکھنے کا کھیتی والے کو حق حاصل ہو۔ مثلاً کھیتی کا بوتا اپنی ملکیت میں ہو۔ البتہ اگر کھیتی کو باقی رکھنے کا حق حاصل نہ ہو۔ مثلاً کوئی شخص کسی اور کی زمین چھین کر زبردستی اس کے اندر کھیتی کرے تو اس صورت میں نصف کھیتی کی بیع کے جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اس مسئلہ کو بھی اسی کے اوپر قیاس کیا جائے گا۔ وہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نصف عمارت زمین کے بغیر بیچے۔ لہٰذا اگر اسے عمارت بنانے کا حق پہونچتا ہو تو درست قرار نہ دیں گے اور اگر اس نے غصب کے طور پر زبردستی تعمیر کی ہو تو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط)

"تتمیہ" کے اندر بقالی رح فرماتے تھے کہ اگر کوئی شخص زمین خریدکر اسکے اندر کھیتی بوئے اور کھیتی و زمین میں کسی کو شریک بنالے تو اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ کسی کو محض کھیتی کے اندر شریک کرے تو اس صورت میں ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (تاتارخانیہ)

کوئی شخص ایسی شاخ خریدے جو درخت پر لگی ہوئی ہو تو درست و جائز ہے اور اگر ایسا ساگ خریدے جو ساگ کے کھیت میں لگا ہوا ہو تو اسے جائز قرار نہ دیں گے[1] (قنیہ)

اگر کوئی ایسے چھوارے جو تازہ ہوں اور درخت پر لگے ہوئے ہوں ٹوٹے ہوئے سوکھی چھواروں کے بدلے

[1] کیونکہ ساگ کے درمیان امتیاز ممکن نہیں اور شاخوں کے درمیان ممکن ہے۔

پیمانہ کے بغیر (اندازہ سے) خریدے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (تہذیب) کوئی شخص اپنی زمین کسی شخص کو نصف بٹائی کے اوپر اس شرط کے ساتھ دے کہ وہ اس زمین کے اندر درخت لگائے گا۔ اور وہ شخص اسکے اندر شہتوت کے درخت لگائے پھر مدت بیت جانے اور گذر جانے پر زمیندار اپنے پودوں اور اپنی زمین کے حصہ کو بیچ دے تو درست ہے۔ لہٰذا اگر قابض ہونے سے قبل دوسرے شخص کے ہاتھ اسے بیچ دے تو بیع کے فاسد و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا یہ حکم امام محمد رح کے قول کی رو سے ہے۔

امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بیع کے درست ہونیکا حکم کیا جائیگا کیونکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک عقار کی بیع قابض ہونے سے قبل درست و جائز ہے اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (مضمرات)

کوئی شخص گندم کے جمنے اور اونچا ہو جانے کے بعد اس میں سے ایک مٹھی کاٹ کر بیچ دے تو اُسے جائز قرار دیں گے۔ اور اگر منعقد (منتخب) بیچے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ گیہوں کے درختوں (بالوں) کا بھی یہی حکم ہوگا۔ اور اگر بڑھ جانے کے بعد کاٹ کر بیچ ڈالے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر درختوں میں انھیں بیچے در آنحالیکہ ان کے جمانے کا مقصد اکھاڑنا یا کاٹنا ہی ہو تو اس صورت میں بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)

گھاس کی بیع اور اسکے اجرت پر دینے کو جائز قرار نہ دیں گے خواہ وہ گھاس اسی کی زمین میں کیوں نہ ہو۔ البتہ مالکِ زمین کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی زمین میں آنے سے روک دے اور جب وہ روک دے تو دوسرے شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ اس طرح کہے کہ تیری زمین میں مجھے بھی حق حاصل ہے لہٰذا یا تو مجھے اس تک پہونچنے کی اجازت دے یا یہ گھاس کاٹ کر میری جانب پھینک دے۔ گھاس کے اندر غیر کے حق حاصل ہے۔ لہٰذا یا تو مجھے اس تک پہونچنے کی اجازت دے یا یہ گھاس کاٹ کر میری جانب پھینک دے گھاس کے اندر غیر کے حق کے متعلق ہونے کا حکم اس صورت میں ہے کہ وہ گھاس خود ہی اُگی ہو (اور مالک زمین نے اگانے کی خاطر اسے سینچا نہ ہو)

اور اگر زمین کا مالک اس گھاس کو اگانے کی خاطر سینچے اور دیکھ بھال کرے اور پھر گھاس آگے تو ذخیرہ نوازل اور محیط کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اس قسم کی گھاس کی بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا کیونکہ یہ اسکی ملکیت ہے۔ صدر الشہید رح کا اختیار کردہ قول یہی ہے اسی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی زمین کے آس پاس خندق بنائے اور اس میں نرکل اگانے کی سعی کرے اور نرکل اُگ آئیں تو وہی نرکلوں کا مالک قرار دیا جائے گا۔

اکثر مشائخ (بیشتر فقہاء) یہی فرماتے ہیں۔ (بحر الرائق) اور اگر کوئی شخص یہ نرکل اسکی اجازت کے بغیر کاٹ لے تو اسے واپس لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اسی قول کو راجح اور پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (جواہر اخلاطی)

گھاس کو اجرت پر لینے کی تدبیر یہ ہے کہ زمین کو چوپایہ کے کھڑا کرنے کی خاطر یا کسی اور نفع کیلئے

اجرت کی جتنی مقدار یا ثمن و قیمت کے اوپر مالک رضامند ہو اجرت پر لے لے - اس طرح اس سے دونوں کی غرض حاصل اور دونوں کا مقصد پورا ہو جائے گا - (بحرالرائق)
ہر قسم کا چارہ جنھیں چوپائے چرتے ہیں - چاہے وہ سوکھے ہوں یا تر سب کا حکم گھاس کا سا ہو گا اسکے برعکس درختوں کا حکم گھاس کا سا ہو گا - کیونکہ گھاس تو اسکا نام ہے جو ساق (شاخ) والی نہ ہو اور درخت اسے کہتے ہیں جو ساق (شاخ) والا ہو لہٰذا درخت کو گھاس میں داخل قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا - حتیٰ کہ اگر درخت اس کی زمین میں اُگ آئے تو بیچنے کا حق و اختیار حاصل ہو گا -
کماۃ کا حکم بھی گھاس کا سا ہو گا - (تبیین)
کوئی شخص اپنی زمین کے پرند شکار کے انڈوں کو بیچے درآنحالیکہ ابھی تک وہ انڈے ہاتھ میں نہ آئے ہوں تو ان کے فروخت کرنے کو جائز قرار نہ دیں گے (حاوی)

فصل سوم ، اجرت پر دی ہوئی یا مرہونہ زمین ، غصب کردہ اور مفرور غلام یا باندی اور اکارہ ، اجارہ اور قطعیہ زمین کی بیع کا ذکر

مرہون یعنی رہن کردہ شے کی بیع کے اندر فقہاء کی رائیں مختلف ہیں بیشتر فقہاء کے نزدیک اسکی بیع کو موقوف قرار دینے کا حکم ہو گا - اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (جواہر اخلاطی) حتیٰ کہ اگر کوئی رہن رکھنے والا قرض کی ادائیگی کر دے یا رہن رکھنے والا اسکے قرض کو معاف کر دے یا اسکے رہن کو لوٹا دے اور ختم کر دے یا بیع کی اجازت دے اور اسکے اوپر رضامند ہو جائے تو اس صورت میں پہلی بیع مکمل ہو جائے گی اور نئے سرے سے عقدِ بیع کی ضرورت باقی نہ رہنے کا حکم ہو گا -
(غیاثیہ)
اگر رہن رکھنے والا اجازتِ بیع عطا نہ کرے اور خریدار قاضی سے یہ درخواست کرے کہ خریدی گئی شے میرے حوالہ کیجائے تو اس صورت میں قاضی دونوں کے درمیان عقدِ بیع کے فسخ و ختم ہو جانے کا حکم کرے گا (محیط)
جس چیز کو اجرت کے اوپر لیا گیا ہو اسکی بیع رہن رکھی ہوئی شے کی بیع کی طرح عام مشائخ (بیشتر فقہاء) کے نزدیک موقوف رہنے کا حکم ہو گا - اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے - اگر خریداری کے وقت خریدار کو یہ خبر نہ ہو کہ خرید کردہ شے کسی شخص کے پاس اجرت پر یا بطور رہن رکھی ہوئی ہے تو خریدار کو

(نفاذِ بیع یا فسخ بیع کا) حق حاصل ہوتے کا حکم کیا جائے گا۔ (ذخیرہ)
صدر الشہید رح فرماتے ہیں کہ روایت کے ظاہر کی رو سے اسکو علم ہونے کے باوجود بھی اختیار حاصل ہونے کا حکم کیا جائے گا (عتابیہ) اگر اجرت کے اوپر لینے والا فروخت کرنے والا اور خریدار کے درمیان (منعقد شدہ) بیع کے فسخ و ختم کرنے کا قصد کرے تو صدر الشہید رح بیان فرماتے ہیں کہ روایت کے ظاہر کے مطابق اسکو یہ حق حاصل ہونیکا حکم ہوگا۔ اور طحاوی کی روایت کی رو سے اسکو یہ حق حاصل نہ ہونیکا حکم کیا جائے گا۔
شیخ الاسلام خواہر زادہ رح فرماتے ہیں کہ اس بارے میں دونوں قسم کی روایات ہیں فتویٰ اسی قول پر دیا گیا ہے کہ اسے یہ حق حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (فصول عمادیہ)
اگر طویل اجارہ ہو اور وہ بیچ دے، اسکے بعد اجارہ کے فسخ و ختم کے دن آگئے ہوں تو اس صورت میں اکثر و بیشتر فقہاء کے نزدیک اس کی بیع کے نافذ و جاری ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
اس بارے میں فقہاء کی رائیں مختلف ہیں کہ رہن رکھنے والے کو بیع کو فسخ کرانے کا حق ہوگا یا نہ ہوگا بعض کے نزدیک فسخ نہ کرانے کا حق ہوگا۔ اسی قول کو درست و صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)
اگر اجرت کے اوپر لینے والا اجازت بیع عطا نہ کرے حتیٰ کہ دونوں کے درمیان اجارہ ٹوٹ جائے تو پہلی بیع کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ مرتہن کا بھی یہی حال ہوگا کہ اگر بیع فسخ و ختم نہ ہو حتیٰ کہ رہن رکھنے والا قرض کی ادائیگی کردے تو اس صورت میں پہلی بیع کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور رہن رکھ لینے والے اور اجرت دینے والے کو بیع کے فسخ و ختم کرانے کا قطعاً حق نہ ہوگا لہٰذا اگر اجرت کے اوپر لینے والا اجازت بیع عطا کردے تو بیع کے نافذ ہونیکا حکم کیا جائیگا اور خرید کردہ شے اس کے قبضہ سے نہ نکالیں گے۔ حتیٰ کہ اسکا مال اسکے قبضہ میں آجائے (فصول عمادیہ) اگر یہ اندیشہ ہو کہ اجرت پر دی گئی شے اجرت پر لینے والا اپنے مال کے حصول کی خاطر روکے گا۔ تو یہ چیز ضائع ہو جائے گی۔ تو اس صورت میں رہن کے برعکس اس سے قرض کے ساقط نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
مکان کا مالک اگر اجرت پر دیا ہوا مکان اجرت کے اوپر لینے والے کی مرضی کے بغیر بیچ دے، اسکے بعد اجرت کے اوپر لینے والا اجرت کے اندر اضافہ کرکے نئے سرے سے عقدِ اجارہ کرنا چاہے، تو اس صورت میں بیع موقوف کے نافذ ہونیکا حکم ہوگا، کیونکہ از سر نو اجارہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ پہلا اجارہ فسخ ہوگیا۔ لہٰذا جب اجارہ فسخ ہوا تو بیع کے نافذ و جاری ہونیکا حکم کیا جائے گا (قنیہ)
اگر اجرت کے اوپر دینے والا اجرت کے اوپر دی ہوئی شے کسی شخص کے ہاتھ اجرت پر لینے والے کی اجازت کے بغیر بیچ ڈالے اسکے بعد اسے اجرت کے اوپر لینے والے کے ہاتھ بیچ دے تو اس دوسری بیع کو درست قرار دینے کا اور پہلی بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کسی شخص کے ہاتھ بیچ دے پھر کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے، اسکے بعد اجرت کے اوپر لینے والا دونوں بیع کی اجازت

ؔ یعنی ایڈوانس اور پیشگی عطا کردہ کرایہ ۱۲

عطا کردے تو اس شکل میں بیع اوّل کے نافذ و جاری ہوتے اور دوسری بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ صغریٰ)

کوئی شخص اپنی اجرت پر دئے غلام کو بیچ کر خریدار کے حوالہ کردے اور خریدار اسکے اوپر قابض ہوجائے تو اس صورت میں اجرت کے اوپر لینے والے کو اس سے ضمان وصول کرنیکا حق نہ ہوگا اس کے برعکس مرتہن کو یہ حق حاصل ہے کہ رہن رکھی ہوئی شے کی قیمت کا ضمان وصول کرلے (محیط سرخسی) اجرت کے اوپر لینے والے کو یہ معلوم ہو کہ اجرت کے اوپر دی جانے والی چیز بیچ دی گئی۔ اور خریدار سے کہے کہ یہ چیز میرے زیر اجارہ ہے۔ البتہ یہ مجھ پر تیرا احسان ہے۔ اگر تو اتنے عرصہ تک اسے میرے پاس رہنے دے۔ جب تک میں فروخت کرنے والے کو دی گئی اجرت وصول کرلوں اور وہ اجازت دیدے، تو اسے اجازت دینا ہی شمار کریں گے۔ اور بیع کے نافذ و جاری ہونیکا حکم ہوگا (قنیہ) رہن رکھنے والے سے اگر کوئی شخص غلام خرید کر بیچ دے یا حلقۂ غلامی سے آزاد کردے۔ اسکے بعد مرتہن اجازتِ بیع عطا کردے تو اس صورت میں خریدار کی بیع یا حلقۂ غلامی سے آزاد کرنے کو بالاتفاق نافذ قرار دینے کا حکم ہوگا۔

(فصول عمادیہ) اگر رہن رکھنے والا مرتہن کی اجازت کے بغیر رہن رکھی ہوئی چیز کو بیچے یا آزاد کردے اس کے بعد رہن رکھنے والا جسکے پاس ------

وہ چیز رہن رکھی ہو (یعنی مرتہن)، اسکے ہاتھ وہ چیز بیچ دے تو مرتہن کے ساتھ معاملۂ بیع کے جائز ہونے اور بیع اوّل کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (محیط) اگر رہن رکھنے والا رہن رکھی ہوئی چیز مرتہن کی اجازت کے بغیر بیچ دے پھر مرتہن اجازتِ راہن کے بغیر وہ چیز کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالے، اسکے بعد دونوں بیعوں میں سے ایک بیع کی مرتہن اجازت عطا کردے تو اس اجازت عطا کردہ بیع کے نافذ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور ثمن مرتہن کو عطا کیا جائے گا تاکہ وہ اس ثمن میں سے اپنے پورے حق کو لیلے (فتاویٰ صغریٰ)، ایسی شکل میں اگر دوسری بیع کی جگہ اجارہ یا رہن ہو۔ اور مرتہن اجازتِ اجارہ یا اجازتِ رہن عطا کردے تو اس صورت میں پہلی واقع ہونے والی بیع کے نافذ ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اور رہن اور اجارہ کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا (ذخیرہ)

کوئی شخص ایک رہن رکھے ہوئے غلام کو بیچے اور خریدار اُسے مرتہن سے حاصل کرکے خود قابض ہونے سے قبل اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے تو اسکے حلقۂ غلامی سے آزاد ہونے کا حکم ہوگا خریدار پر لازم ہوگا۔ کہ وہ مرتہن کو بطور ضمان قیمت دے اور فروخت کرنے والے کا اسکے اوپر کچھ ثمن لازم نہ ہوسکیگا (محیط سرخسی) ------

اگر رہن رکھنے والا رہن رکھی ہوئی چیز کو بیچ کر اسکے ثمن پر قابض ہوجائے اس کے بعد ------

رہن رکھی ہوئی شے چھڑانے سے قبل اسے کسی اور کے ہاتھ بیچ ڈالے، پھر رہن رکھی ہوئی شے چھڑائے تو اولیٰ یہ ہے کہ پہلی بیع کے نافذ ہونیکا حکم ہوگا۔ (قنیہ)

اگر غصب کردہ شے غصب کرنے کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ بیچے تو بیع کے موقوف رہنے کا حکم ہوگا۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر غصب کنندہ اقرار کرے تو بیع کے مکمل ولازم ہوجانے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر منکر ہو اور فروخت کنندہ کے پاس گواہ موجود ہوں تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔ (غیاثیہ)

اگر فروخت کنندہ اپنے پاس گواہ نہ رکھتا ہو اور خریدار کے حوالہ نہ کرے حتیٰ کہ وہ تلف ہوجائے تو بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا (ذخیرہ) جو شخص دوسرے شخص کی ملکیت کی کوئی شے بیچے۔ اسکے بعد دوسرا شخص خرید کر خریدار کے حوالہ کردے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے اور بیع کے فاسد نہ ہونے بلکہ باطل وکالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اور یہ بیع محض اسی شکل میں درست وجائز قرار دیں گے کہ جب غصب کرنے والا غصب کردہ شے بیچ دے۔ اسکے بعد اس شے کے مالک کو ضمان عطا کردے تو بیع کے جائز ہونیکا حکم ہوگا۔

اگر غصب کرنے والا اسے مالک سے خریدے یا مالک اسے ہبہ کردے یا اسے ترکہ میں ملا ہو تو اس سے قبل اسکی بیع کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائے گا (فصول عمادیہ)

بحوالہ الشرح امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے شخص کا کھانا چھین لے اور اسے صدقہ کردے اور وہ کھانا ابھی تک مساکین کے ہاتھوں میں ہو اور غصب کرنے والا اسکے مالک سے اسے خریدلے تو اسکی خریداری کو جائز قرار دیں گے۔ کفارہ قسم کے عوض جائز قرار نہ دیں گے۔ اس صورت میں اسے اپنے صدقہ سے رجوع کرلینا چاہیئے۔ اگر مساکین کھانے کو اسکے خریدنے کے بعد تلف کردیں تو مساکین پر اس کھانے کا ضمان لازم ہوگا اگر غصب کرنے والا نہ خریدے اور ضمان قیمت ادا کردے تو اسکے صدقہ کے جائز ودرست ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ اسکے ذریعہ کفارہ قسم کی ادائیگی بھی ہوجائے گی اس صورت میں صدقہ سے رجوع نہ کرنے کا حکم ہوگا۔

اگر غصب کرنے والے کے مالک سے خرید لینے کے بعد وہ کھانا مساکین کے پاس ضائع ہوجائے تو خریداری کو باطل وکالعدم قرار دیں گے۔ البتہ اگر غصب کرنے والا اسطرح کہے کہ میں نے وہ کھانا جو تیرا میرے اوپر واجب ہے خرید لیا تو اس خریداری اور صدقہ دونوں کو جائز قرار دیے جانیکا حکم ہوگا

امام محمد رح "جامع" کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ کوئی شخص دوسرے کے ایک غلام کو غصب کرے، اس کے غصب کرنے والا کسی اور شخص کو یہ حکم کرے کہ تو یہ غلام اس غلام کے مالک سے میری خاطر خریدے اور حسب حکم خریدے تو خریداری کو صحیح قرار دیں گے اور خریداری کا حکم دینے والا محض خرید لینے سے قابض شمار ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر کوئی اجنبی وغیرہ شخص غصب کرنے والے کو حکم دے کہ تو میری خاطر اسے خریدے

اور غصب کرنے والا اسی طرح کرنے تو اسے درست قرار دیں گے اور حکم کرنے والا محض خریداری کے ساتھ ہی قابض شمار ہوگا۔ (محیط)

بحوالہ ابن سماعہ رح امام محمد رح سے منقول ہے کہ کوئی شخص کسی شخص کے ایک غلام کو غصب کرلے اور اسے غصب کرنے والا کسی شخص کے ہاتھ بیچ کر اس کے حوالہ کردے۔ اسکے بعد غصب کرنے والا اسکے مالک سے کسی شے کے اوپر مصالحت کرلے۔ لہذا اگر صلح از روئے قیمت یعنی دینار و درہم کے اوپر ہوئی ہو تو اس صورت میں غصب کرنے والے کی بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر عروض، اسباب وسامان کے بدلہ صلح کی ہو تو یہ بیع جدید اور نئے سرے سے شمار ہوگی۔ لہذا پہلی بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر غصب کرنے والا اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے، اسکے بعد اس کی قیمت کا ضمان دے تو اسکے آزاد کرنے کو درست و جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (مختار الفتاوی) اگر کوئی شخص غصب کرنے والے سے غلام خریدے اور پھر اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے اس کے بعد اس کا مالک اجازت بیع عطا کردے تو از روئے قیاس اس کی آزادی کے نافذ نہ ہونے کا حکم ہوگا۔

امام محمد رح یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ استحساناً اس کی آزادی کے نافذ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی شخص غصب کرنے والے سے غلام خرید کر اسے بیچ دے۔ اسکے بعد ان کا مالک بیع اول کی اجازت عطا کردے تو خریدار کی دوسری بیع کے نافذ نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اس حکم پر سب کا اتفاق ہے۔ اگر غصب کرنے والا غصب کی ہوئی چیز کسی شخص کے ہاتھ بیچ دے۔ اسکے بعد خریدار دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ دے حتی کہ چند مرتبہ وہ ہاتھوں ہاتھ بیچا گیا ہو اس کے بعد مالک کسی ایک بیع کی اجازت عطا کردے تو اس صورت میں اسی اجازت عطا کردہ بیع کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا

کوئی شخص ایک غلام کو غصب کرلے اور اسے دوسرے شخص کے ہاتھ بیچ دے۔ اس کے بعد خریدار اسے کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے۔ پھر مالک غصب کرنے والے سے ضمان وصول کرلے تو بیع اول کے نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور خریدار کی بیع باطل قرار دی جائے گی (فصول عمادیہ)

اگر خریدار کے پاس غلام کے رہتے ہوئے اس کے ہاتھ کو قطع کردیا جائے اور خریدار قطع کردہ ہاتھ کے بدلہ مال وصول کرلے۔ اس کے بعد غلام کا مالک غصب کرنے والے کو اجازت بیع عطا کردے تو قطع کردہ ہاتھ کے بدلہ ملے ہوئے مال کا مالک خریدار ہوگا۔ اور نصف ثمن سے جتنی مقدار زائد ہوگی وہ صدقہ کرے گا

اگر غلام موت کی آغوش میں سو جائے یا موت کے گھاٹ اتار دیا گیا ہو۔ اس کے بعد مالک اجازت عطا کرے تو اسکی اجازت کو درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اگر خریدار غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد کردے اس کے بعد اس کے ہاتھ کو کاٹا گیا ہو۔ پھر اسکا مالک غصب کرنے والے کو اجازت بیع عطا کرے تو قطع کردہ ہاتھ کے بدلے ملے ہوئے مال کا حقدار غلام ہوگا۔ (تاتارخانیہ)

بحوالہ ہشام رح امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ کوئی شخص ایک شخص کے غلام کو غصب کرکے اسے

بیچ دے، اسکے بعد اسکا مالک آکر اجازت بیع دیدے تو اس صورت میں امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اگر اسکے مالک کو غلام کے حاصل کر لینے پر قدرت حاصل تھی تو اس کی اجازت کو جائز و درست قرار دینے ورنہ درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔

اگر یہ غلام رے شہر میں غصب کیا گیا ہو درآنحالیکہ اسوقت غلام کوفہ میں ہو اور غصب کرنے والا اور مالکِ غلام دونوں رے ہی میں قیام پذیر ہوں اور غلام کا مالک اجازتِ بیع عطا کردے تو امام محمد رح کے نزدیک اسکی اجازتِ بیع کے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ اگر غلام کا آقا اسے زندہ تصور کرتا ہو تو اسکے اجازت دینے کو جائز قرار دیں گے۔ اور اگر وہ اس سے آگاہ نہ ہو کہ وہ بقید حیات ہے یا وہ موت کی آغوش میں سو گیا تو اس صورت میں اسکی اجازتِ بیع کو باطل قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یہ امام ابو یوسف رح کا دوسرا قول ہے۔ (ظہیریہ)

اگر غلام کا مالک غصب کرنے والے سے نزاع کرے اور قاضی حکم کرے کہ غصب کرنے والا اسکا غلام واپس کردے پھر غلام کا مالک اجازت بیع عطا کردے تو روایت کے ظاہر کے مطابق اسے صحیح قرار دیں گے۔ اور اگر وہ غلام کے قیام اور اسکی موت و زیست سے آگاہ نہ ہو کیونکہ وہ مفرور ہو گیا تھا اس کے بعد مالک اجازتِ بیع عطا کردے تو روایت کے ظاہر کے مطابق اس کی اجازت کو صحیح قرار دینے کا حکم ہوگا:

اجازت کئے قبل جو شے مہیا و پیدا ہو جیسے غلام کچھ مال حاصل کرے یا باندی کسی بچہ کو جنم دے یا اسے شبہ کے باعث اسکے ساتھ کسی کے صحبت کر لینے کی بنا پر اسے عقر و تاوان ملا ہو یا غلام کا ہاتھ قطع ہو جانے کے بدلہ اسے مال ملے تو اس مال کا مالک خریدار ہوگا۔ (محیط سرخسی)

"جامع" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص دوسرے کی باندی غصب کرلے اور اسکے بعد ایک شخص اسی کے ایک غلام کو غصب کرلے اور پھر دونوں شخص غلام اور باندی کی آپس میں بیع کرلیں اور دونوں قابض ہو جائیں اسکے بعد مالک کو معدوم ہو اور وہ اجازت بیع عطا کردے تو اس بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائیگا۔

اگر غلام اور باندی کے دو الگ الگ مالک ہوں اور دونوں مالک اس کی اطلاع پا کر اجازت بیع دیدیں تو اس صورت میں بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور غلام کا غصب کرنے والا باندی کا مالک قرار دیا جائے گا۔ .... اور باندی غصب کرنے والا غلام کا مالک شمار ہوگا۔ غلام کے غصب کرنے والے پر قیمت غلام کا وجوب ہوگا اور اس پر لازم ہوگا کہ قیمت کی ادائیگی غلام کے مالک کو کردے۔ اور باندی کے غصب کرنے والے پر لازم ہوگا کہ باندی کی قیمت کی ادائیگی اسکے مالک کو کردے (محیط)

کوئی شخص ایک شخص کے کچھ دراہم غصب کرے اور دوسرا شخص اسکے کچھ دینار غصب کرے اور باہم بیع کرنے کے بعد قابض ہو کر الگ ہو جائیں اس کے بعد آقا اجازتِ بیع عطا کردے تو

بیع کے جائز و درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور غصب کردہ شے کے مثل کا ہر غاصب پر ضمان لازم آئیگا اگر مالک اجازتِ بیع نہ دے تو بیع کے باطل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ فلوس (پیسوں) کا حکم دینار و درہم کا سا ہے۔

اگر کوئی غصب کرنے والا کسی کے دراہم غصب کرے اور دوسرا شخص اس کی باندی غصب کرے اور دونوں آپس میں بیع کرلیں۔ اس کے بعد آقا اجازتِ بیع عطا کردے تو بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ شخص جس نے باندی غصب کی تھی دراہم لیلے۔ اس کے بعد آقا اجازت عطا کردے۔ اور وہ اسکے پاس سے ضائع ہوجائیں تو یہ بمد امانت تلف شدہ شمار ہوں گے یگر باندی خریدنے والا ان کے مانند دراہم کا خود ضامن قرار دیا جائے گا۔ لہٰذا اگر باندی کا مالک غاصب کے دراہم پر قابض ہونے سے قبل اجازت عطا کردے پھر وہ دراہم پر قابض ہو اور دراہم اس کے پاس سے ضائع ہوجائیں تو مالک کو یہ حق حاصل ہے کہ خریدار یا غصب کرنے والے دونوں میں سے جس سے چاہے ضمان وصول کرلے۔ لہٰذا اگر وہ خریدار سے ضمان وصول کرلے تو وہ فروخت کرنے والے سے رجوع نہ کرے گا۔ (اور اس سے ضمان نہ لے گا) اور اگر وہ فروخت کنندہ سے ضمان وصول کرلے تو وہ اس کے مانند خریدار سے لوٹائے گا۔ اور وہی اس کا مالک ہوگا۔ اور اگر وہ خریدار سے رجوع کرلے (وصول کرلے)، تو جو کچھ اس سے وصول کیا ہو۔ وہ اس کے حوالہ کیا جائے گا لوٹا یا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

مفرور کی بیع جائز و درست نہیں۔ لہٰذا اگر وہ فرار ہونے کے بعد لوٹ آئے اور وہ خریدار کے حوالہ کردے، تو امام محمد رح سے منقول ہے کہ اس بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ فقہاء کی ایک جماعت اور امام کرخی رح کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ قاضی اسبیجابی رح نے بھی اپنی شرح کے اندر اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان کی شرح کے اندر اس طرح ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مفرور غلام لوٹ آئے اور فروخت کرنے والا اسے خریدار کے حوالہ کردے تو بیع کے جائز و درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور دونوں میں سے جو شخص منکر ہو چاہے فروخت کنندہ حوالہ کرنے سے یا خریدار قبضہ کرنے سے انکار کرے تو اسکے اوپر جبر کرنے اور دباؤ ڈالنے کا حکم ہوگا۔ اور نئے سرے سے بیع کرنے کی حاجت نہیں ہوگی۔ البتہ اگر خریدار قاضی کے یہاں اس نزاع کے بارے میں نالش کردے۔ اور فروخت کنندہ سے قبضہ دلوانے کی درخواست کرے اور یہ ثابت ہوجائے کہ فروخت کنندہ غلام کے حوالہ کرنے اور خریدار کے سپرد کرنے پر قادر نہیں بلکہ عاجز ہے اور قاضی دونوں میں عقدِ بیع کو فسخ (ختم) کردے۔ اسکے بعد مفرور غلام لوٹ آئے تو اس صورت میں از سرِ نو بیع کی حاجت ہوگی۔ امام محمد رح کی دوسری روایت کی رو سے اس طرح کی بیع جائز نہ ہوگی اور جدید بیع کی حاجت ہوگی۔ فقہاء کی

لہ اور ان کا ضمان لازم نہ آئے گا ۱۲

ایک جماعت کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ ابو عبداللہ بلخی رح اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا کرتے تھے۔
شیخ الاسلام رح نے شرح کتاب البیوع کے بیوع فاسدہ کے باب میں اسی طرح بیان کیا ہے (محیط)
فقہاء فرماتے ہیں کہ راجح و پسندیدہ قول یہی ہے۔ روایتِ اوّل کی تاویل یہ کیگئی ہے کہ غلام کے واپس آجانے کے وقت، وہ دونوں آپس میں رضامند ہوگئے ہوں (غیاثیہ)

کوئی شخص مفرور غلام کے مالک کے پاس آکر کہے کہ تیرا مفرور غلام میرے پاس ہے۔ میں اسے پکڑ چکا ہوں تو اسے میرے ہاتھ فروخت کردے اور وہ فروخت کردے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ) اور کیونکہ اسکی بیع درست و جائز ہوگی۔ لہذا اگر خریدار اسکے اوپر قابض ہوتے وقت اس بات کو شاہد بنالے تھے کہ میں اس پر اسلئے قابض ہوتا ہوں تاکہ اسے اسکے مالک کو لوٹا دوں تو اب اسے قبضہ ہونے والا شمار نہ کریں گے۔ پس اگر خریدار کے لوٹانے اور از سر نو قابض ہونے سے قبل وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ اور خریدار اپنا ثمن لوٹپائے گا۔ اور اگر اس نے اس بات کے شاہد نہ بنائے ہوں تو وہ قبضہ کرنے والا قرار دیا جائے گا (فتح القدیر)

اگر وہ یہ آکر بتائے کہ وہ غلام فلاں آدمی کے قبضہ میں ہے اور وہ اسے پکڑ چکا ہے۔ تو وہ غلام مجھے فروخت کردے۔ اور وہ اسکے قول کی تصدیق کرتے ہوئے غلام اسکے ہاتھ بیچ ڈالے تو بیع کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ یہ بیع فاسد شمار ہوگی کہ اگر خریدار اس پر قابض ہوجائے گا تو وہ مالک قرار دیا جائے گا (بحر الرائق)

کوئی شخص غلام خریدے اور وہ اس سے پہلے کہ اس پر قبضہ کیا جاتا فرار ہوجائے تو اس عقد کے فسخ و ختم کرنے کا خریدار کو حق حاصل ہوگا۔ اور جس وقت تک مفرور غلام حاضر نہ ہو فروخت کنندہ کو خریدار سے ثمن طلب کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص اپنے مفرور غلام کو اپنے نابالغ لڑکے کے ہاتھ بیچ دے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر وہ لڑکے کو یا کسی ایسے یتیم کو جو اسکے زیر پرورش ہو وہ غلام بطور ہبہ دیدے تو اسے جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ یہ درست و جائز ہے کہ مفرور غلام کو کفارہ میں آزاد کردیا جائے مگر شرط یہ ہے کہ اسکے بقیدِ حیات ہونے اور اسکے قیام کی جگہ کا علم ہو (نہایہ)

اگر غصب کردہ غلام غصب کرنے والے کے ہاتھ بیچ دے تو اس بیع کو درست و جائز قرار دیں گے (ذخیرہ) خراجی زمین کی بیع درست ہے اس زمین سے مقصود ارضِ سواد ہے! اسی طرح قطعہ زمین کی بیع کو بھی درست قرار دیا گیا ہے۔ قطعیہ زمین وہ کہلاتی ہے جسے خلیفۃ المسلمین کسی قوم کیلئے الگ کرکے اسی کیلئے مخصوص کردے (حاوی) "ارض اجارہ" وہ زمین کہلاتی ہے کہ جو غیر آباد و بیکار پڑی ہو اور اسے کوئی شخص مالک زمین کے حکم کے باعث لیلے اور اس میں کاشت کرے۔ "ارض اکارہ، وہ زمین کہلاتی ہے جو کاشتکاروں کے پاس ہوتی ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اسطرح کی زمین اگر اسکا مالک بیچے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اور اگر وہ شخص بیچے جسے یہ زمین محض، آباد کرنے یا کاشت کرنے کی خاطر دی گئی ہو تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا۔

اگر وہ زمین کو بیچے در آنحالیکہ وہ کسی اور کی کاشت میں ہو تو شمس الائمہ حلوانی رح فرماتے ہیں کہ چاہے دونوں میں سے کسی کے بھی ہوں۔ کاشتکار کو اتنے عرصہ میں استحقاق ہوگا۔ لہٰذا اگر کاشتکار اجازت عطا کردے تو اسے اسکے عمل کی کچھ اجازت (بھی) نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ (مجموع النوازل) میں موجود ہے کہ اگر کاشتکار اجازتِ بیع عطا کردے تو کل دونوں حصوں کے خریدار کو ملنے کا حکم ہوگا۔ انگور کے درخت کا بھی یہی حکم ہوگا۔ چاہے پھل ظاہر ہوچکے ہوں یا ابھی ظاہر نہ ہوئے ہوں۔ بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ مسئلہ زمین کے حکم کی تفصیل یہ ہے کہ بیج کاشتکار کے ہونیکی صورت میں اسکے حق کی بیع درست وجائز نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر بیج کاشتکار کے نہیں بلکہ زمیندار کے ہوں۔ اور تخم ریزی نہ ہوئی ہو تو اس صورت میں بیع کے درست وجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طرح انگور کے درخت پر پھل ظاہر نہ ہونیکی صورت میں بیع کے درست وجائز ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ امام ظہیر الدین رح اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا کرتے تھے۔ (محیط)

اگر کاشتکار نے ابھی کاشت تو نہ کی ہو مگر ہل چلا چکا ہو اور نہریں کھود چکا ہو تو روایت کے ظاہر کے مطابق اس کی بیع کے نافذ ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ اگر انگور کے درخت کو فروخت کرے تو اسکی بیع عمل کرنے والے کے حق میں نافذ وجاری نہ ہوگی چاہے اس نے انگور کے درخت میں (بیل میں) کچھ اصلاح کی ہو یا اصلاح نہ کی ہو (فصول عمادیہ)

کوئی شخص ایک دیہات خریدے اور مسجد ومقبرہ کو اس سے مستثنیٰ نہ کرے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ یہ بیع اس شکل میں فاسد ہوگی کہ بستی آباد ہو۔ اور اگر اس کے اردگرد کے خراب وخستہ ہوجانے کے باعث لوگ اس سے لاپرواہ ہوجائیں تو اس صورت میں بیع کے فاسد نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔

کوئی شخص کاشت کی زمین خریدے اور اسکے اندر ایک قطعہ وقف کا شامل ہو تو مسجد کی طرح اس کی بیع کے بھی ناجائز ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ شمس الائمہ حلوانی اور شمس الائمہ سرخسی رح یہی بیان فرماتے ہیں۔ رکن الاسلام علی السغدی اس کی بیع کو درست وجائز قرار دیتے ہیں۔ تجرید کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ شمس الائمہ سرخسی رح اور شمس الائمہ حلوانی رح نے رکن الاسلام رح کے قول کی جانب رجوع کیا اور اختیار کیا ہے۔ اسی قول کو راجح وپسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔

کوئی شخص ملکی زمین وقفی زمین کے ہمراہ بیچے اور ثمن کے اندر ملکی زمین کے حصہ کو وقفی زمین میں سے مستثنیٰ نہ کرے تو اس صورت میں دونوں میں سے زیادہ صحیح قول کے مطابق ملکی زمین کی بیع کو جائز ودرست قرار دینے کا حکم ہوگا۔

اگر کوئی شخص ملکی زمین خریدے اور اس زمین میں لوگوں کا آمد و رفت کا عام راستہ بھی ہو تو بیع کے فاسد نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ ملکی زمین کے اندر عام راستہ ہونے کو عیب شمار کیا گیا ہے منتقی کے اندر ہے کہ اگر راستہ لامحدود ہو اور اسکی مقدار و انتہار کا علم نہ ہو تو بیع کے فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔

کوئی شخص گاؤں بیچے درآنحالیکہ اسمیں مسجد بھی ہو۔ اور گاؤں کی بیع کے وقت مسجد کو مستثنیٰ کردے تو مسجد کی حدود ذکر کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں مشائخ فقہار کی رائیں مختلف ہیں۔ زیادہ راجح پسند قول کے مطابق حدود کے ذکر کرنے کو شرط قرار نہیں دیا گیا۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے اسی طرح کا رایوں کا اختلاف عام لوگوں کے راستہ اور حوضوں کے سلسلہ میں ہے۔ یہ ضروری ہے کہ مقبرہ کی حدود بیان کردی جائیں۔ لہٰذا اگر مقبرہ (محض) بلند و اونچا ٹیلہ ہو تو اس صورت میں حدود کا ذکر ضروری نہیں (مختار الفتاویٰ)

اگر کسی پہاڑ میں گوکھرو ہو تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ اسے وہاں سے لاکر بیچ دینا چاہیے۔ اسی طرح اگر پہاڑ کے اشجار (گوشوں اور پہلوؤں) میں لاکر بیچیں تو اسمیں کوئی حرج نہ ہوگا اسی طریقہ سے اگر اس پہاڑ کے اندر پستہ کے درخت موجود ہوں اور اس میں پستہ لاکر بیچ جائیں تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا۔

نمک کا بھی حکم یہی ہوگا۔ یہ تمام تفصیل اس شکل میں ہے کہ جس مقام سے لائے وہ کسی کی ملکیت نہ ہو۔ اگر کسی کی ملکیت نہ ہو تو مذکورہ بالا اشیار میں سے کسی شے کی بیع بھی درست و جائز نہیں ہوگی (تاتارخانیہ)

فصل چہارم - حیوانات کی بیع کا ذکر

دریا یا کنویں کے اندر مچھلی کی بیع جائز نہیں ہے۔ لہٰذا اگر وہ شخص کوئی خطیرہ (گڑھا وغیرہ) بنائے اور اسکے اندر مچھلی آجائے تو یہ دو صورتوں سے خالی نہیں۔ (۱) یا تو اس نے یہ خطیرہ اسی مقصد سے بنایا ہو (۲) یا اس مقصد سے نہ بنایا ہو۔ پہلی شکل میں جو شے خطیرہ کے اندر آجائیگی وہ اسی کی ملکیت ہوگی اور کسی کو اسکے لینے کا حق نہ ہوگا۔ اسکے بعد اگر اس میں مچھلی شکار کے بغیر پکڑنی ممکن ہو تو اسکی بیع کو درست و جائز قرار دیں گے۔ اور اگر شکار کے بغیر پکڑنی ممکن نہ ہو تو اسکی بیع کو ناجائز و نادرست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ دوسری شکل میں خطیرہ کے اندر ہونے والی شے کو اسکی ملکیت قرار نہ دیں گے۔ لہٰذا اسکی بیع بھی درست و جائز نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ لیکن اگر مچھلی خطیرہ میں آگئی۔ اور اس نے خطیرہ بند کرلیا تو اسی کو اسکا مالک قرار دیں گے۔ لہٰذا اگر

وہ شکار وغیرہ کے بغیر (حیلہ کے بغیر) پکڑی جانی ممکن ہو تو اس کی بیع کو درست وجائز قرار دیں گے اور اگر شکار کے بغیر پکڑی جانی ممکن نہ ہو تو ناجائز ونادرست قرار دینے کا حکم کیا جائیگا۔ اگر وہ خطیرہ اس لیئے نہ بنائے بلکہ وہ مچھلی پکڑنے کے بعد خطیرہ میں ڈال دے تو اسی کو مچھلی کا مالک قرار دیں گے۔ لہٰذا وہ شکار کے بغیر ہاتھ آجائے تو اس کی بیع کو درست قرار دینے ورنہ درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (فتح القدیر)

اس کے بعد جن شکلوں میں مچھلی کے پانی کے اندر رہتے ہوئے اسکی بیع جائز ہے۔ ان شکلوں میں جب خریدار اسکے اوپر قابض ہو جائے اور اسے دیکھے تو اسے اختیار کے حاصل ہونے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص پانی کے گڑھے میں ایک مچھلی پکڑ کر ڈال دے تو جو شکلیں ہم خطیرہ کے بارے میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں۔ وہی یہاں بھی نکلیں گی (محیط)

اگر مچھلی کسی بڑی نہر کے اندر پڑی ہوئی ہو تو کسی حالت میں بھی اس کی بیع کو جائز قرار نہ دیں گے خواہ بیع کے بعد فروخت کرنے والے کو اسکے حوالہ کرنے پر قدرت کیوں نہ حاصل ہو جائے۔ اگر وہ مچھلی پکڑ لے۔ اور وہ مچھلی ہاتھ میں سے نکل کر نہر میں گر جائے تب بھی یہی حکم ہوگا۔ البتہ دونوں صورتوں کے اندر محض اسقدر فرق ہے کہ اس دوسری شکل میں اگر بیع فسخ وختم کرنے سے قبل حوالہ کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے تو بیع کو درست قرار دینے اور خریدار کو رویت کا اختیار حاصل رہنے کا حکم ہوگا۔ چاہے اس سے قبل وہ مچھلی کو دیکھ چکا ہو یا نہ دیکھ چکا ہو۔ امام ابوالحسن کرخی رح یہی فرماتے ہیں۔

مشائخ بلخ (فقہائے بلخ) فرماتے ہیں کہ اگرچہ اسکو حوالہ کرنے پر قدرت حاصل ہو جائے مگر اسکی بیع کو درست وجائز قرار نہ دیں گے (ینابیع)۔ اگر خطیرہ میں مچھلی اور بانس (مچھلی پکڑنے کا آلہ) ہو اور وہ دونوں کو ایک ہی دفعہ میں بیچ دے۔ اس صورت میں اگر مچھلی کو شکار کے بغیر پکڑنا ممکن نہ ہو تو کل کی بیع کو فاسد قرار دیں گے چاہے اس سے قبل وہ مچھلی کا شکار کر چکا ہو یا نہ کر چکا ہو۔ اور اگر مچھلی شکار کے بغیر پکڑی جا سکتی ہو۔ لہٰذا اگر وہ اس سے قبل مچھلی کا شکار نہ کر چکا ہو تو مچھلی کی بیع کو فاسد قرار دیں گے۔

قصب (بانس) کی بیع کے اندر فقہاء فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رح کے قول کے مطابق بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ امام ابویوسف رح وامام محمد رح کے قول کے مطابق بیع کے فاسد نہ ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ درست قول کے مطابق امام ابویوسف رح وامام محمد رح کے قول کی رو سے قصب کی بیع کو فاسد قرار دیں گے۔ اگر اس سے قبل وہ مچھلی کا شکار کر چکا ہو تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک کل کی بیع درست وجائز ہوگی۔ (ذخیرہ)

کبوتروں کی اگر تعداد کا علم ہو اور یہ حوالہ کیئے جاسکتے ہوں تو ان کی بیع کے درست وجائز ہونے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ اپنے خانوں میں موجود ہوں اور ان میں سے نکلنے کی راہ بند ہو تو اسکو

بیع کے درست ہونے کے اندر کوئی اشکال نہ ہوگا اور اگر وہ کبوتر اڑ رہے ہو۔ اور عادتاً ان کا آنا یقینی ہو تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (فتح القدیر)

اگر ایک برج (خانہ) میں کبوتر کی رہائش ہو اور مالک کبوتر خانہ سمیت فروخت کرنا چاہے۔ لہٰذا اگر وہ بوقتِ شب فروخت کرے (جو کہ آرام اور خانہ میں رہنے کا وقت ہے) تو اسے جائز قرار دیں گے (ملتقیٰ) کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص پانی میں کسی مچھلی یا چڑیا کو بیچے۔ اور مچھلی یا چڑیا لوٹ کر فروخت کنندہ کے پاس آجائے یا کوئی اس طرح کا پرندہ ہو۔ جو آسمان میں اڑ رہا ہو۔ اور وہ مالک کے پاس چلا آئے۔ اور مالک اسے فروخت کر دے تو اس بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔ اور پرند جس وقت لوٹ کر اس کے پاس آجائے گا تو اس وقت وہ اسکو حوالہ کر دے گا

اسی طریقے سے اگر کوئی پالا ہوا ہرن ہو جسے اپنے ٹھکان اور بندھنے کی جگہ سے انسیت ہو اور وہ لوٹ کر مالک کے پاس چلا آتا ہو تو اس کی بیع کے بھی جائز و درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر وہ مانوس ہونے کے بعد پھر نامانوس ہو جائے اور شکار کے بغیر ہاتھ نہ آسکے تو اس صورت میں بیع کے نادرست و ناجائز ہونیکا حکم کیا جائے گا (ذخیرہ)

اگر کوئی عمدہ گھوڑا اس طریقہ سے بدکتا ہو کہ اسے کسی حیلہ کے بغیر پکڑا نہ جا سکے تو اس کی بیع کو ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (سراجیہ) شہد کی مکھیاں جبکہ اکٹھی ہوں ان کی بیع درست و جائز نہ ہوگی۔ امام ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح یہی فرماتے ہیں۔ البتہ اگر چھتوں کے اندر شہد موجود ہو۔ اور چھتوں کو ان مکھیوں سمیت جو اس کے اندر ہوں خریدے تو اسے جائز قرار دیں گے۔

امام محمد رح کے نزدیک شہد کی مکھیاں اکٹھی ہوں تو ان کی بیع درست و جائز ہے (حاوی) شہد کی مکھیوں کی بیع کو امام محمد رح جائز قرار دیتے ہیں۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (غیاثیہ)

فتاویٰ ابو اللیث کے اندر ہے کہ جونک کی خریداری درست و جائز ہے۔ صدر الشہید رح کا اختیار کردہ قول یہی ہے (محیط) اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ کوئی شخص کسی کو اجرت پر جونک لگانے کی خاطر لے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا (خلاصہ) امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ کرم پیلے کے انڈے فروخت کرنے درست ہیں۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے (واقعات)

گرگٹ، بچھو اور سانپ اور ان کے مانند دوسرے زمینی جانوروں کا فروخت کرنا درست نہیں۔ دریائی چیزوں (جانوروں) میں بجز مچھلی کے کیکڑا اور مینڈک فروخت کرنا درست نہیں۔ البتہ ان کی کھال اور ہڈی سے نفع اندوزی درست و جائز ہے (محیط) "نوازل" کے اندر مذکور ہے کہ سانپ اگر بطور دوا کام آتے ہوں۔ تو بیع ناجائز و نادرست ہوگی۔ درست قول کے مطابق وہ ساری اشیاء جن کے ذریعہ کچھ نفع اٹھایا جا سکتا ہو ان کی بیع درست و جائز ہوگی۔ (تاتارخانیہ) ہمارے نزدیک کلب معلم (سکھلایا اور تربیت کردہ) کی بیع درست ہے۔ اسی طرح ہمارے فقہاء

احناف) نزدیک شکاری پرندوں، پھاڑنے والے وحشی جانوروں اور بلّی کی بیع درست ہے چاہے وہ سیکھے ہوئے اور تربیت کردہ نہ ہو تو اس کی بیع درست ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس میں اس کی صلاحیت ہو کہ اسے سکھلایا جا سکے ورنہ درست نہ ہوگا۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (جواہر اخلاطی) امام محمد رح فرماتے ہیں کہ شیر کی بیع کے بارے میں بھی ہم یہی کہتے ہیں کہ اگر اس میں تعلیم قبول کرنے کی صلاحیت ہو اور اس کے ذریعہ شکار کرنا ممکن ہو تو اس کی بیع درست ہے اسلئے کہ باز اور چیتے بہر صورت سیکھ جاتے ہیں اور ان کے اندر سیکھنے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ لہٰذا ان کی بیع بھی بہر صورت درست و جائز ہوگی (ذخیرہ)

فتاویٰ عتابیہ کے اندر کہ چھوٹا بھیڑیا جس کے اندر تعلیم قبول کرنے کی صلاحیت ہو اسکی بیع درست ہے۔ امام ابو یوسف رح کے نزدیک چھوٹا بھیڑیا اور بڑا بھیڑیا دونوں حکم کے اعتبار سے برابر ہیں (تاتار خانیہ) ہاتھی کا فروخت کرنا درست ہے۔ بندر کے فروخت کرنے میں امام ابو حنیفہ رح سے دو قسم کی روایتیں ہیں۔ ایک روایت کی رو سے جائز و درست ہے۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (محیط سرخسی)

سور (خنزیر) کے علاوہ سارے حیوانات کی بیع درست و جائز ہے۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے (جواہر اخلاطی)، مکہ معظمہ کے مکانات کی عمارت فروخت کرنی جائز و درست ہے، البتہ زمین کا فروخت کرنا درست و جائز نہیں (حاوی) بغداد کے مکان اور بازار کی دوکانیں جو شاہی ہوں ان کا فروخت کرنا درست و جائز نہ ہوگا۔ اور اسکے اندر کسی کو شفعہ کا حق بھی نہ ہوگا تہذیب)

فصلِ پنجم: محرم کے شکار کو فروخت کرنے اور محرمات کی بیع کا ذکر!

احرام باندھنے والا شکار بیچے تو اسکے بیچنے کو جائز قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے حرم کا شکار فروخت کرنے کو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) شکار کے حرم میں بیچنے کو جائز قرار نہ دیں گے چاہے احرام باندھنے والا بیچے یا وہ شخص جس نے احرام نہ باندھ رکھا ہو۔ (سراجیہ) حرم کے اندر دو احرام نہ باندھنے والے شخص حل (حدود حرمت سے خارج مقام) کسی شکار کے خرید و فروخت کریں تو امام ابو حنیفہ رح اسے درست قرار دیتے ہیں مگر (اس میں یہ قباحت ضرور ہے کہ) وہ حرم سے حل کی جانب نکل کر اسے حوالہ کرے گا۔ امام محمد رح فرماتے ہیں کہ درست نہیں (محیط سرخسی)

کوئی شخص احرام باندھے درانحالیکہ اس کے قبضہ میں کسی اور کا شکار ہو اور شکار کا شکار کو بیچ ڈالے درآنحالیکہ مالک غیر محرم (احرام نہ باندھنے والا) ہو تو بیع کو درست قرار دیں گے اور اس شخص کو مجبور کریں گے کہ وہ شکار خریدار کے حوالہ کردے۔ اور اگر قابض تلف کردے گا۔ تو اس کے اوپر جزا و تاوان کا وجوب ہوگا۔ کوئی محرم (احرام باندھنے والا) ایک شکار فروخت کرنے کی خاطر کسی غیر محرم (حلال) کو وکیل بنائے۔ اور وہ بیچ دے تو امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ یہ بیع درست و جائز ہوگی — امام ابویوسف رح و امام محمد رح اس بیع کو باطل و کالعدم قرار دیتے ہیں۔ (حاوی)

کوئی غیر محرم کسی محرم شخص ایک شکار فروخت کرنے یا خریداری کی خاطر وکیل بنائے تو جائز نہ ہوگا۔ کوئی شخص ایک شخص کو فروخت کرنے کی خاطر وکیل مقرر کرے۔ پھر وکیل بنانے والا احرام باندھ لے اور وکیل شکار بیچے تو امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اس صورت میں بیع درست و جائز ہوگی، امام ابویوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ بیع باطل و کالعدم ہوگی۔ (محیط)

کوئی غیر محرم دوسرے غیر محرم شخص سے ایک شکار خریدے اور اسکے اوپر قابض نہ ہو حتیٰ کہ دونوں میں سے ایک محرم ہوجائے (احرام باندھ لے) تو اس صورت میں بیع کے فسخ و ختم ہوجانے کا حکم ہوگا (حاوی) وہ ذبیحہ جو آتش پرست یا مرتد (اسلام سے پھرنے والے) یا اہل کتاب کے علاوہ کسی اور کا ہو تو اس کی بیع کو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔

اسی طریقہ سے وہ ذبیحہ جس کے اوپر بسم اللہ قصداً پڑھنی ترک کردیجائے تو اسکی بیع کو بھی ناجائز و نادرست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ) تجرید کے اندر ہے کہ اسی طریقہ سے نا سمجھ بچے اور پاگل شخص کے ذبح کردہ نور کو بھی فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ (تاتارخانیہ) وہ شکار جسے احرام باندھنے والا ذبح کرے یا غیر محرم حرم کے اندر ذبح کرے۔ اسکے فروخت کرنے کو جائز قرار نہ دیں گے۔ اہل کتاب کے ذبیحہ کو فروخت کرنا درست ہے[1] (محیط)

کافر اگر کسی مردار کی آپسمیں خرید و فروخت کریں تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ اپنے ذبیحہ کی باہم خرید و فروخت کریں درآنحالیکہ ان کا ذبیحہ اس طرح کا ہو کہ بکری کے گلے کو گھونٹ دیتے ہوں یا اسے اتنا ماریں کہ وہ دم توڑ دے تو اس صورت میں ان کی باہم بیع کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (واقعات)

اگر دو کافر (ذمی)[2] خنزیر یا شراب کی باہم خرید و فروخت کریں اسکے بعد قابض ہونے سے قبل دونوں اسلام قبول کرلیں یا ایک اسلام قبول کرلے۔ تو اس صورت میں بیع کے ٹوٹ جانے کا حکم ہوگا۔ یعنی فسخ و ختم کے حق کے ثابت ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اگر دونوں شراب کے اوپر قابض ہوجائیں اسکے بعد دونوں یا ایک اسلام قبول کرے تو چاہے ثمن پر قابض ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، ہر صورت بیع کے جائز و درست

---

[1] کیونکہ اہل کتاب میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ذبح کرتے ہیں [2] دارالاسلام کے غیر مسلم باشندے ۱۲

ہونے کا حکم ہوگا (حاوی)، اگر کوئی ذمی شخص کسی مسلمان غلام کو خریدلے تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اسکے اوپر دباؤ ڈالا جائیگا کہ یہ غلام بیچ دے چاہیے یہ ذمی حد بلوغ کو پہونچ چکا ہو یا نہ پہونچا ہو (تاتارخانیہ) (منقول عن التجنیس)

کوئی کافر کسی دوسرے کافر سے کسی مسلمان غلام کو بیع فاسد کے طور پر خریدے، تو خریدار پر غلام کے واپس کر دینے کے لئے اور فروخت کنندہ پر فروخت کرنے کے واسطے جبر کریں گے۔ اگر ذمی شخص اس غلام کو حلقۂ غلامی سے آزاد یا مدبر بنا دے تو اسے درست قرار دیں گے اور مدبر حلقۂ غلامی سے آزادی کی خاطر کوشش کرے گا۔ یہی حکم باندی ہونے کی صورت میں ہے۔ کہ اسے مسلمان باندی کو ذمی ام ولد بنا دے تو ذمی کو اس حرکت کی بنا پر زدوکوب کریں گے۔ اور وہ باندی کو مکاتب[1] بنا دے تو اسے جائز قرار دیں گے۔ اور معاہدہ نہ ٹوٹنے کا حکم کیا جائے گا۔ یہی حکم ذمی کے قرآن شریف خرید نے کی صورت میں ہے۔

اسی طریقہ سے اگر ذمی شخص کو کسی مسلم غلام کے ایک حصہ پر ملکیت حاصل ہو جائے تو اس حصہ کا حکم پورے کا سا ہوگا۔ اگر دونوں عقد بیع کرنے والوں میں سے ایک مسلم اور دوسرا ذمی ہو تو ان میں باہم فقط وہی بات درست ہوگی۔ جو دو مسلمانوں میں درست و جائز ہوتی ہے۔ اگر کوئی مسلمان کسی ذمی کو شراب نوشی یا شراب کی خریداری کی خاطر وکیل مقرر کرے۔ تو امام ابو حنیفہ رح اسے درست قرار دیتے ہیں۔ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ اگر چند علیسائی یتیم اور ان کا ایک غلام اسلام قبول کرلے تو سب کے اوپر اس غلام کو فروخت کر دینے کیلئے جبر کریں گے۔ فیما اگر ان یتیم علیسائیوں کا کوئی وصی ہو تو وہ غلام بیچے گا۔ اور وصی کے نہ ہونے کی صورت میں قاضی ان کے کسی وصی کا تقرر کرے گا۔ جو ان کی جانب سے غلام کو بیچے گا۔

اگر کوئی مسلمان کسی مسلم غلام کو کسی کافر کو صدقہ یا ہبہ کر کے اسکے حوالہ کر دے تو اسے درست قرار دیں گے اور کافر کے اوپر اسے بیچنے کی خاطر جبر کیا جائے گا (حاوی)۔ "عیون" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ ہاتھی وغیرہ مرداروں کی ہڈیاں فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ البتہ خنزیر اور آدمی کی ہڈی کی فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ یہ حکم ہاتھی وغیرہ کے ہڈی پر چکنائی باقی نہ رہنے کی صورت میں ہے اور چکنائی باقی ہو تو اسے نجس قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اسکی بیع کو ناجائز شمار کریں گے۔

"فتاویٰ اہل سمرقند" کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے کتے کو ذبح کر کے اسکے گوشت کو بیچ دے تو درست قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر اپنے گدھے کو ذبح کر کے اسکے گوشت کو بیچ دے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اس شکل میں مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ اس اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ بعد ذبح اس گوشت کی پاکی کے سلسلہ میں اختلاف کرتے ہیں۔ صدر الشہید رح نے پاک

[1] یعنی یہ کہدے کہ تو اتنی رقم ادا کر کے نعمت آزادی سے ہمکنار ہے ۱۲

ہونے کے قول کو اختیار کیا ہے۔ کوئی شخص خنزیر کو ذبح کرکے اسکے گوشت کو خریدے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے (ذخیرہ) درست قول کے مطابق ذبح کردہ درندوں اور ذبح کردہ گدھوں کا گوشت بیچنے کو درست قرار دیا گیا ہے۔ البتہ مردار درندوں کا گوشت بیچنے کو درست قرار نہیں دیا گیا ہے (محیط سرخسی) چمڑوں۔ گدھوں اور درندوں کے چمڑے اگر دباغت شدہ یا ذبح کردہ ہوں تو ان کی بیع درست ہوگی۔ اور جو چمڑے اسطرح کے نہ ہوں ان کی بیع کو جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ یہ حکم اس بنیاد پر ہے کہ آدمی [1] اور خنزیر کی کھال کے علاوہ سارے چمڑے دباغت دینے یا حلال و ذبح کرنے کی بنا پہ پاک ہو جاتے ہیں۔ لہذا جب وہ حلال و ذبح کرنے کے باعث پاک ہوگئے تو یہ بھی درست ہوگیا کہ ان سے نفع اٹھایا جائے۔ پس ان چمڑوں کی بیع درست ہوگی اس میں کوئی مضائقہ نہیں کہ مردار کے بال، اون، سینگ اور ہڈی سے نفع اٹھایا [2] جائے۔ اور ان تمام کی بیع کو درست قرار دیں گے۔ عصب (پٹھے) کے بارے میں دو قسم کی روایات ہیں۔ ایک روایت کی رو سے اسے فروخت کرنے اور اسکے ذریعہ نفع اٹھانے کو درست قرار دیا گیا ہے (محیط)

خنزیر کے بالوں کا فروخت کرنا درست نہیں۔ البتہ موزہ دوز (سینے والا) کیلئے یہ درست ہے کہ کو بچیاں بنا کر اس سے نفع اٹھائے [3] انسان کے بالوں سے نفع اٹھانا اور اسکے بالوں کو فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ اسی قول کو صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (جامع الصغیر)

اگر کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک کسی شخص سے حاصل کرے اور حاصل کرنے والا اس شخص کو خرید و فروخت و بدلہ کی نیت سے نہیں بلکہ بطور ہبہ کوئی پیش قیمت ہدیہ پیش کرے۔ تو اس کے اندر کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ (سراجیہ) عورت کا دودھ خواہ کسی پیالہ میں کیوں نہ ہو اور عورت چاہے آزاد ہو یا باندی۔ اسکے دودھ کو فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور اس دودھ کے تلف کر دینے پر ضمان کا وجوب نہ ہوگا۔ اسی قول کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ (مختار الفتاویٰ)

وہ نطفے جو مادہ (عورت) کے رحم میں ہوں۔ اور وہ نطفے جو مذکر (مرد یا باپ) کی پشت میں ہوں ان کی بیع منعقد نہ ہوگی۔ اسی سے یہ حکم بھی نکلتا اور اخذ ہوتا ہے کہ گابھن (حاملہ) کرانے کے سلسلہ میں نر (مذکر) کی منی کو فروخت کرنا اور حمل کا فروخت کرنا درست نہیں ہے (بدائع) مردار، خنزیر، شراب، اور آزاد آدمی کا بیچنا ناجائز ہے۔ (تہذیب) یہ درست ہے کہ گوبر اور

---

[1] آدمی کے چمڑے کی حرمت اسکے احترام کی بنا پہ ہے نجاست کے باعث نہیں ۱۲

[2] آدمی اور خنزیر اس صورت میں بھی مستثنیٰ ہوں گے ۱۲۔

[3] یہ قول راجح نہیں بلکہ مرجوح اور محلِ نظر ہے ۱۲۔

مینگنی کو فروخت کیا اور اس سے نفع اٹھایا جائے۔ گوہ سے کوئی نفع حاصل کرنا درست نہ ہوگا جب تک کہ وہ مٹی میں مخلوط نہ ہو جائے۔ اور مٹی اس کے اوپر غالب نہ آجائے اسی طریقہ سے تاوقتیکہ گوہ پر مٹی غالب نہ آجائے اس کا فروخت کرنا بھی درست نہ ہوگا۔ (محیط)

رباطات کے گوبر کو بیچنا درست نہیں۔ البتہ اگر کوئی شخص اسے اکٹھا کرکے بیچے تو درست ہے۔ (سراجیہ) کبوتر کی بیٹ اگر زیادہ ہو تو درست ہے کہ اسے فروخت اور ہبہ کر دیا جائے۔ (قنیہ) حلال چیز اگر حرام شے کے ساتھ مخلوط ہو جائے۔ مثلاً گوندھے ہوئے آٹے کے اندر شراب ملجائے یا گھی میں چوہا گر گیا ہو۔ تو اسکے فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس کا اس طرح ملجانا مخلوط ہو گیا ہو۔ یہ جائز ہونا اسوقت تک ہوگا۔ جب تک حلال شے پر حرام شے غالب نہ آئی ہو۔ (محیط سرخسی)

کھانے کے علاوہ اس شے اس طریقہ سے نفع اٹھانے کے اندر کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ خانیہ کے اندر موجود ہے کہ اگر تیل میں یا سرکہ یا روغن زیتون میں کوئی قطرہ خون یا پیشاب کا گر جائے تو اسکے بیچنے کو درست و جائز قرار نہ دیں گے (تاتارخانیہ) جو شے اس قسم کی ہو کہ اسکے اوپر حرام شے غالب آجائے اور حلال شے مغلوب ہو جائے۔ تو اس کے فروخت کرنے یا ہبہ کرنے کو درست و جائز قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر روغن زیتون میں مردار کی پگھلی ہوئی چربی گر گئی ہو لہذا اگر تیل چربی کے اوپر غالب ہو تو اسکی بیع کو درست و جائز قرار دیں گے۔ اور چربی کا غلبہ ہو تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ یہ بات واضح رہے کہ حلال شے کے حرام چیز کے اوپر غلبہ کی شکل میں نفع اندوزی کا جو حکم ذکر کیا گیا اس سے مقصود یہ ہے کہ بدن کے علاوہ دوسرے کاموں میں ان سے نفع اٹھالیا جائے۔ بدن پر ان کا استعمال کرنا اور نفع اٹھانا درست قرار نہیں دیا گیا۔ (محیط)

امام ابو حنیفہ رح کے قول کے مطابق بربط دیاچہ طبل ڈھول، مزمار دف اور نرد (شطرنج) وغیرہ کی بیع درست ہے امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک توڑ دینے سے قبل مذکورہ بالا اشیاء کا فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو "اجارات اصل" کے اندر بلا تفصیل (اجمالاً) ذکر کیا گیا ہے۔ "سیر کبیر" میں امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے قول کی اس طریقہ سے تفصیل ذکر کی ہے کہ یہ اشیاء اگر ایسے شخص کے ہاتھ بیچی گئیں کہ جو خود انہیں استعمال میں نہ لاتا ہو اور نہ انہیں استعمال میں لانے والے شخص کے ہاتھ بیچتا ہو تو اس صورت میں توڑ دینے سے قبل بھی ان کی بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔

اور اگر ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کریں کہ جو انہیں استعمال میں لاتا ہو تو توڑ دینے سے قبل ان کی بیع درست نہ ہوگی۔ شیخ الاسلام رح فرماتے ہیں کہ جو حکم اصل کتاب کے اندر بلا قید ذکر کیا گیا ہے اسے اس تفصیل پر محمول کر سکتے ہیں (ذخیرہ)

اگر کوئی شخص ان اشیاء کو ضائع کر دے۔ پس اگر ضائع کر دینا حکم قاضی کی بنا پر ہو تو کسی شخص پر

ضمان لازم نہ آئے گا۔ اور بحکم قاضی نہ ہونے کی صورت میں بھی امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک یہی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں) امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (تہذیب)

اگر کوئی شخص اپنے غلام کو اپنے اونٹ خریدار کی زمین میں چرانے کے بدلہ فروخت کرے یا اسکے بدلہ فروخت کرے کہ میں اسکے کنوئیں سے پانی پیوں گا۔ تو اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر غلام کو فروخت کنندہ یا خریدار کی باندیوں میں سے کسی باندی کے بدلے بیچ ڈالا حالانکہ باندی متعین و نامزد کی ہو تو اس صورت میں بیع کے منعقد ہوجانے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ بجز شراب کے پی جانے والی سب حرام اشیاء کی بیع درست ہے اور ان کے ضائع کردینے والوں پر ضمان کا وجوب ہوگا۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح ان اشیاء کی بیع ناجائز و نادرست قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان کے ضائع کرنے والے پر ضمان کے وجوب نہ ہوگا۔ (محیط)

فتاویٰ عتابیہ میں لکھا ہے کہ شیرۂ انگور ایسے شخص کے ہاتھ بھی فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں جو اس شیرہ کے ذریعہ شراب بناتا ہو۔ اور زمین ایسے شخص کے ہاتھ بیچنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ جو اس میں کلیسا[1] بنانے کا ارادہ رکھتا ہو (تاتارخانیہ) مدبر، مکاتب، ام ولد اور وہ غلام جس کے کچھ حصہ کو آزاد کردیا گیا ہو۔ ان تمام کی بیع کو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (حاوی)

کوئی شخص اگر اپنی ام ولد کو بیچ کر خریدار کے حوالہ کردے تو خریدار کو اس کا مالک قرار نہ دیں گے یہی حکم ایسے غلام کا ہوگا۔ جسکے کچھ حصہ کو حلقۂ غلامی سے آزاد کردیا گیا ہو۔ اسی طرح مدبر کا بھی ہمارے احناف رح کے نزدیک مذکورہ بالا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

اگر کوئی شخص مکاتب، غلام کو بیچنے کے اوپر رضامند ہوجائے تو اس بارے میں دو قسم کی روایات ہیں۔ زیادہ ظاہر روایت کے مطابق اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ہدایہ) مجمع کے اندر موجود ہے کہ مکاتب غلام اگر خود اپنی بیع کی اجازت عطا کردے تو بیع کے فاسد نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی روایت کو راجح و پسندیدہ قرار دیا گیا ہے۔ مشائخ (فقہاء) اسی روایت پر عمل پیرا ہیں۔ (مختار الفتاویٰ)

اگر کوئی مدبر یا ام ولد یا مکاتب یا آزاد خریدار کے پاس ضائع ہوجائے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اس پر ضمان لازم نہ آئے گا۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ ام ولد اور مدبر کی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔ امام ابو حنیفہ رح سے بھی ایک روایت اس طرح کی ہے۔

اس کے برعکس اگر مکاتب غلام پر خریدار قابض ہوگیا ہو اور وہ اسکے پاس رہتے ہوئے موت کی آغوش میں سو جائے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اس کا ضمان لازم نہ ہونیکا حکم ہوگا۔

---

[1] عیسائیوں کی عبادت گاہ ۱۲۔

کوئی شخص کوئی قیمتی مال مکاتب یا ام ولد کے بدلے خریدے اور مال کے اوپر قابض ہوجائے تو اس قبضہ کو ملک فاسد کے طور پر قرار نہیں گے۔ یہ جائز و درست ہے کہ ام ولد اسی کے ہاتھ فروخت کردی جائے۔ اسی طرح مدبر کو بھی اسکے ہاتھ فروخت کرنا درست ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص خون یا مردار کے بدلے کوئی شے خریدے تو کیونکہ یہ دونوں چیزیں مال نہیں ہیں اسلئے وہ خرید کردہ شے کا مالک شمار نہ ہوگا۔ اور ان دونوں چیزوں کی وجہ سے تمول و پیسہ حاصل نہیں ہوتا۔ اسی کے اوپر قیاس کرتے ہوئے اگر کوئی شخص مردار کی کھال کے بدلے کوئی شے خریدے۔ درآنحالیکہ یہ کھال اس قسم کی ہو کہ ایسے لوگ دباغت کیلئے رکھتے ہوں تو اس صورت میں بیع کے منعقد و نافذ ہونے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص مردار یا خون کے بدلے کوئی غلام خرید کر اس کے اوپر قابض ہوجائے۔ اور وہ غلام موت کی آغوش میں سو جائے تو "سیر کبیر" کے اندر لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک خریدار پر اس کی قیمت کا ضمان لازم نہ آئے گا۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ ضمان لازم آئے گا۔ (محیط سرخسی)

شمس الائمہ سرخسی رح بیان فرماتے ہیں کہ خریدار پر اس کی قیمت کے ضمان کا وجوب ہوگا اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے (فتاویٰ قاضی خاں) باندیوں کی وہ اولاد جو اس طرح کے لوگوں یعنی مکاتب وغیرہ سے ہو ان کا حکم بھی اصول (مکاتب وغیرہ) کا سا ہوگا۔ اسی طریقے سے بحالتِ کتابت خریدے ہوئے بیٹے اور ماں باپ کا حکم یکساں اور یہی ہوگا۔ البتہ والدین کے علاوہ دوسرے رشتہ دار کتابت میں داخل شمار نہ ہوں گے۔

امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ ان کا مکاتب کو بیع کرنا درست و جائز ہوگا۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح اسے ناجائز قرار دیتے ہیں۔ (حاوی)

فصل ششم : سود اور احکامِ سود کا بیان

شریعت میں سود اس مال کو کہتے ہیں کہ جو مال کے بدلے لیے ہوئے مال سے بڑھا ہوا ہو۔ اور اسکے مقابل کوئی مال نہ ہو۔ یہ سود ہر ناپ یا تول کر کے بیچی جانے والی اشیاء میں جو اپنی جنس کے ساتھ فروخت کی جائیں ناجائز و حرام ہے۔ حرام ہونے کی علت دو چیزیں ہیں (۱) مقدار (۲) جنسیت مقدار سے ہمارا مقصد ناپی جانے والی اشیاء میں پیمانہ اور وزن کر کے دیجانے والی چیزوں میں وزن ہے۔ لہٰذا جب ناپ تول کر دیجانے والی اشیاء مثلاً گندم، جو اور چھوہارے، نمک، اور تول کر وزن کر کے دیجانے والی اشیاء مثلاً چاندی اور سونا وغیرہ جنہیں اوقیہ (ایک نوع کا وزن) کے

حساب سے فروخت کرتے ہیں۔ اپنی جنس کے ساتھ انہیں مساوی طور پر فروخت کیا جائے۔ تو بیع کو درست قرار دیں گے۔ اور اضافہ کے ساتھ فروخت کریں تو بیع کے درست نہ ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اس جنس کے کھرے اور کھوٹے دونوں کا حکم برابر ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ جن اشیاء میں سود نافذ ہوتا ہے۔ اگر ان میں کی کھری چیزیں کھوٹی کے بدلہ مساوی طور پر فروخت کیجائیں تو درست نہ ہوگا۔ ایک لپ بھر چیز کے بدلہ دو لپ بھر چیز بیچنا درست ہے۔ ایک سیب کو دو سیب کے بدلہ فروخت کرنا درست ہے۔ نصف صاع سے کم جو شمار کا لپ بھر (مٹھی بھر) میں ہوگا۔ اگر کھانے کی چیزوں کے علاوہ اشیاء جو ناپ یا تول کر بیچی جاتی ہوں اپنی جنس کے ساتھ اضافہ سے فروخت کی جائیں مثلاً لوہا اور گچ تو ہمارے (احناف) کے نزدیک اسے درست قرار نہ دیئے کا حکم ہوگا وہ شے جس میں مقدار اور جنسیت دونوں پائی جارہی ہوں اسے اضافہ سے فروخت کرنا اور ادھار فروخت کرنا دونوں کو جائز قرار نہ دیں گے۔ اور اگر مقدار و جنسیت میں سے ایک پائی جارہی ہو اور دوسری نہ پائی جارہی ہو۔ اور دوسری نہ پائی جارہی ہو تو اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا حلال اور ادھار فروخت کرنا حرام ہوگا۔ اور اگر نہ جنسیت پائی جارہی ہو اور نہ مقدار تو پھر اضافہ کے ساتھ اور ادھار دونوں طرح فروخت کرنا حلال ہوگا۔ (کافی)

وہ اشیاء جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپ کے اعتبار سے اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا صراحتاً حرام فرمایا۔ انھیں دائمی طور پر ناپ کر دی جانے والی اشیاء (کیلی) میں شمار کیا جائے گا خواہ لوگوں نے انھیں ناپ کر دینا ترک کر دیا ہو۔ مثلاً گندم۔ چھوہارے، جو اور نمک۔ اور وہ اشیاء جنھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اضافہ و زیادتی کے ساتھ فروخت کرنے کو باعتبار وزن حرام فرما دیا۔ انھیں ہمیشہ وزن کر کے دیجانے والی اشیاء میں شمار کریں گے۔ خواہ لوگ ان کے وزن کرنے کو ترک کیوں نہ کر دیں۔ مثلاً سونا اور چاندی (سراج الوہاج)

وہ اشیاء جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صراحتاً نہیں مگر اتنا معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں پیمانہ سے بکنے اور فروخت ہونے کا رواج تھا تو وہ باعتبار حکم دائمی طور پر کیلی اور پیمانہ سے دیجانے والی ہی شمار ہوں گی۔ چاہے لوگ انھیں وزن کر کے فروخت کرنے کے عادی ہو گئے ہوں۔ وہ اشیاء جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں وزن کر کے فروخت کیا جانا معلوم ہو انھیں ہمیشہ وزن کر کے فروخت کیجانے والی اشیاء کے زمرہ میں داخل قرار دیں گے۔

جس چیز کا حکم صراحتاً معلوم نہ ہو اور نہ یہ پتہ چلے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور مبارک میں اس کا کیا حال تھا تو اس کے اندر لوگوں کے عرف کو قابل اعتبار قرار دیں گے۔ لہٰذا اگر لوگوں میں پیمانہ کے اعتبار سے فروخت ہونے کا رواج ہو تو اسے کیلی قرار دیں گے۔ اور وزن کے لحاظ سے فروخت ہونے کا رواج ہو تو اسے تول کر بیچی جانے والی قرار دیئے کا حکم ہوگا۔ اور اگر

پیمانہ اور وزن دونوں طرح فروخت ہونا مروج ہو تو اسے کیلی اور وزنی دونوں قسم کی شمار کرنیکا حکم ہوگا۔

یہ ساری تفصیل جو ذکر کی گئی امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے قول کی رو سے ہے (محیط)۔ اس بنیاد پر یہ جو ذکر کیا گیا کہ اگر گندم اپنی جنس (گندم) کے ہمراہ پیمانہ کے اعتبار سے مساوی طور پر فروخت کیا جائے یا سونا اپنی جنس کے ہمراہ پیمانہ کے لحاظ سے مساوی ہو نیچے تو امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح کے نزدیک اسے جائز قرار دینے کا حکم ہے گا خواہ لوگوں کے عرف کے اعتبار سے اسی طرح فروخت ہوتی ہو (کافی)، لہذا اگر کیلی چیز وزن کر کے یا وزن کر کے دیجانے والی چیز ناپ کر بیچی جائے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ خواہ جس طرح بیچی گئی ہوں۔ باہم مساوی ہوں جب تک کہ ان کے مساوی ہونے کا اصل کے اعتبار سے علم نہ ہو جائے (نہر الفائق)۔

شیخ رح فرماتے ہیں کہ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ جس شے کے کیلی ہونے کا ثبوت صراحتاً ملجائے اگر اسے وزن کر کے دراہم کے بدلے بیچا جائے۔ تو درست قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے جس کا وزنی ہونا صراحتاً اور واضح طور پر ثابت ہو جائے۔ خواہ اسے پیمانہ کے اعتبار سے دراہم کے بدلے بیچی جائے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا (ذخیرہ)، جو اشیاء تیل وغیرہ من یا تول کے اعتبار سے بکتی ہوں انھیں وزنی قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (مختار الفتاوی)، جو چیز رطلی ہو (پیمانہ سے بکتی ہو) یا تول کے اعتبار سے فروخت ہوتی ہو۔ اگر کیل کے اعتبار مساوی مقدار معلوم ہو اور جتنی مقدار پیمانہ میں آتی ہو۔ اس کے وزن کا علم نہ ہو اور اسے بیچیں تو درست قرار نہ دینگے اگر یہ دونوں کیل کے اعتبار سے بکتی ہوں، انھیں وزنی قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (مختار الفتاوی)

جو چیز رطلی ہو (پیمانہ سے بکتی ہو) یا تول کے اعتبار سے فروخت ہوتی ہو۔ اگر کیل کے اعتبار سے مساوی مقدار معلوم ہو اور جتنی مقدار پیمانہ میں آتی ہو اسکے وزن کا علم نہ ہو اور اسے بیچیں تو درست قرار نہ دیں گے۔

اگر یہ دونوں کیل کے اعتبار سے اضافہ کے ساتھ بیچیں اور وزن کے اندر وہ دونوں مساوی ہوں تو بیع کے درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتح القدیر) مبسوط کے اندر لکھا ہے کہ کھرے گندم اور بدبودار گندم ایک ہی جنس میں شمار ہوں گے۔ اسی طرح خرما (کھجور) کے اندر سیراب کردہ اور غیر سیراب کردہ زمین کا شمار ایک ہی جنس میں ہوگا۔ فارسی چھوہارا اور دقل اگرچہ دونوں کے باعتبار وصف ایک دوسرے سے مختلف ہیں مگر ایک ہی جنس میں شمار ہوں گے۔ اسی طرح ملکہ اور انوہ چھوہارہ دونوں ایک ہی جنس سے قرار دئے جائیں گے۔ (ظہیریہ)

سلہ۔ اگر کیلی ہو تو کیل و ناپ تول کے اعتبار سے اور وزن کر کے دیجانے والی ہو تو وزن کی رو سے۔

فقیر، یتیم کے اموال میں سے جن مالوں میں سود کا نفاذ ہوتا ہے اس میں کھرے ہونے کا وصف معتبر ہو گا۔ لہٰذا وصی کیلئے کھرا مال خراب کے بدلہ فروخت کرنا جائز نہ ہو گا۔ وقف کے مال میں بھی اسی طرح ہونا چاہیئے (نہر الفائق)

ایک انڈے کا دو انڈوں کے بدلہ فروخت کرنا درست ہے۔ اور ایک معین پیسے کو دو معین پیسوں کے بدلہ بیچنا امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک درست ہے۔ امام محمد رح فرماتے ہیں کہ درست نہیں (کافی)۔ امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ تر انگور خشک انگور کے ساتھ مساوی طور پر پیمانہ کے اعتبار سے فروخت کرنا درست ہے۔ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کا قول اس بارے میں مختلف ہے۔

اسی طریقہ سے ہر خشک ہو جانے والے پھل مثلاً انجیر، اخروٹ، کشمش، امرود، آلو بخارا اور انار ان میں خشک کو خشک کے عوض اور تر کو تر کے عوض فروخت کرنا درست و جائز ہے (نہر الفائق)

چھوہارے کا حلوہ چھوہارے کے بدلہ اضافہ کے ساتھ فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں البتہ اگر یہ بیع ایسے مقام پر ہو جہاں چھوہارہ وزن کر کے فروخت ہوتا ہے تو اس طریقہ سے ادھار فروخت کرنا درست نہیں ہے۔ اگر بیع ایسے مقام پر ہو کہ جس جگہ چھوہارہ پیمانہ کے ذریعہ فروخت ہوتا ہو تو اسی صورت میں ادھار بھی درست و جائز ہو گا۔ (فتاوی قاضی خاں)۔

ابوالحسن کرخی رح فرماتے ہیں کہ خرما (کھجور) کے درخت کے سارے پھل ایک ہی جنس کے شمار ہوں گے۔ اور باقی پھلوں کے اندر ہر نوع کے درخت کے پھل ایک جنس شمار ہوں گے۔ مثلاً انگور سارے ایک جنس شمار ہوں گے۔ خواہ اسکی مختلف قسمیں ہوں۔

اسی طریقہ سے امرود ایک ہی جنس قرار دیے جائیں گے خواہ یہ بھی مختلف قسم کے ہوں سیب کا حکم بھی یہی ہو گا۔ حتی کہ ایک طرح کا انگور دوسری طرح کے اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا جائز و درست ہو گا۔ امرود اور سیب کا بھی یہی حال و حکم ہو گا۔ امرود کو سیب کے ہمراہ اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا درست و جائز ہے۔ اسی طرح سیب کو انگور کے اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا درست ہو گا۔ (ذخیرہ)

تازہ انگور (نیم پختہ (نئے انگوروں) کے ساتھ فروخت کرنا بہر صورت درست و جائز ہونا چاہیے (تنقیہ)۔ بھیگے ہوئے گندم کو خشک کے ساتھ فروخت کرنا اور تازہ تر کا تازہ کے بدلہ فروخت کرنا اور خشک کے بدلہ تازہ تر کے فروخت کرنے کو بھی درست و جائز قرار دیں گے۔ تازہ تر باقلا (لوبیا) کو تازہ تر کے بدلہ فروخت کرنا درست ہو گا۔ خشک انگور تر انگوروں کے ساتھ فروخت کرنا اور تر کردہ کا بغیر تر کیے ہوئے انگوروں کے ساتھ فروخت کرنا بھی درست و جائز ہو گا امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح اسے درست قرار دیتے ہیں۔ امام محمد رح اسے جائز

قرار نہیں دیتے البتہ اگر یہ پتہ چل جائے کہ خشک ہونے کے بعد دونوں مساوی ہو جائیں گے تو ان کے نزدیک بھی درست ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط سرخسی)

بھنے ہوئے گندم کے بدلہ فروخت کرنے کے بارے میں مشائخ (فقہاء) کی رائیں مختلف ہیں۔ زیادہ درست قول کے مطابق اگرچہ دونوں پیمانہ کے اعتبار سے مساوی ہوں مگر جائز قرار نہ دیں گے۔ بھنے ہوئے گندم کے بدلہ فروخت کرنے درست ہوں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ وہ پیمانہ کے اعتبار سے مساوی ہوں۔ (محیط)

گندم کو ستو یا آٹے کے، بدلہ اضافہ کے ساتھ یا مساوی طور پر فروخت کرنا درست نہ ہوگا آٹا آٹے کے بدلہ کیل (پیمانہ) کے اعتبار سے مساوی طور پر فروخت کرنا ہمارے نزدیک درست ہوگا۔ (کافی) امام ابو یوسف رح کے نزدیک جو کر کو آٹے کے بدلہ فروخت کرنا درست وجائز اعتبار کرنیکے طریقہ سے اسکو جائز و درست قرار نہ دیں گے۔ بلکہ اگر دونوں پیمانہ کے لحاظ سے مساوی ہوں تو درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (فتاوی صغری)

اگر آٹا آٹے کے بدلہ وزن کر کے فروخت کریں تو درست و جائز ہوگا۔ جس طرح کہ گندم کو گندم کے بدلہ وزن کر کے فروخت کرنا درست ہے، ستو کو ستو کے بدلہ بیچنے اور جو کر کو ستو کے بدلہ بیچنے کا بھی حکم آٹے کا سا ہے۔ چھانے ہوئے آٹے کو بے چھانے ہوئے بدلہ فروخت کرنا بشرطیکہ دونوں مساوی ہوں درست و جائز ہے (ذخیرہ)

آٹا چنے کے بدلہ فروخت کرنا درست و جائز ہے (قنیہ) گندم کو روٹی کے بدلہ اور روٹی کو گندم کے بدلہ فروخت کرنا اور روٹی کو آٹے کے بدلہ فروخت کرنا بعض کے نزدیک مساوی طور پر اور اضافہ کے ساتھ دونوں طرح درست ہے۔ اسی قول کے اوپر فتوی دیا گیا ہے۔ کیونکہ گندم اور آٹا کیلی ہیں اور روٹی کیلی نہیں بلکہ وزنی ہے۔ لہذا ایک کی بیع کو دوسرے کے ساتھ اضافہ کے ساتھ اور مساوی طور پر دونوں طریقہ سے درست ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ دونوں نقد ادا کیے گئے ہوں۔ اگر دونوں میں سے ایک نقد اور ایک ادھار ہو۔ لہذا روٹی کے نقد ہونے کی صورت میں ہمارے تمام ائمہ کے نزدیک بیع درست و جائز ہوگی۔ اگر گندم یا آٹے کی نقد ادائیگی کیجائے اور روٹی ادھار ہو تو امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ درست ہے۔ امام ابو حنیفہ رح سے بھی اسی طرح کی روایت ہے اور اسی قول کے اوپر فتوی دیا گیا ہے۔ (ظہیریہ)

امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ روٹی کی ایک ٹکیہ دو ٹکیوں کے بدلہ میں ہاتھوں ہاتھ فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں خواہ دونوں کے درمیان بڑی اور چھوٹی ہونے کا فرق کیوں نہ ہو اس سے یہ بات صاف ظاہر ہوگئی کہ ائمہ کے نزدیک روٹی کا ہر طریقہ سے فروخت کرنا درست و جائز ہے۔ (قنیہ)

مجتبی کے اندر موجود ہے کہ اگر کوئی شخص ایک روٹی نقد دو ادھار روٹیوں کے بدلہ فروخت

کرے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر دونوں روٹیوں کی ادائیگی نقد اور ایک روٹی کی ادھار ہو تو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر روٹیوں کے ٹکڑے بیچے جائیں تو خواہ نقد فروخت ہوں یا ادھار ہر طریقہ سے درست و جائز ہوگا (نہر الفائق)

امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ روٹی قرض لینی نہ عدد سے درست ہے اور نہ وزن کے اعتبار سے امام محمد رح فرماتے ہیں کہ عدد اور وزن دونوں طریقہ سے اس کے قرض لینے کو لوگوں کے تعامل کی بناپر جائز قرار دیں گے۔ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ وزن کے لحاظ سے درست ہے۔ اسی قول کے اوپر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (تبیین) "شرح مجمع" میں ذکر کیا ہے کہ امام محمد رح کے قول پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ (بحر الرائق)

آٹے کو ستو کے بدلہ فروخت کرنا چاہئے مساوات کے ساتھ ہو یا اضافہ کے ساتھ۔ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک درست و جائز ہوگا۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ ہاتھوں ہاتھ ادائیگی کی صورت میں برابری اور اضافہ کے ساتھ دونوں طرح فروخت کرنا درست ہے۔ (محیط) "اصل" کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ گندم کے بدلہ گندم اندازہ و اٹکل سے فروخت کرنا درست نہیں۔ فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ حکم اس شکل میں ہے کہ گندم اتنے ہوں کہ انھیں پیمانہ سے ناپا جا سکے، اور اگر مقدار کم ہو تو بعض کو بعض کے ساتھ فروخت کرنا درست ہوگا۔ ہر کیلی اور وزن کیجانے والی چیز کا یہی حکم ہوگا۔ اگر گندم گندم کے بدلہ اندازہ سے بیچے جائیں اسکے بعد دونوں کو پیمانہ سے ناپا جائے۔ اور دونوں برابر نکلیں تو اس صورت میں بیع کے درست و جائز ہونے حکم ہوگا۔ کلی قاعدہ یہ ہے کہ جہاں پر جواز بیع کے بعد شریعت نے دونوں چیزوں کے کیل یا وزن کے اعتبار سے برابر ہونے کی شرط لگادی ہو تو برابری کا علم ہونا بوقت بیع ضروری اور شرط کے درجہ میں ہوگا ؂ (ذخیرہ)

کوئی شخص کھانا اس جیسے کھانا کے بدلہ خریدے اور خریدار یہ کھانا فروخت کنندہ کے سپرد کردے اور خریدار خریدکردہ کھانے کو قبضہ کئے بغیر چھوڑے رکھے اور فروخت کنندہ خریدار الگ ہوجائیں تو ہمارے (احناف رح) کے نزدیک اس کے اندر کوئی حرج نہ ہوگا کھانے کو کھانے کے بدلہ اسی کی جنس یا اس کے خلاف جنس کے ساتھ فروخت کرنے میں دونوں کا اسی مجلس کے اندر آپسمیں قابض ہونا ہمارے نزدیک ضروری و شرط نہیں۔ (مبسوط)

اگر گندم جو کے بدلہ اضافہ کے ساتھ لئے جائیں اور ہاتھوں ہاتھ فروخت کئے جائیں تو درست ہے خواہ جو کے اندر گندم کے دانوں کی مقدار ہو جتنی جو میں عموماً ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح اگر گندم کے بدلہ گندم بیچے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر دونوں مساوی ہوں تو درست ہے خواہ

؂ اور عدم علم کی صورت میں اس بیع کے باطل ہونے کا حکم ہوگا۔ خواہ حسن اتفاق سے دونوں کی مقدار برابر ہی کیوں نہ نکلے ۱۲۔

دونوں میں سے ہر ایک میں جو کے دانے پائے جائیں (فتاوی قاضی خاں) کوئی شخص کچھ ایسے گندم کے بدلے جو ابھی بالوں ہی میں ہو صاف شدہ گندم کے بدلے خریدے تو ہمارے (احناف رح) کے نزدیک اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر یہ علم ہو کہ صاف شدہ گندم غیر صاف شدہ سے زیادہ ہے تو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر گندم کی چربی (گندم) کا غیر دانہ دار بالوں والا کھیت، گندم کے بدلے بذریعہ پیمانہ یا اندازہ سے بیچے تو جائز قرار دیں گے۔ بشرطیکہ وہ چھوڑے رکھنے کی شرط کرلے (بحر الرائق)۔ اصل کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر روغن زیتون زیتون کے بدلے یا تلوں کے تیل کو تلوں کے بدلے یا بالوں والی بکری بالوں (اون) کے بدلے یا اس قسم کی بکری جسکے تھنوں میں دودھ موجود ہو دودھ کے بدلے خریدے یا انگور کا شیرہ انگور کے بدلے یا روئی کو بیج کے بدلے یا کھجور کی گٹھلیاں چھوہارے کے بدلے خریدے یا اس طرح کا مکان جس کے اندر سونے پتر لگے ہوئے ہوں سونے کے بدلے یا اس طرح کی تلوار جسکے اندر چاندی لگی ہوئی ہو چاندی کے بدلے یا صاف شدہ گندم ایسے گندم کے بدلے جو بالوں میں ہو فروخت کرے۔ لہذا اگر خالص یا الگ کیا ہوا چھپا ہوا ہو یا حاصل شدہ سے زیادہ ہو تو بیع درست ہوگی۔ اور علیحدہ دیجانے والی چیز اگر حاصل شدہ اور ملی ہوئی سے کم ہو یا اسکے مساوی ہو مگر برابری کا علم نہ ہو تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک بیع کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ یہ حکم یعنی خالص کا زیادہ ہونا اس صورت میں ہے جبکہ دوسرے بدل کے فضلہ (مثلاً) گندم کے بھوسہ) کی کوئی قیمت ہو۔ اور اگر اسکی کوئی قیمت نہ ہو تو بیع کے جائز نہ ہونیکا حکم ہوگا۔

مثلاً اگر کوئی شخص مسکہ کے بدلے گھی فروخت کردے تو اسے ناجائز قرار دیں گے۔ مگر جب اسکا علم ہوجائے کہ خالص گھی باعتبار وزن اس گھی کے مساوی ہے جو کہ مسکہ میں سے نکالا جائے گا تو اس صورت میں بیع کے درست ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص کپاس کو اسکے سوت کے بدلے بیچے تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک اسے درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اس قول کو زیادہ ظاہر قرار دیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص اوٹی ہوئی روئی بغیر اوٹی ہوئی روئی کے بدلے فروخت کرے تو درست ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ اس بات کا علم ہوجائے کہ خالص روئی بے اوٹی ہوئی روئی میں سے نکلنے والی روئی سے زیادہ ہے۔ اگر بغیر اوٹی ہوئی روئی کو کپاس کے بدلے بیچے تو خالص روئی کا کپاس میں سے نکلنے والی روئی سے زیادہ ہونا ضروری ہے۔ (نہر الرائق)

کپاس کو روئی کے بدلے متفقہ طور پر سب کے نزدیک ہر طریقہ سے فروخت کرنا درست ہے۔ (ہدایہ)
اسکے اندر کوئی حرج نہیں کہ روئی کا سوت روئی کے کپڑے کے بدلے ہاتھوں ہاتھ فروخت کیا جائے اسی طریقے ہر جنس کے سوت کو ایسی جنس کے کپڑے کے بدلے فروخت کرنا درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ اسطرح کے کپڑے وزن سے فروخت نہ ہوتے ہوں۔ (قنیہ)

ایسے ایک قفیز تل جو خوشبو میں بسائے ہوئے ہیں ایسے دو قفیز تل کے بدلہ فروخت کرنا جو خوشبو میں بسائے ہوئے نہ ہوں درست ہے۔ اس اضافہ کو خوشبو کے مقابلہ میں رکھیں گے۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ خوشبو محض اسی وقت معتبر ہوگی۔ جبکہ اس سے وزن کے اندر کچھ اضافہ ہوتا ہو کہ اگر وہ خالص تل بغیر خوشبو کے رہ جائیں تو ان کے وزن میں کمی آجائے (حاوی)، روغن بنفشہ اور روغن خیری دو جنس شمار ہوتے ہیں۔ اور مختلف تیلوں کے اصول (بنیادوں) کو ایک ہی جنس میں شمار کیا گیا (فتح القدیر)

روغن زیتون اور روغنِ تل دو الگ جنس میں شمار ہوتے ہیں۔ اسی طریقہ سے اگر خوشبو دار سے مخلوط کرنے کے باعث تیلوں کے اندر فرق آجاتا ہو تو اگرچہ دونوں کے اصل ایک ہی ہو۔ مگر دو جنس شمار کریں گے۔ لہذا فقہاء فرماتے ہیں کہ خوشبو میں بسائے ہوئے ایک قفیز روغن تل کے بدلہ غیر خوشبو دار دو قفیز روغنِ تل کی بیع درست و جائز ہے۔ اور اضافہ کے مقابلہ میں یہ خوشبو قرار دیجائے گی۔ خوشبو دار روغن زیتون ایک رطل غیر خوشبو دار ایک رطل کے بدلہ فروخت درست نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں خوشبو زیادہ ہوگی۔ لہذا گویا اس نے روغن زیتون روغن زیتون اور اضافہ کے بدلہ بیچا۔ (سراج الوہاج)

منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مکوک تلوں کو جو بنفشہ میں پروردہ (پرورش یافتہ) پانچ مکوک ایسے تلوں کے بدلہ فروخت کرے جو بنفشہ میں پروردہ نہ ہوں اور یہ ہاتھوں ہاتھ بیچے تو اسے جائز قرار دیں گے اور اگر بنفشہ میں پروردہ تیل غیر پروردہ کے مساوی ہوں تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اسی طریقہ سے جن ستوؤں کے اندر شکر اور روغن مخلوط ہو ان کو غیر مخلوط کے بدلہ فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک بکری کو بکری کے گوشت کے بدلہ خریدے تو یہ دیکھنا چاہیے کہ اگر گوشت کے بدلہ ذبح شدہ اور کھال اتاری ہوئی بکری کے بدلہ جس کی انتڑیاں اور چربی نکال لی گئی ہو خریدے۔ لہذا اگر دونوں مساوی ہوں تو اسکو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ ورنہ جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر گوشت کے بدلہ اس طرح کی ذبح کردہ بکری خریدے جس کی کھال نہ اتاری گئی ہو۔ لہذا یہ گوشت ذبح کردہ بکری کے گوشت سے کم ہو یا اس کے مساوی ہو یا مساوی ہونے یا کم ہونے کا علم نہ ہو تو بیع کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اگر ذبح کردہ بکری کے گوشت سے زیادہ ہو تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔

اگر گوشت کے بدلہ زندہ بکری کو خریدا جائے تو قیاس کی رو سے اسے جائز نہ ہونا چاہیے لیکن اگر اس بات کا علم ہو جائے کہ اس بکری کے گوشت کے مقابلہ میں یہ گوشت زیادہ ہے تو بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ امام محمد رح یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ استحساناً اس بیع کے ہر حالت میں درست ہونیکا حکم ہوگا (فتاوی قاضی

لے ایک طرح کا پیمانہ ہو

نقد کی تعیین جواز بیع کیلئے شرط قرار دی گئی ہے۔ ادھار کی صورت میں اسے جائز قرار نہ دیں گے (نہر الفائق)۔ اگر کوئی شخص ایک ذبح کردہ بکری ایک زندہ بکری کے بدلہ خریدے تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر ایک ذبح کردہ کھال کھینچی ہوئی بکری کے بدلہ دو زندہ بکریاں خریدے تو اسے بھی جائز قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (سراج الوہاج)۔

اگر ایک ذبح کردہ بغیر کھال کھینچی ہوئی بکری کے بدلہ دو ذبح کردہ کھال کھینچی ہوئی بکریاں خریدے تو اسے درست قرار دیں گے۔ اس لئے کہ اس صورت میں گوشت گوشت کے مقابلہ میں رہے گا اور صاف شدہ اور کھال کھینچی ہوئی میں جس قدر اضافہ ہے وہ غیر صاف شدہ اور بغیر کھال کھینچی ہوئی بکریوں کو ایک ذبح کردہ کھال اتاری ہوئی بکری کے بدلہ خریدے تو اسے درست قرار نہ دیں گے۔ کیونکہ گوشت کے ساتھ اوجھ و کھال کا اضافہ سود ہوگا۔

اگر دو کھال کھینچی ہوئی بکریوں کو ایک کھال کھینچی ہوئی بکری کے بدلہ خریدے تو اسے ناجائز قرار دیں گے۔ کیونکہ اس جگہ محض گوشت کا مقابلہ ہے۔ لہٰذا اضافہ کو سود قرار دیں گے۔ البتہ اگر دونوں وزن کے اعتبار سے مساوی ہوں تو درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (شرح طحاوی) گوشت اپنی اصل کے اعتبار سے معتبر ہوگا۔ یعنی جس چیز کا گوشت ہو اسی کے لحاظ سے حکم ہوگا۔ لہٰذا گائے اور بھینس کو ایک ہی شمار کریں گے۔ اور ان میں سے ایک کے گوشت کے بدلہ فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ اونٹوں میں اعرابی اور بختی اونٹ ایک ہی جنس ہیں۔ اسی طرح بکری اور بھیڑ کا شمار ایک جنس میں ہے (ذخیرہ)۔

فتاویٰ کے اندر ہے کہ کچے گوشت کو پکے گوشت کے بدلہ مساوی فروخت کرنا ہمارے اصحاب (احناف رحمہم اللہ) کے نزدیک درست ہے اور اضافہ کو ناجائز و حرام قرار دیا گیا ہے۔ البتہ اگر پکے ہوئے گوشت کے اندر کچھ مصالحہ پڑا ہوا ہو تو اس صورت میں اضافہ کو حرام قرار نہ دینے کا حکم ہوگا (تاتارخانیہ)۔

بکری، گائے اور اونٹ اور ان کے دودھ کو مختلف جنسیں قرار دیا گیا ہے۔ اور ان میں سے بعض کو بعض کے بدلہ ہاتھوں ہاتھ فروخت کرنا درست ہوگا۔ اور اضافہ کے ساتھ ادھار فروخت کرنے کو جائز قرار نہ دیں گے۔ اسی طرح پیٹ کی چربی، گوشت اور چکتی کو مختلف جنسیں قرار دیا گیا ہے۔ اور بعض کو بعض کے بدلہ اضافہ کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ فروخت کرنا اور ادھار فروخت کرنا ناجائز ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

پہلو وغیرہ کی چربی کو گوشت ہی کے تابع قرار دیں گے۔ پھیپھڑے اور سری پائے کو ہاتھوں ہاتھ طریقہ سے فروخت کرنا درست ہے مگر ادھار فروخت کرنا جائز نہ ہوگا۔ (فتح القدیر) شراب کھجور کو شکر کے سرکہ کے بدلہ اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا درست ہوگا۔ (حاوی) کھجور کی خراب قسم سے تیار کردہ سرکہ انگور کے سرکہ کے بدلہ اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا درست و جائز ہوگا (نہر الفائق)۔

اگر سرکہ کو انگور کے شیرہ کے بدلہ اضافہ کے ساتھ فروخت کرے تو درست و جائز قرار نہ دیں گے کیونکہ انگور کا شیرہ دوسری حالت میں سرکہ بنجاتا ہے۔ (ظہیریہ) نوادر ابن سماعہ کے اندر امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ تازہ دودھ کے بدلہ چھاچ فروخت کرنا درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایک حصہ تازہ دودھ اور دو حصہ چھاچ ہو۔ اور اگر صورت اسکے برعکس ہو یعنی تازہ دودھ دو حصے اور ایک حصہ چھاچ ہو تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ کیونکہ اس طرح تازہ دودھ کے اندر مسکہ زیادہ ہو جائے گا۔ یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ اگر تازہ دودھ دو حصے ہونے کی صورت میں اگر یہ معلوم ہو کہ اسکا مسکہ نکال لینے کے بعد اس کے اندر ایک رطل[1] کی کمی ہو جائے گی تو اسے درست قرار دیں گے۔ اور کم نہ ہونے کی صورت میں اسے ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط) اس کے اندر کوئی مضائقہ نہیں کہ پرندوں کے گوشت کو ایک کو دو کے بدلہ ہاتھوں ہاتھ فروخت کیا جائے۔ البتہ ادھار فروخت کرنا ناجائز ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

امام ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ وہ پرند کے گوشت کے بدلہ پرند کو خواہ دونوں ایک ہی طرح کے ہوں اضافہ کے ساتھ فروخت کرنا درست ہوگا۔ (حاوی) اس کے اندر کوئی مضائقہ نہیں کہ دو ذبح کردہ مرغیوں کے بدلہ ایک مرغی فروخت کیجائے۔ چاہے وہ مرغیاں بھونی ہوئی نہ ہوں (مختار الفتاویٰ)

ایک مچھلی کو دو مچھلیوں کے بدلہ فروخت کرنا درست ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ مچھلی تولی نہیں جاتی۔ اگر کسی جنس کی مچھلی کو تولا جاتا ہو تو اس میں بجز مساوی طور پر لینے کے اور کوئی صورت درست نہ ہوگی۔ (ظہیریہ) جس شہر کے اندر گوشت کے وزن کے ساتھ بکنے کا رواج نہ ہو وہاں ایک طباق دو طباقوں کے بدلہ فروخت کرنے میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔ اس سلسلہ میں اہل شہر کی حالت دیکھی جائے گی (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص دو کوزہ پانی کے بدلہ ایک کوزہ پانی فروخت کرے تو امام ابو حنیفہ رح اور امام ابو یوسف رح اسے درست قرار دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ان دونوں کے نزدیک نہ کیلی ہے اور نہ وزنی۔ لہٰذا اضافہ کے ساتھ فروخت کرنے کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر برف وزن کے ساتھ فروخت ہوتا ہو تو اسے برف کے بدلہ فروخت کرنا درست ہوگا۔ لیکن مساوی ہونا شرط ہے (ظہیریہ)

کانسہ، رانگا اور لوہا سب کا شمار مختلف جنسوں میں ہوگا۔ (نہر الفائق)

اگر کوئی شخص سونے کے تاروں سے بنے ہوئے کپڑے کو خالص سونے کے بدلہ بیچے تو اسکے اندر جواز کیلئے یہ ضروری ہے کہ خالص سونا زیادہ ہو (محیط) کپڑے کی جنسوں میں اپنے اصول و صفات کے لحاظ سے اختلاف ہو جاتا ہے اور تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ خواہ ان کا نام ایک ہی کیوں نہ

[1] پیمائش کا ایک نوع کا پیمانہ ۱۲

نہ رہے۔ مثلاً ہروی اور مروی (الگ الگ جنس سے شمار ہوں گے)، اور بغداد کا تیار شدہ کپڑا اور خراسان کا تیار شدہ (بنا ہوا کپڑا (مری) دونوں الگ الگ ہیں (حاوی) اسی طرح کتان سے بنے ہوئے اور روئی سے بنے ہوئے دونوں الگ جنس سے شمار ہوں گے۔ اسی طرح ذاری اور زندنجی دونوں کپڑے دو مختلف جنس کے قرار دیے جائیں گے (خلاصہ)

طالقانی نمدہ اور ارمنی نمدہ کو دو مختلف جنس قرار دیں گے۔ (نہر الفائق) روئی کے سوت کو کتان کے بدلہ یا صوف کو بالوں کے بدلہ ایک حصہ دو حصوں کے بدلہ فروخت کرنا درست ہوگا۔ ادھار کی صورت میں اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اس لئے کہ یہ وزن کے اعتبار سے فروخت ہوتے ہیں۔ (ظہیریہ)

اسی طریقہ سے ریشم کا دھاگا روئی کے دھاگے کے بدلہ محض نقد فروخت کرنا درست و جائز ہوگا (محیط) منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ روئی کا باریک نرم سوت روئی کے کھرے سوت کے بدلہ برابر برابر فروخت کرنا درست و جائز ہوگا۔ (ذخیرہ)

وہ چھوہارا جس کی گٹھلی نکال لی گئی ہو اسے ایسے چھوہارے کے بدلہ فروخت کرنا درست ہے جس کی گٹھلی نہ نکالی گئی ہو (ظہیریہ)، اگر کوئی شخص اسے نمدہ کے صوف کے بدلہ فروخت کرے، لہذا اگر نمدہ اسطرح کا ہو کہ بکھر جانے یا ریختہ کے بعد وہ صوف بنجائیگا۔ تو اس کے اندر وزن کی برابری معتبر ہوگی۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو پھر برابری کا اعتبار نہ کریں گے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

صابن کو صابن کے بدلہ مساوی طور پر فروخت کرنا درست و جائز ہوگا۔ (قنیہ)

آقا اور غلام میں اضافہ و سود نہیں ہوا کرتا۔ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ غلام اپنی قیمت کے بقدر مقروض نہ ہو۔ اگر قرض اتنا ہوگا تو درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط کی کتاب الصرف کے اندر لکھا ہوا ہے کہ آقا اور غلام کے درمیان سود نہیں ہوا کرتا۔ خواہ یہ غلام مقروض کیوں نہ ہو (تبیین)، ام ولد اور مدبرؔ کا حکم بھی غلام کا سا ہوگا۔ اس کے برعکس مکاتب کا یہ حکم نہ ہوگا۔ (بحر الرائق)

شرکت مفاوضہ کرنے والوں کے درمیان سود نہیں ہوتا اسی طرح شرکت عنان کے اندر اگر شرکت کے مال میں باہم بیع و شراء کریں تب بھی سود نہ ہوگا۔ اور اگر شرکت کے مال کے علاوہ میں ایسا کریں تو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (تبیین)، دار الحرب کے اندر باشندہ اور مسلمان کے درمیان کوئی معاملۂ بیع سود کے زمرہ میں نہیں آتا۔

امام ابو حنیفہ رح اور امام محمد رح یہی فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ ان دونوں کے درمیان دار الحرب کے اندر بھی سود ثابت ہو جاتا ہے۔ اسی طریقہ سے اگر دار الحرب کے اندر کوئی مسلمان پروانۂ امن لیکر گیا ہو اور وہاں پہونچ کر وہ کسی ایسے مسلمان کے ساتھ جو دار الحرب میں رہتے ہوئے ایمان لے آیا ہو اور اس نے دار الاسلام کی جانب ہجرت نہ کی ہو خرید و فروخت کرے تو اس کے ساتھ

ؔ مدبر وہ غلام یا باندی جسے آقا یہ کہدے کہ تو میرے مرنے کے بعد آزاد ہے ۱۲

بھی سودی معاملہ امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک درست ہوگا امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح فرماتے ہیں کہ درست نہیں ہے۔ البتہ اگر وہ مسلمان دار الحرب سے ہجرت کر کے دار الاسلام میں آجائے اور اسکے بعد دوبارہ دار الحرب لوٹ جائے تو اس سے سود لینے کو جائز قرار نہ دیں گے۔ (جوہرہ نیرہ)

اسی طرح اگر دار الحرب کے اندر دو شخص ایمان لائے ہوں اور انھوں نے دار الاسلام کی جانب ہجرت نہ کی ہو تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک انھیں باہم سودی لین دین جائز ہوگا۔ (نہر الفائق)

اگر اسی طرح دو مسلمان دار الحرب کے اندر آپس میں بیع بطور فاسد کریں تو امام ابو حنیفہ رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ یہ درست ہے اور امام ابو یوسف رح اسے ناجائز و نادرست قرار دیتے ہیں (تبیین)

فصل ہفتم۔ برف اور پانی کی بیع کا ذکر

جو پانی نہر اور کنویں کے اندر ہو اسکے فروخت کرنے کو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا (سراجی) اسکی تدبیر یہ ہے کہ رسی اور ڈول اجرت کے اوپر دیدے۔ (محیط سرخسی) جب وہ پانی کسی اور برتن یا مشک کے اندر بھرلے گا۔ تو اسے احراز (جمع کرنا) قرار دیں گے۔ پس وہ اس کا مستحق ہوگا تو پکڑے ہوئے شکار کی طرح اسکے اندر تصرف اور اسے فروخت کرنے کا اختیار حاصل ہو جائیگا۔ (وغیرہ) اسی طریقے سے بارش کے پانی کو اپنے برتن کے اندر جمع کر لینے سے وہ اس کا مالک ہو جائیگا (محیط سرخسی)، اسی طرح ایسے پانی کا بیچنا جیسے کوئی شخص کسی چیز کے بدلہ میں جمع کرلے تو شیخ الاسلام خواہرزادہ رح شرح کتاب الشرب کے اندر بیان فرماتے ہیں کہ حوض اگر تانبے یا پیتل یا گچ کیا ہوا ہو تو ہر حالت میں بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ گویا شیخ الاسلام رح نے حوض والے کو پانی حوض کے اندر جمع کرنے کے باعث پانی کا محافظ قرار دیا ہے مگر شرط یہ ہے کہ پانی کے جاری ہونیکو باقی نہ رکھا جائے تاکہ مبیع (خرید کردہ شے) غیر مبیع سے نہ ملنے پائے۔ اگر حوض گچ کیا ہوا یا پیتل یا تانبے کا نہ ہو تو اسکے اندر مشائخ (فقہاء) کا اسی طرح کا اختلاف رائے ہے۔ جس طرح کہ موسم گرما میں برف جمع ہونے کی جگہ میں برف کے فروخت کرنے کے اندر اختلاف رائے ہے

امام محمد رح فرماتے ہیں کہ راجح اور پسندیدہ قول اس مسئلہ کے اندر یہ ہے کہ اگر فروخت کنندہ

نہ کیونکہ واقعتاً اس معاملہ پر سود کا اطلاق ہی نہیں ہوگا۔ اسلئے اسے سودی معاملہ کہنا بھی صحیح نہ ہوگا۔

معاملہ طے کرنے کی خاطر پہلے حوالہ کردے۔ اسکے بعد بیع طے ہو جائے تو درست قرار دیں گے۔ اور اگر اول بیچنے کے بعد پھر حوالہ کرے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (محیط) درست قول کے مطابق حوالہ کرنے سے قبل اسکے فروخت کرنے کو جائز قرار دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ تین دن کے اندر اندر حوالہ کردے اور تین دن کے بعد حوالہ کرنے کی صورت میں بیع کو جائز قرار نہ دیں گے۔ (محیط سرخسی)

اگر کوئی شخص برف کا ایک خانہ (برف رکھنے کا ایک بکس) فروخت کرے تو زیادہ صحیح قول کے مطابق بیع کو درست قرار دیں گے۔ چاہے اول حوالہ کرکے پھر بیچے یا بیع کرنے کے بعد پھر حوالہ کرے۔ فقیہ ابوجعفر رح کا اختیار کردہ قول یہی ہے۔ زیادہ احتیاطی پہلو یہ ہے کہ اول حوالہ کرکے پھر فروخت کرے (فتاوٰی قاضی خاں)

فقیہ ابو نصر محمد بن سلام بلخی رح حوالہ کرنے سے قبل اور حوالہ کرنے کے بعد دونوں صورتوں میں بیع کو درست قرار دیتے تھے۔ اس شرط کے ساتھ کہ حوالہ کرنے اور بیع کرنے کی مدت زیادہ نہ ہوگئی ہو۔ اس طریقے سے کہ بیع کر ایک یا دو روز بعد حوالہ کردے۔ اور اگر تین روز کے بعد حوالہ کرے تو یہ صورت ان کے نزدیک جائز نہیں تھی۔ ماوراء النہر کے بیشتر مشائخ (فقہاء) کا یہی مسلک ہے۔

پھر جواز بیع کی صورت میں خریدار کو حوالہ کرنے میں چیز کے دیکھنے کے وقت خیار رویت[۱] کے ثابت ہونیکا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر وہ حوالہ کئے جانے کے بعد دیکھے اور پورے تین روز گذرنے کے بعد حوالہ کیگئی ہو تو اسے خیار رویت حاصل نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور تین روز سے قبل حوالہ کئے جانے کی صورت میں عقد بیع سے تین روز کے اندر اندر اسکو خیار رویت حاصل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

اگر محض سینچنے کے پانی کو بیچے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے اور پانی زمین سمیت بیچے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ کوئی شخص ایک زمین دوسری زمین کے پانی سمیت فروخت کرے تو امام محمد رح نے یہ صورت بیان نہیں فرمائی۔ فقیہ ابونصر بن سلام رح کہتے ہیں کہ یہ صورت درست ہے۔ فقیہ ابوجعفر رح کہتے ہیں کہ امام محمد رح اسی کی جانب اشارہ فرمایا ہے۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص کچھ مشکیں کسی سقہ سے دریائے فرات کے پانی (یا آب شیریں) کی خریدے۔ لہٰذا اگر مشک متعین ہو تو امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ درست ہے۔ اس لئے کہ لوگوں کا عمل اسی پر ہے گھڑے اور پکھال و مشکیزہ کا بھی یہی حکم ہوگا۔ یہ جواز استحساناً اور قیاس کی رو سے ہے۔ اگر اس مشک کی مقدار کا علم نہ ہو تو بیع کو ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ امام ابو حنیفہ رح بھی فرماتے

---

[۱] دیکھنے کے بعد عیب پائے جانے پر واپسی کا حق

ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ تو میرے چوپایوں کو اتنے ماہ پانی پلا اور مجھ سے ایک درہم لے لینا تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ وہ ہر ماہ اتنی مشکیں پلائے گا۔ تو مشک اسے دکھلا دینے کی صورت میں اسے جائز قرار دیں گے۔ کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تیری ایسی زمین کو جو بغیر پانی اور درخت والی ہو۔ قراح بھر پانی کے ذریعہ سیراب کر دوں گا۔ پھر اسکے واسطے نہر کھول کر اسے سیراب کرے تو اس شخص کو کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا کوئی شخص کہے کہ میرے فلاں حوض یا میرے فلاں نہر کے ذریعہ اپنے چوپایوں کو پانی پلا دے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا (ذخیرہ)

فصل ہشتم۔ خرید کردہ شے یا ثمن کے معلوم نہ ہونیکا ذکر

جو شخص بیع کے اندر ثمن بلا قید یعنی مطلق رہنے دے اس طریقہ پر کہ محض مقدار کا ذکر کرے اور صفت بیان نہ کرے تو اس شہر کے اندر جس نقدی کا رواج زیادہ ہوگا۔ اسی کے اوپر بیع کے واقع ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اگر شہر کے اندر مختلف نقود مروج ہوں۔ تو اس صورت میں فساد بیع کا حکم کریں گے۔ البتہ اگر ان میں سے ایک کو ذکر کر دے یا ان میں سے کوئی زیادہ مرجح ہو تو اسی زیادہ مروج کو لینے کا حکم ہوگا۔ یہ حکم نقود کی مالیت کے مختلف ہونے کی شکل میں ہے۔ البتہ البتہ اگر مالیت میں مساوی ہوں تو جواز بیع کا حکم کیا جائیگا۔ اور ذکر کردہ مقدار ہر قسم کے نقد میں سے یعنی درست ہوگی۔ اس کی شکل یہ ہے کہ مثلاً ایک قسم کے احادی دراہم اور دوسری قسم کے دراہم ثنائی یا ثلاثی ہوں، تو ثلاثی کے تین یا ثنائی کے دو کی مالیت احادی کی ایک کی مالیت کی طرح ہوگی۔ اور ثلاثی یا ثنائی میں سے کسی کو عرف کے اعتبار سے درہم نہیں کہا جاتا۔ بلکہ درہم کا اطلاق ثلاثی میں سے تین ثنائی میں سے دو اور احادی میں سے ایک پر ہوتا ہے (کافی)

کوئی شخص دوسرے سے کوئی شے خرید ے درآنحالیکہ ثمن کا تذکرہ نہ کرے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر فروخت کنندہ کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ بغیر ثمن کے بیع کرتا ہوں اور خریدار کہے کہ میں اسے قبول کرتا ہوں تو بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص اپنے دس دراہم قرض دار سے کہے کہ کیا تونے یہ کپڑا میرے ہاتھ دس دراہم میں سے چند دراہم کے بدلہ فروخت کیا۔ اور اس دوسرے کپڑے کو باقی ماندہ دراہم کے بدلہ فروخت کیا اور وہ کہے کہ ہاں میں تیرے ہاتھ بیچ چکا تو اس بیع کو درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ اس طرح کہے کہ کیا اس کپڑے کو تو میرے ہاتھ دس دراہم میں سے بعض دراہم کے بدلہ اور

اور اس دوسرے کپڑے کو دس دراہم میں سے کچھ کے بدلے فروخت کرتا ہے؟ اور وہ کہے کہ ٹھیک ہے میں تیرے ہاتھ بیچتا ہوں تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ وجہ یہ ہے کہ اس شکل میں دس دراہم میں سے کچھ حصہ غیر معلوم و مجہول ہی رہ گیا یعنی پورے دس کی تکمیل اس صورت میں ضروری نہیں ہے۔ اسکے برعکس پہلی شکل میں دس دراہم پورے ہوجاتے ہیں۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

خرید کردہ چیز یا ثمن کا اگر علم نہ ہو تو اسے جواز بیع میں رکاوٹ قرار دیں گے جبکہ اس عدم علمیت کے ساتھ حوالہ کرنا دشوار ہو۔ اور اگر حوالہ کرنا متعذر و دشوار نہ ہو تو اس صورت میں عقد بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ مثلاً کسی ڈھیر سے پیمانوں کی تعداد کا علم نہ ہو جیسے کوئی شخص ایک ڈھیر فروخت کرے اور یہ خبر نہ ہو کہ یہ ڈھیر کتنے پیمانوں کا ہو سکتا تھا۔ اور جسطرح کچھ متعین کپڑوں کی گنتی کا علم نہ ہو اس طریقہ سے کہ کچھ متعین کپڑوں کو بیچے اور ان کی گنتی کا علم نہ ہو تو بیع کے فاسد ہونیکا علم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ یہ سارا ڈھیر فروخت کیا اور اسکا ایک قفیز ایک درہم میں ہوگا۔ تو امام ابوحنیفہ رحمۃ کے نزدیک اس میں سے ایک قفیز کی بیع کو ایک درہم کے بدلہ جائز قرار دیں گے۔ اور باقی کی بیع کو ناجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ مگر جواز اس صورت میں ممکن ہے کہ خریدار کو الگ ہونے سے قبل تمام قفیزوں کا علم ہوجائے

لہذا اس کو اختیار ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو ہر قفیز ایک درہم کے بدلہ تمام خریدے یا تمام کو چھوڑ دے اور اس کے لئے ایک درہم کے بدلہ بیع کے لازم ہونیکا حکم ہوگا۔ امام ابویوسف رحمۃ و امام محمد رحمۃ فرماتے ہیں کہ پورے ڈھیر کی بیع ہر ایک قفیز ایک درہم کے حساب سے درست ہوگی۔ چاہے خریدار کو تمام قفیزوں کا علم ہو۔ اور اگر وہ کہے کہ میں تیرے ہاتھ اس سارے ڈھیر کو تین قفیز تین دراہم کے اعتبار سے یا دو قفیز دو دراہم کے لحاظ سے فروخت کرتا ہوں تو اسکے اندر بھی مذکورہ اختلاف ہوگا (شرح طحاوی)

لہذا اگر خریدار اور فروخت کنندہ میں نزاع نہ ہوتی ہو کہ فروخت کرنے والا تمام یا بعض کو ناپ کر خریدار کے حوالہ کردے تو ساری سپرد کردہ مقدار خریدار کے لئے لازم ہوگی۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ یہی فرماتے ہیں۔ اور باقی کی بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اس قسم کا اختلاف ہر اس وزن کیجانے والی چیز کے اندر ہوگا۔ جس کے ٹکڑے کرنے کے اندر کسی طرح کا نقصان نہ ہوگا۔ مثلاً روغن زیتون یا شہد (مضمرات)

اگر ناپی جانے والی اشیاء کے اندر فروخت کنندہ کہے (مثلاً) میں یہ ساری زمین فی گز ایک درہم کے حساب سے تجھے بیچتا ہوں تو امام ابوحنیفہ رحمۃ کے نزدیک کل کی بیع درست و جائز نہ ہوگی یعنی نہ ایک گز کی بیع کے جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اور نہ باقی کی بیع کو جائز قرار دیں گے۔ البتہ اگر خریدار کو یہ علم ہوجائے کہ پوری زمین اتنے گز ہے تو اس صورت میں اسکو اختیار حاصل ہونیکا حکم

ہوگا اور اگر اس کے جاننے سے قبل دونوں الگ ہوگئے ہوں تو بیع کے فساد میں اضافہ ہوگا اور بیع فاسد ہو جائے گی، امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ اس پوری زمین کی بیع فی گز ایک درہم کے اعتبار سے جائز قرار دی جائے گی۔ اور خریدار کو کوئی حق و اختیار حاصل نہ ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ کہے کہ میں اس تمام کپڑے کو دو دراہم میں دو گز یا تین دراہم میں تین گز کے حساب سے تجھے بیچتا ہوں تو اس کے اندر بھی اسی طرح کا حق و اختیار ہوگا۔

ان وزن کیجانے والی اشیاء کا حکم بھی یہی ہوگا۔ جن کے ٹکڑے کرنے کے اندر فروخت کنندہ کو نقصان پہونچتا ہو۔ البتہ گنتی کی اور گن کر دیجانے والی چیزوں میں یہ دیکھیں گے کہ اگر وہ اشیاء تقریبا مساوی ہوں تو ان کے لیے وہی حکم ہوگا۔ جو وزن کیجانے والی اور ناپ کر دیجانے والی اشیاء میں ذکر کیا گیا۔ اور اگر اس طرح کی گن کر دیجانے والی چیزوں میں باہم فرق ہو جیسے فروخت کنندہ کہے کہ میں بکریوں کے اس گلہ کو ہر بکری دس دراہم کے اعتبار سے تجھے بیچتا ہوں۔ تو اس کے اندر بھی اسی طرح کا اختلاف ہوگا۔ جیسا گزوں کے ذریعہ ناپی جانے والی اشیاء میں ذکر کیا گیا۔ اور اگر فروخت کنندہ یہ کہے کہ یہ گلہ اسکی ہر دو بکریوں کو بیس دراہم کے لحاظ سے میں تجھے بیچتا ہوں تو متفقہ طور پر سب کے نزدیک پورے گلہ کی بیع کے جائز نہ ہونیکا حکم کیا جائیگا۔

اور اگر خریدار کو اسی مجلس کے اندر تمام کی گنتی (اور تعداد) کا علم ہو جائے اور وہ بیع کر لینا اختیار کرے تب بھی اس بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (شرح طحاوی) اگر معین ڈھیر میں سے ایک قفیز کے علاوہ سارا ڈھیر بیچ دے تو تمام کی بیع ایک قفیز کے علاوہ جائز و درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اسکے برعکس اگر کہے کہ میں بکریوں کے اس گلہ کو اس میں سے بجز ایک غیر متعین بکری کے بیچتا ہوں تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ (سراج الوہاج)

کوئی شخص موتی اس شرط کے ساتھ بیچے کہ اس کا وزن ایک مثقال ہے اسکے بعد خریدار اسے زیادہ وزنی پائے تو اسے خریدار کے حوالہ کرنے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں) کوئی شخص کہے کہ میں یہ جو اور گندم فی قفیز ایک درہم کے اعتبار سے بیچتا ہوں۔ اور سارے قفیز گن کر نہ بتلائے تو امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں تا وقتیکہ سب قفیزوں کی صحیح علم نہ ہو سب کی سب بیع کے فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور علم ہو جانے کے بعد اسکو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو گندم کا ہر قفیز ایک درہم کے حساب سے لیلے۔ امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح سب کی بیع کو درست قرار دیتے ہیں۔ اگر فروخت کنندہ دو قفیزوں کے بارے میں کہے کہ ان میں سے ایک درہم میں ہے تو اس صورت میں ایک قفیز کی بیع درست ہوگی۔ اور اس میں نصف گندم اور نصف جو ہوں گے اور باقی کی بیع کو جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا اور اگر خریدار کو سارے قفیزوں کا علم ہو جائے تو امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ اسکو اختیار ہوگا۔

اگر فروخت کنندہ اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ گندم اور جو میں سے ہر ایک کی مقدار

دس قفیز ہے اور ہر قفیز کی قیمت ایک درہم ہے تو خریدار کے لئے ہر قفیز نصف ثمن میں لازم ہونیکا حکم ہوگا۔ حتی کہ اگر قابض ہونے کے بعد ایک کے اندر عیب نظر آئے تو اسے محض نصف ثمن میں لوٹانا درست ہوگا۔ اور اگر اس حساب سے فروخت کرے کہ دونوں قفیزوں میں سے ہر قفیز کی قیمت ایک درہم ہے۔ اس کے بعد ایک کے اندر عیب نظر آئے تو خاص طور پر اسکو جسکے اندر عیب نظر آئے اس کے حصۂ ثمن کے بدلہ لوٹانا درست ہوگا۔

لہذا اگر گندم کی قیمت جو کی قیمت کے مقابلہ میں دوگنی (ڈبل) ہو تو جو ایک تہائی ثمن کے اندر اور گندم دو تہائی ثمن میں لوٹائے گا۔ اگر فروخت کنندہ کہے کہ قفیز دونوں ہیں ایک درہم کے اندر ہے تو یہ سمجھا جائے گا۔ گویا وہ یہ کہہ رہا ہے کہ دونوں قفیزوں میں سے ہر قفیز کی قیمت ایک درہم ہے۔

کوئی شخص گندم کے ایک ڈھیر اور ایک گلہ بکریاں اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ یہ ڈھیر دس قفیز کا ہے اور اس گلے کے اندر دس بکریاں ہیں۔ اور ایک بکری اور ایک قفیز کی قیمت دس درہم ہے۔ لہذا اگر خریدار گندم دس قفیز گلہ میں دس ہی بکریاں دیکھے تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر گلے کے اندر گیارہ بکریاں ہوں تو تمام کی بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اگر گلے کے اندر دس ہی بکریاں دیکھے اور وہ ڈھیر گیارہ قفیزوں کا ہو تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر وہ نو قفیز اور نو بکریاں پائے تو بیع کے جائز و درست ہونیکا حکم ہوگا۔ ہر دس کو ایک قفیز اور ایک بکری پر تقسیم کریں گے۔ اور زائد بکری کے ساتھ ایک قفیز گندم ملائیں۔ اور شامل کریں گے۔

لہذا گندم کا حصہ معلوم ہونے پر اس میں سے دسواں حصہ نکال کر باقی ثمن کے بدلہ تمام کو لینے یا تمام کو چھوڑنے کا اسے اختیار حاصل ہوگا۔ اور اگر وہ دیکھے کہ ڈھیر دس قفیز ہے۔ اور گلہ میں نو بکریاں ہوں تو اس صورت میں ڈھیر کے ایک قفیز کی بیع کو فاسد قرار دیں گے وجہ یہ ہے کہ اس کے ثمن کا علم نہیں اس لئے اسکی صحیح قیمت معلوم نہیں ہو سکتی لیکن اسکے بعد کہ اسکے ثمن کو اس پیمانہ اس کی اس بکری پر جو گلہ میں کم ہے تقسیم کر لیں گے۔ تو قیمت کا علم ہوگا۔)

امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ بعض مبیع کے اندر صفقہ کے فاسد ہو جانے پر کل میں صفقہ کے فاسد ہوجانے کا حکم ہوگا۔ امام ابویوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک کل میں فاسد ہو جانے کا حکم ہوگا۔ امام ابویوسف و امام محمد رح کے نزدیک کل میں فاسد ہونیکا حکم نہ ہوگا۔ کیونکہ ان کے نزدیک نو قفیزوں اور نو بکریوں کے اندر بیع کے درست ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اور خریدار کو اختیار حاصل ہوگا۔

(محیط سرخسی)

قدوری کے اندر لکھا ہے کہ اگر فروخت کنندہ کہے کہ اس گوشت کو فی رطل اتنے پیسے کے لحاظ سے میں تجھے بیچتا ہوں۔ تو امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں کہ سب کی بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ امام ابویوسف رح

وامام محمد رح کے نزدیک سب کی بیع درست ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اور خریدار کو اختیار حاصل نہ ہو گا (محیط) کوئی شخص اسطرح انگور خریدے کہ فی ٹوکرا اتنی قیمت (مثلاً دو روپے) ہو گی در آنحالیکہ وہ ٹوکرا ان لوگوں کے درمیان معروف و مروج ہو۔ لہذا انگور ایک ہی جنس کے ہونیکی صورت میں ایک ٹوکرے کی بیع امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک لازمی طور پر درست و جائز ہو گی جس طرح ڈھیر میں فی قفیز ایک درہم کے حساب سے فروخت کرنے کی صورت میں ایک قفیز کی بیع کو درست قرار دیا جاتا ہے اگر انگور مختلف جنسوں کے ہوں تو امام ابو حنیفہ رح سرے سے عدم جواز بیع کا حکم فرماتے ہیں۔ مثلاً بکری کا گلہ کسی بھی بکری کی بیع کو اس صورت میں جائز قرار نہیں دیا جاتا۔ امام ابو حنیفہ رح وامام محمد رح فرماتے ہیں کہ اگر انگور ایک ہی جنس کے ہوں تو سارے انگوروں کی بیع اس کے ذکر کردہ حساب کے مطابق درست و جائز ہو گی اسی طرح جنسوں کے مختلف ہونے کی صورت میں بھی مذکورہ بالا جواز کا حکم برقرار رہیگا۔ صدر الشہید رح اپنے فتاویٰ کے اندر اسی طرح بیان فرماتے ہیں۔

فقیہ ابو اللیث رح اس طرح بیان کرتے ہیں کہ انگوروں کے ایک جنس کے ہونے کی شکل میں متفقہ طور پر سب کے نزدیک بیع درست ہو گی۔ اور مختلف جنسوں کے ہونے کی شکل میں اختلاف رائے ہے فقیہ ابو اللیث رح فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کی آسانی و سہولت بہم پہونچانے کے نقطۂ نظر سے فتویٰ امام ابو یوسف رح وامام محمد رح کے قول پر دیا گیا ہے (خلاصہ)

منتقی کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تیرے ہاتھ پختہ اینٹوں کے اس ڈھیر کو ہزار اینٹ دس دراہم کی قیمت کے حساب سے بیچتا ہوں تو اس بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہو گا۔ لہذا اگر ہزار اینٹیں شمار نہ کی ہوں فروخت کنندہ اور خریدار میں سے ہر ایک کو معاملہ بیع سے انکار کا حق حاصل ہو گا۔ (محیط)

بزازیہ کے اندر لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص انگور کی بیل اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اس پر ہزار من انگور ہیں۔ اس کے بعد پتہ چلے کہ ہزار نہیں بلکہ نو سو من ہیں تو فروخت کنندہ کیلئے (محض) سو من کا حصۂ ثمن حلال ہونیکا حکم ہو گا۔ امام ابو حنیفہ رح کے قیاس کی رو سے باقی کا عقد بیع فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا (بحر الرائق)

اگر خرید کردہ شے کیلی (ناپ کر دیجانے والی) ہو اور سارے پیمانوں کی گنتی بتلادی ہو تو جتنے پیمانے بیان کیے ہوں۔ انہیں کے ساتھ معاملۂ عقد بیع کے متعلق ہونیکا حکم کیا جائیگا جیسے کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ہاتھ اس ڈھیر کو اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ یہ ڈھیر سو قفیز ہے اور فی قفیز ایک درہم میں ہے یا اس طرح کہے کہ سو قفیز سو دراہم میں ہے اور ہر قفیز کے ثمن کو بھی الگ ذکر کرے یا نہ کرے لہذا اگر خریدار فروخت کرنے والے کے کہنے کے مطابق ہی پائے تو تنہا اور اس صورت میں وہ خریدار اس کا مالک ہو جائے گا۔ اور اختیار حاصل نہ ہو گا۔ اور اگر خریدار دیکھے کہ ڈھیر سو قفیز سے زیادہ ہے تو اس اضافہ کو داخل بیع قرار نہ دیں گے۔ بلکہ اضافہ کا مالک فروخت کرنیوالا

ہی ہوگا۔ اور خریدار سو دراہم کے بدلہ فروخت کنندہ کی ذکر کردہ مقدار کے مطابق ہی مالک ہوگا۔ اور اس شکل میں بھی اسے اختیار حاصل نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر خریدار دیکھے کہ وہ ڈھیر سو قفیز سے بھی کم ہے تو خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو اسے ثمن کے بدلہ میں لے ورنہ ... لوٹا دے اور حصۂ نقصان وکمی کا چاہے۔ ہر قفیز کا ثمن الگ الگ ذکر کرے یا اکٹھا بہر صورت بائع دیدے گا۔ اور ارادہ پہلے ہی کیل (پیمانہ وناپ) اسے معین ہوجانیکا حکم ہوگا۔ اور ارادہ بعد کے پیمانوں کے ساتھ (اول کو چھوڑ کر) معتبر نہ ہوگا۔

ساری ناپ کر دیجانے والی اور وزن کرکے دیجانے والی ایسی اشیاء میں یہی حکم ہوگا۔ جن کے ٹکڑے کرنے کے اندر کوئی نقصان واقع نہ ہوتا ہو (شرح طحاوی) کوئی شخص دس دراہم کے بدلہ ایک کپڑے کو اس کے دس گز ہونے کی شرط کے ساتھ خریدے۔ یا کسی زمین کو سو دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ وہ سو گز زمین ہے۔ اس کے خریدار وہ زمین سو گز سے کم پائے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر پورے ثمن میں لینے کی مرضی ہو تو پورے ثمن کے بدلہ لیلے ورنہ نہ لے اور چھوڑ دے۔ اور اگر خریدار زمین سو گز سے زیادہ پائے تو وہ خریدار کی ہوگی اور فروخت کنندہ کو اختیار حاصل نہ ہوگا۔ کمی کی شکل میں پسندیدہ وصف (سو گز ہونا) فوت ہونے کی وجہ رضا میں خلل واقع ہونیکے باعث خریدار کو اختیار (فسخ بیع) ملتا ہے البتہ اس کی وجہ سے ثمن وقیمت کے اندر کوئی کمی نہیں کیجائے گی (کافی)

اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں اس کپڑے یا اس زمین کو تیرے ہاتھ اس کے دس گز ہونے کی شرط کے ساتھ فی گز ایک درہم کے حساب سے بیچتا ہوں۔ اسکے بعد خریدار یہ زمین یا کپڑا دس گز ہی پائے تو وہ دس دراہم کے بدلہ اس کا مالک قرار پائے گا اور اسے اختیار حاصل نہ ہونے کا حکم ہوگا۔

اور خریدار زمین یا کپڑا پندرہ گز پائے تو اسے حق ہوگا کہ یا تو تمام کو فی گز ایک درہم کے اعتبار سے خریدلے یا نہ خریدے۔ اور اگر وہ نو گز یا نو گز سے بھی کم پائے تو اسے اسکے حصۂ ثمن کے بدلہ اگر مرضی ہو تو خرید لینے کا اختیار ہے۔ (ینابیع)

کوئی شخص ایک کپڑا اس شرط کے ساتھ خریدے کہ وہ کپڑا دس گز ہے۔ اور ایک درہم فی گز ہے۔ اسکے بعد اسے ساڑھے دس گز پائے تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ اگر مرضی ہو تو دس دراہم میں لیلے اور ساڑھے نو گز پانے کی صورت میں اسے نو دراہم کے بدلہ لے لینے کا حق حاصل ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رح یہی فرماتے ہیں

امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ وہ ساڑھے دس گز پائے تو اسکو گیارہ دراہم میں لے لینا درست ہے اور ساڑھے نو گز (۹ ½ گز) پانے کی صورت میں اسے دس دراہم کے بدلہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ امام محمد رح فرماتے ہیں کہ وہ ساڑھے دس گز پائے تو اسے ساڑھے دس دراہم میں لینے کا

حق حاصل ہے اور ساڑھے نو گز پانے کی شکل میں نو دراہم میں لینے کا اختیار ہوگا۔ ان اقوال میں امام ابو حنیفہ رح کا قول درست ہے۔ مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ یہ حکم گزوں کی ناپی جانے والی ان اشیاء میں ہے کہ جن کے کناروں کے اندر فرق ہوتا ہے۔ اور اگر اس طرح کی شے ہو کہ اسکے کناروں میں فرق نہ ہو مثلاً کرباس وغیرہ۔ لہذا جب ایسی شے دس گز ہونے کی شرط کے ساتھ کچھ دراہم وغیرہ کے بدلہ خریدی جائے۔ اور وہ اسے زیادہ پائے۔ تو اضافہ خریدار کو نہ دینے کا حکم[1] ہوگا۔ (محیط سرخسی)

یہی حکم گزوں کے بیمائش کیجانے والی تمام اشیاء میں ہوگا مثلاً لکڑی وغیرہ اور ہر ایسی وزن کیجانے والی شے کا یہی حکم ہوگا۔ جس کے ٹکڑے کرنے کی صورت میں نقصان ہوتا ہو مثلاً ایسا برتن جو تانبا یا پیتل وغیرہ کا ڈھلا ہوا ہو۔ جیسے یوں کہے کہ میں اس تیرے برتن کو تیرے سو دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ یہ برتن دس من وزن کا ہے، اس کے بعد خریدار اسے دس من سے کم یا دس من سے زیادہ پائے۔ تو چاہے ہر من کا ثمن ذکر کرے یا نہ کرے وہی مذکورہ بالا حکم رہے گا (مضمرات)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اس کپڑے کو تیرے ہاتھ اس کنارہ سے اس کنارہ تک فروخت کرتا ہوں۔ اور یہ تیرہ گز کپڑا ہے۔ اور پھر وہ کپڑا پندرہ گز نکلے اور فروخت کنندہ کہے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تو فروخت کنندہ کے کہنے پر اس صورت میں توجہ نہیں کیجائے گی اور کپڑا اسکے ذکر کردہ ثمن کے بدلہ بحکم قاضی خریدار کو ملنے کا حکم ہوگا۔ البتہ دیانتاً (عند اللہ) خریدار کیلئے اس اضافہ کا (بلا مزید معاوضہ) کے لینا درست نہیں۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص چاندی کی ڈھلی ہوئی کوئی شے اس شرط کے ساتھ کہ وہ وزن کے اعتبار سے سو۱۰۰ متقال ہے دس دینار میں خریدے اور قابض ہو کر الگ ہو جائے، اسکے بعد خریدار اسکے وزن کو دو سو متقال پائے تو اس سب کا مالک دس دینار کے بدلہ خریدار ہوگا۔ اور ثمن کے اندر کوئی اضافہ نہ ہوگا اگر اسے خریدار نوّے۹۰ یا اسّی۸۰ متقال پائے تو اس صورت میں خریدار کو اختیار حاصل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اگر کوئی الگ ثمن ہر دس متقال کیلئے الگ ذکر کرکے کہے کہ میں اسے تیرے ہاتھ اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ یہ سو متقال دس دیناروں کا ہے۔ اور ایک دینار کے اعتبار سے ہر دس متقال ہے۔ اور دونوں قابض ہو جائیں۔ اس کے بعد خریدار دیکھے کہ اس چیز کا وزن ڈیڑھ سو۱۵۰ متقال ہے۔ پس اگر فروخت کنندہ کے الگ ہونے سے قبل خریدار کو اس بات کا علم ہوا ہو تو اسے یہ حق حاصل ہے کہ اگر مرضی ہو تو ثمن کے اندر پانچ دینار کا اضافہ کرکے تمام کو پندرہ دیناروں کے بدلہ لیلے ورنہ چھوڑ دے۔ اور اگر علیحدہ ہونے کے بعد اسے اس بات کا علم ہوا ہو تو اس

---

[1] بلکہ اسکا مالک فروخت کنندہ ہی ہوگا۔

ڈھلی ہوئی شے کی ایک تہائی بیع کے باطل ہونیکا حکم ہوگا۔ اور باقی ماندہ میں خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو دس دیناروں کے بدلہ اسکے دو تہائی حصہ کے لینے پر رضامند ہو جائے۔ ورنہ تمام کو لوٹا کر اپنے دینار واپس لیلے۔ اور اگر خریدار دیکھے کہ یہ پچاس مثقال ہے اور علیحدہ ہونے سے قبل یا بعد میں اس کا علم ہو جائے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو وہ شے لوٹا کر اپنے تمام دیناروں کو واپس کرالے یا رضامند ہو جائے اور ثمن کے اندر سے پانچ دیناروں کو لوٹالے

اسی طریقہ سے اگر سونے کی ڈھلی ہوئی کوئی شے دراہم کے بدلہ خریدے تو ذکر کردہ تفصیل کے ساتھ اس کا حکم بھی ہوگا۔ (شرح طحاوی)

اگر ڈھلی ہوئی شے کو اسی کی جنس کے بدلہ مساوی وزن کے اوپر بیچے اور خریدار اسے زیادہ پائے۔ لہذا اگر علیحدہ ہونے سے قبل اس سے باخبر ہو تو اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو ثمن میں اضافہ کردے۔ ورنہ چھوڑ دے۔ اور اگر علیحدہ ہونے کے بعد اس سے باخبر ہو تو بیع کے باطل وکالعدم ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اسلئے زائد مقدار کے مقابل حصہ ثمن کے اوپر قابض ہونا نہیں پایا گیا۔ اور اگر خریدار اسے کم پائے تو اسے یہ حق حاصل ہوگا۔ کہ اگر مرضی ہو تو اسکے اوپر رضامند ہو کر اپنے ثمن کے اضافہ کو لوٹالے۔ ورنہ تمام کو لوٹا دے۔ چاہے بوقت بیع ایک درہم کا وزن ایک درہم کے اعتبار سے فروخت کرنا بیان کرے یا نہ کرے (بحر الرائق)

گنتی کی اشیاء اور شمار کیجانے والی چیزوں کے اندر حکم یہ ہے کہ اگر شمار کیجانے والی اشیاء تقریباً مساوی ہوں۔ مثلاً انڈے اور اخروٹ تو اسکا حکم وزن کیجانے والی اور ناپی جانے والی اشیاء کا سا ہوگا۔ لہذا اگر تمام کے ایک ثمن یا ہر ایک کے الگ ثمن کو ذکر کرے تو عقد بیع کو اسکی مقدار سے متعلق قرار دیں گے۔ اور اگر گنی اور شمار کیجانے والی اشیاء کے درمیان باہم فرق ہو مثلاً گائے اور بکری وغیرہ۔ پس اگر ان میں سے ہر ایک کے ثمن کو الگ بیان نہ کرے مثلاً اس طرح کہے کہ میں تیرے ہاتھ اس بکری کے گلہ کو ہزار دراہم میں اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ ان کی تعداد سو ہے۔ یا وہ ہر ایک کے ثمن کو الگ ذکر کرے جیسے اسی شکل میں اس طرح کہے کہ ہر بکری کی قیمت دس دراہم ہے۔ لہذا اگر خریدار کے کہنے کے مطابق سو ہی بکریاں پائے تو ٹھیک ورنہ زیادہ پانے کی صورت میں تمام کی بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ چاہے ہر ایک کے ثمن کو الگ ذکر کرے یا نہ کرے

اور اگر ان بکریوں کی تعداد کم پائے۔ اس صورت میں اگر ہر ایک کے ثمن کو الگ بیان نہ کیا ہو تب بھی بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اور ہر ایک کے ثمن کو الگ ذکر کردے تو بیع کے درست وجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ مگر خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو باقی کو ذکر کردہ ثمن کے بدلہ خریدے ورنہ چھوڑ دے۔ ساری شمار کیجانے والی اشیاء میں جن کے درمیان باہم فرق ہو یہی حکم نافذ ہوگا

اگر وہ یہ کہے کہ میں اس گلہ کی ہر دو بکریاں بیس دراہم کے حساب سے بیچتا ہوں۔ اور ساری بکریاں

کی تعداد سو بتائے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہو گا ۔ خواہ خریدار یہ بکریاں اسکے بیان کے مطابق ہی کیوں نہ پائے (شرح طحاوی)

اگر ناپ کر دیجانے والی شے اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اس کی مقدار دس قفیز سے بڑھی ہوئی پائے تو اسے درست قرار دیں گے ۔ اور اگر دس قفیز یا دس قفیز سے کم پائے تو جائز قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا ۔ اگر دس قفیز سے کم ہونے کی شرط کے ساتھ خریدے پھر اسے دس قفیز سے کم پائے تو درست قرار دیں گے ۔ اور دس یا دس سے زیادہ پائے جانے کی صورت میں اسے جائز قرار نہ دیں گے ۔ امام ابویوسف رح سے جواز کی روایت ہے ۔ اگر کسی دار (بڑا مکان) کو دس گز ہونے کی شرط کے ساتھ خریدے تو تمام شکلوں میں جواز بیع کا حکم ہو گا ۔ (فتاوی صغری)

اگر گندم ایک کر سے زیادہ یا ایک کر سے کم ہونے کی شرط کے ساتھ فروخت کرے پھر اسے زیادہ یا کم پائے تو درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا ۔ اور اگر کر پورا پائے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہو گا ۔ اگر گندم اس شرط کے ساتھ بیچے کہ وہ ایک کر سے کم یا ایک ہی کر ہیں تو بہر صورت بیع کے درست ہونیکا حکم کیا جائے گا ۔ اور یہ گندم خریدار کے لیئے لازم ہو جائیں گے ۔ اس لیئے کہ پورا کر یا کر سے کم پائے جانے کی صورت میں بھی مقدار ذکر کردہ تھی ۔ اور اگر کر سے زیادہ پائے تو اس اضافہ کو داخل بیع قرار نہ دیں گے ۔ اور اسے ایک کر سو دراہم کے بدلہ دیا جائے گا ۔ اسی طریقہ سے اگر وہ گندم اس شرط کے ساتھ بیچے کہ وہ ایک کر سے زیادہ ہیں یا ایک کر تب بھی یہی حکم برقرار رہے گا ۔ مگر دونوں کے درمیان صرف اسی قدر فرق ہے کہ کم پائے جانے کی صورت میں کمی کے بقدر مہیا کرے گا اور قیمت اسی اعتبار سے کم ہو گی ۔ اور اسے یہ گندم لینے یا نہ لینے کا حق حاصل ہو گا ۔ (محیط سرخسی)

اگر گندم ایک کر ہونے کی شرط کے ساتھ خریدے ، اسکے بعد انھیں پیمانہ سے ناپے تو ایک قفیز کم نکلیں ۔ تو امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک باقی کے عقد بیع کے فسخ (ختم) ہو جانے کا حکم ہو گا ۔ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے ۔ اسی وجہ سے اگر سو اخروٹ ایک پیسہ فی اخروٹ کے حساب سے خریدے ہوں اسکے بعد بعض اخروٹ خالی نکلیں تو عقد بیع کے درست نہ ہونے کا حکم ہو گا (حاوی) امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بیع کا فساد باقی تک پہونچے گا اور باقی کا عقد بیع فسخ ہو جائیگا ۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص سو انڈے فی انڈا ایک دانگ کے لحاظ سے خریدے ، پھر بعض انڈے گندے نکلیں تو گندے انڈوں کے عقد بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہو گا ۔

امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک بیع کا فاسد (ختم) ہونا باقی تک پہونچے گا ۔ کوئی شخص کسی خاص انگور کے باغ کچھ متعین انگور اس شرط کے ساتھ خریدے کہ یہ انگور اتنے من ہیں ۔ اسکے بعد یہ انگور اتنے ہی من یا اس سے کم و بیش نکلیں تو اس کا حکم بھی سابق شکلوں پر قیاس کرتے ہوئے انھیں کے مطابق ہو گا ۔ (محیط)

کوئی شخص ایک کپڑوں کی گٹھڑی اس شرط کے ساتھ بیچے کہ اسمیں دس کپڑے ہیں۔ اسکے بعد اسمیں ایک کپڑا کم نکلے یا ایک کپڑا زیادہ نکلے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا اور خریدار کو لینے یا نہ لینے کا حق حاصل ہوگا۔ اگر ایک کپڑا بھی زیادہ نکلے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔

بعض کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رح کم ہونے کی صورت میں بھی بیع کے فاسد ہونیکا حکم فرماتے ہیں، اور درست قول کے مطابق اس شکل میں بیع درست ہوگی۔ (تبیین)

کوئی شخص اپنے پاس گندم یا ناپ کر وزن کرکے دیجانے والی کوئی چیز اپنے اندازہ (علم) کے مطابق چار ہزار من رکھتا ہو اور وہ اسے چار آدمیوں کے ہاتھ ہر ایک کو ہزار ہزار من متعین و معلوم قیمت پر بیچے، اسکے بعد اسکے اندر کمی پائے تو اس صورت میں بعض کہتے ہیں چاروں خریداروں کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو موجود چیز کو حصۂ ثمن کے بدلہ لے لیں یا نہ لیں اور درست جواب بعض کا دیا ہوا ہے۔ اسکی تفصیل یہ ہے کہ اگر فروخت کنندہ ان تمام کے ہاتھ بیک وقت بیچے تب تو یہی ذکر کردہ حکم ہوگا۔ اور اگر وہ یکے بعد دیگرے فروخت کرے تو کمی سب سے بعد کے خریدار کے ذمہ پڑیگی سابق خریدار ذمہ دار نہوں گے۔ اور اسے (بعد والے خریدار کو) یہ حق حاصل ہوگا کہ یا تو ملنے والی مقدار لیلے ورنہ نہ لے اور چھوڑ دے۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

امام محمد رح "جامع" کے اندر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے روغنِ زیتون کی ایک مشک سو دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ خریدے کہ مشک اور اسکے اندر سارے موجود تیل کا مالک وہ ہوگا مگر شرط یہ ہے کہ تمام کا وزن سو رطل ہو۔ اس کے بعد خریدار اسے تول لے تو کل نوے رطل نکلے۔ اس میں ستر رطل تو تیل ہو اور بیس رطل کی مشک تو نقصان خاص طور پر تیل ہی کا شمار کریں گے۔ لہٰذا ثمن اسّی رطل تیل کی قیمت اور مشک کی قیمت کے اوپر تقسیم کرنے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا جتنا نقصان تیل کے حصہ میں آتا ہو اس میں سے وہ نقصان وضع کرکے باقی کا وجوب خریدار پر ہوگا مگر باقی کے اندر خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو اسے اس ثمن کے اوپر جو ہم ذکر کرچکے ہیں خریدے، ورنہ چھوڑ دے۔

بیشتر مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک سب کے عقد کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر خریدار مشک کو تو ساٹھ رطل کی پائے اور تیل کو محض چالیس رطل۔ لہٰذا اگر لوگوں کے باہمی لین دین میں مشک اس مقدار کو نہ پہونچتی ہو تو خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو تمام کو کل ثمن کے اندر لے لے، ورنہ چھوڑ دے۔ اگر خریدار تیل تو پچاس رطل پائے اور مشک سو رطل تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر مشک وزن کے اعتبار سے بیس رطل ہو اور تیل سو رطل ہو تو اسی رطل تیل اور مشک پورے ثمن کے بدلہ خریدار کے ذمہ لازم قرار دینگے اور باقی بیس رطل خریدار فروخت کنندہ کو لوٹا دے گا۔

اسی طریقہ سے اگر مشک الگ ہو اور تیل الگ، اس کے بعد خریدار ان دونوں کو باہم مخلوط کرکے

خریدے تو اس کا حکم بھی ذکر کردہ تفصیل کے ساتھ ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص روغنِ زیتون اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اسے میرے برتن کے اندر تولے گا اور ہر مرتبہ برتن وزن کے عوض پچاس رطل کم کرتا چلا جائے گا تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اس برتن کا جس قدر وزن ہوگا۔ اتنی ہی مقدار کم لگائے گا تو اسے جائز قرار دیں گے۔ (جامع صغیر)

کوئی شخص ایک برتن میں سے روغنِ زیتون اور دوسرے میں سے گھی خریدے اور دونوں چیزیں برتن کے بغیر اس شرط کے ساتھ خریدے کہ یہ کل سو رطل ہیں۔ اسکے بعد تیل ساٹھ رطل اور چالیس رطل گھی پائے تو اس صورت کے اندر دس رطل تیل میں سے فروخت کنندہ کو لوٹائے گا اور گھی کی قیمت میں سے دس رطل کی قیمت کم کرے گا۔ اسی طریقہ سے اگر ایک گون کے گندم اور دوسری گون کے جو اس شرط کے ساتھ خریدے کہ یہ سارے سو من ہیں تو اس کا بھی مذکورہ بالا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر ناپ کر دیجانے والی تین چیزوں کی سو کی جانب نسبت کرے تو عقدِ بیع میں ان تینوں میں سے ہر چیز کی ایک تہائی واجب ہونیکا حکم ہوگا۔ (محیط) ایک متعین برتن جس کی مقدار کا علم نہ ہو یا ایک متعین پتھر جس کی مقدار کے متعلق علم نہ ہو دونوں کی بیع اندازہ سے کرنی درست وجائز ہوگی۔

بحوالہ حسن رح امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہے کہ درست نہیں۔ پہلے قول کو زیادہ صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (کافی) یہ حکم اس شکل میں ہے جبکہ وہ برتن ایسا ہو کہ کھرے پر دباؤ دینے سے لمبائی چوڑائی میں پھیلاؤ دے بغیر اسکی گہرائی کم نہ ہوتی ہو یا لمبائی اور چوڑائی میں کم نہ ہوتا ہو یا طول وعرض پھیل نہ جاتا ہو۔ اگر منکبس یعنی دبانے سے اسکی گہرائی کم نہ ہو جاتی ہو مثلاً زنبیل اور ٹوکری تو اسے درست قرار نہ دیں گے۔ مگر محض پانی کی مشک کے اندر لوگوں کے عمل ورواج کے باعث استحساناً اس بیع کو جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر پتھر ٹکڑے ٹکڑے ہوکر جھڑتے ہوں تب درست قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر اس طرح کی شے کے وزن کے اندازہ سے فروخت کرے جو سوکھ کر کم ہو جاتی ہو۔ مثلاً ککڑی خربوزہ وغیرہ تب بھی اس بیع کو درست وجائز قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (تبیین)

ایسا عقدِ بیع اس صورت میں درست ہوگا کہ وہ پتھر یا برتن بدستور اپنی حالت پر باقی رہا ہو لہٰذا اگر خرید کردہ شے کے حوالہ کرنے سے قبل وہ ضائع ہو جائے تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ (بحر الرائق) منتقیٰ کے اندر ذکر کیا گیا ہے کہ کوئی شخص اپنے پاس ایک درہم رکھتا ہو اور وہ دوسرے سے کہے کہ مثلاً میں اس کپڑے کو تجھ سے اسکے بدلہ خرید تا ہوں اور اس درہم کی جانب یہ اشارہ کرے پھر فروخت کنندہ اس درہم غیر مروج پائے تو اس صورت میں بیع کے

فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک باندی خریدنے کے ارادہ سے ایک ہمیانی (روپیوں کی تھیلی) لاکر کہے کہ میں اس باندی کو اس ہمیانی (روپیوں کی تھیلی) لاکر کہے کہ میں اس باندی کو اس ہمیانی کے بدلہ یا جو کچھ اس ہمیانی کے اندر موجود ہے اس کے بدلہ خرید تا ہوں اس کے بعد فروخت کنندہ ہمیانی کے اندر موجود شے (دراہم وغیرہ) کو اس شہر کی نقدی (مروج سکوں) کے برعکس پائے تو فروخت کنندہ کو یہ حق حاصل ہے کہ انھیں لوٹا کر اس شہر کی مروج نقدی لیلے۔ اور اگر وہ ہمیانی میں اسی شہر کی مروج نقدی پائے تو اسے واپس کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ یہ شکل اس شکل کے برعکس ہے کہ خریدار یہ کہے کہ میں اس باندی کو اس مٹکہ میں موجود شے کے بدلہ خرید تا ہوں۔ اسکے بعد خریدار مٹکہ میں موجود دراہم کو دیکھے تو اسے اختیارِ رجعت حاصل ہونیکا حکم ہوگا۔ اس اختیار کو اختیارِ کمیت (مقدار) کہتے ہیں، خیارِ رویت نہیں کہتے۔ اس لئے کہ نقود کے اندر اختیار رویت (دیکھنے پر لوٹانے کا حق) ثابت نہیں ہوا کرتا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کوئی چیز ایسی علامت بتلا کر خریدے۔ جس سے قیمت کی مقدار کا علم ہوتا ہو درآنحالیکہ اس رقم سے (علامتِ رقم) خریدار آگاہ نہ ہو تو عقدِ بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ پھر اگر اسی مجلس کے اندر علم ہو جائے تو عقدِ بیع کے درست وجائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔

امام شمس الائمہ حلوائی رح فرمایا کرتے تھے کہ اگر اسی مجلس کے اندر اس رقم سے باخبر و مطلع ہو جائے تب بھی عقدِ بیع کے درست ہونیکا حکم نہ ہوگا۔ البتہ اگر فروخت کنندہ مسلسل اپنی رضا پر باقی رہے۔ اور ساتھ ساتھ خریدار بھی اسکے اوپر رضامند ہو تو دونوں کی رضا کے باعث دونوں کے درمیان ابتدائی عقدِ بیع کے منعقد ہونے کا حکم ہوگا (ذخیرہ) اگر آگاہ ہونے سے قبل دونوں علیحدہ ہو گئے تو عقدِ بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائیگا۔

اسی طریقے سے اگر یوں بیچے کہ میں اسے اتنی مقدار میں فروخت کرتا ہوں جتنی مقدار میں فلاں فروخت کر چکا ہے درآنحالیکہ فروخت کنندہ اس سے آگاہ ہو اور خریدار نہ جانتا ہو۔ لہذا اگر اس مجلس کے اندر آگاہ ہو جائے تو عقدِ بیع کے درست و صحیح ہونے ورنہ باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ (خلاصہ)

کوئی شخص ایک کپڑا اسکے (مقررہ) ثمن کے بدلہ خریدے۔ پھر فروخت کنندہ ثمن کے ذکر سے قبل ہی کسی اور کے ہاتھ بیچ دے تو فروخت کنندہ کا دوسرے سے معاملہ بیع کرنا درست ہوگا۔ اور اگر فروخت کنندہ پہلے خریدار کو ثمن بتلا چکا تھا اور ابھی فروخت کنندہ نے اسے اجازت عطا نہیں کی تھی کہ فروخت کنندہ نے (جواب سے قبل) اسے دوسرے کے ہاتھ بیچ دیا تو اس صورت میں دوسرے کے ہاتھ بیچنے کو درست قرار نہ دیں گے۔ اور اگر خریدار کے ثمن سے باخبر ہونے سے قبل وہ کپڑا ضائع کر دے تو فروخت کنندہ کپڑے کی قیمت (خریدار) دینی (لوٹانی) پڑے گی۔ (ظہیریہ)

"اصل" کے اندر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں یہ چیز تجھ سے اتنی قیمت میں جتنی قیمت کے اندر لوگ فروخت کیا کرتے ہیں لیتا ہوں۔ تو اس بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر وہ کہے کہ میں اتنے پیسوں میں لیتا ہوں۔ جتنے میں فلاں سے بِک چکا ہے۔ لہٰذا اگر دونوں کا بوقت معاملۂ بیع ان داموں کی مقدار کا علم ہو گیا تو بیع کے درست ہونے اور آگاہ نہ ہونے کی شکل میں عقدِ بیع کے فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ پھر اگر دونوں آگاہ ہوں اور اسی مجلس کے اندر آگاہ ہوئے ہوں تو عقدِ بیع کے جواز کا حکم کریں اور خریدار کو واپسی وغیرہ کا حق حاصل ہوگا۔ اس لئے کہ خریدار پر جس قیمت کا وجوب ہوتا ہے وہ ابھی فوری طور پر ظاہر و معلوم ہوتی ایسا خیار خیارِ تکشف الحال (حال واضح کرنے والا اختیار) کہلاتا ہے۔ (ذخیرہ)

"شرح شافی" کے اندر ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی شے ان داموں کے بقدر جتنے داموں میں فلاں شخص بیچ چکا ہے بیچے۔ لہٰذا اگر وہ اس طرح کہ چیز ہو کہ جسکے بھاؤ کے اندر فرق نہ پڑتا ہو۔ (اور تقریباً یکساں ہی رہتا ہو۔) مثلاً گوشت اور روٹی تو بیع درست ہوگی۔ اگر زطی کپڑوں کا گٹھر فلاں شخص کے قیمت کا اندازہ لگانے یا فیصلہ کر دینے کے مطابق خریدے تو صحیح قیمت معلوم نہ ہونے اور ناواقفیت کی بنا پر اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ (خلاصہ)

کوئی شخص کسی شئے کو دس گیارہ (فی صدی) نفع کے ساتھ فروخت کرے در آنحالیکہ خریدار اس سے آگاہ نہ ہو کہ فروخت کنندہ نے یہ چیز کتنے میں خریدی تھی تو بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ خریدار اس سے واقف ہو جائے پھر اسے اختیار ہوگا کہ خواہ بیع (خریدی جانے والی چیز) لے یا نہ لے۔ بحوالۂ ابن رستم امام محمد رح سے یہی منقول ہے۔ اسکے بعد اگر خریدار واقف ہونے کے بعد رضامند ہو جائے تو بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم کیا جائیگا۔ جواز ابن سماعہ امام محمد رح سے منقول ہے کہ اس بیع کو فاسد قرار دیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بیع خریدار کی اجازت کے اوپر موقوف رہے گی۔

اگر خریدار واقف ہونے سے قبل اس پر قابض ہو کر اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے یا بیچ دے۔ یا خریدار موت کی آغوش میں سو جائے تو آزاد کرنے اور بیچنے دونوں کو درست قرار دیں گے۔ اور خریدار کے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا۔ اور اگر وہ خرید کردہ (باندی وغیرہ) قرابت کی وجہ خریدار سے ہونے کی، بنا پر خریدار کی جانب سے آزاد ہو جائے اور خریدار قابض ہونے تک اسکے ثمن سے آگاہ نہ ہو تو اسکے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا۔ (محیط)

کوئی حمام یا دار میں سے دس گز فروخت کرے تو امام ابوحنیفہ رح اسے فاسد قرار دیتے ہیں۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ اگر سو گز دس گز متعین حصہ فروخت کرے تو اسے جائز قرار دیں گے۔

امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک خواہ اسطرح کہے کہ سو گز میں سے دس گز کو بیچتا ہوں یا نہ کہے۔

زیادہ صحیح قول کے مطابق دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے اور بہر صورت عدم جواز کا حکم کیا جائے گا۔
(نہر الفائق) امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے قول کی رو سے اگر فروخت کنندہ سارے گز ذکر نہ کرے تو
مشائخ (فقہاء) کی رائیں اسکے اندر مختلف ہیں۔ صحیح قول کے مطابق اسے درست قرار دیں گے (بحر الرائق)
شیخ الاسلام رح فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مخصوص دار کے دس حصوں میں سے ایک حصہ کو
بیچے تو سب کے نزدیک متفقہ طور پر اسے جائز قرار دیں گے۔ اگر کہے کہ اس مخصوص دار کے ایک گز کو
بیچے لہٰذا اگر یہ ذکر (اور اشارہ) کردے کہ اس جانب سے مگر ابھی تک یہ نہ بتائے کہ وہ گز کس جگہ
کا ہے تو بیع کے منعقد ہونیکا حکم ہوگا۔
البتہ بیع کے نفاذ کا اس وقت حکم نہ ہوگا جب تک فروخت کنندہ پر حوالہ کرنے کی خاطر جبر نہ کریں
اور دباؤ نہ ڈالیں۔ اگر گز کی جگہ (دار کی) کسی جانب سے متعین نہ کرے تو امام ابو حنیفہ رح کے قول کے
مطابق سرے سے اسکو جائز ہی قرار نہ دیں گے۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے قول کے مطابق
اسے جائز قرار دینے کا حکم ہوگا اور اس دار کی پیمائش کیجائے گی۔ اگر وہ دس گز نکلا تو خریدار
دار کے دسویں حصہ کا شریک قرار دیں گے۔
شمس الائمہ حلوائی رح بیان فرماتے ہیں کہ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے قول کی رو سے مشائخ
(فقہاء) کی رائیں اس بارے میں مختلف ہیں۔ زیادہ صحیح قول کے مطابق اس بیع کو ان کے
نزدیک جائز قرار دیں گے۔ کوئی شخص ایک دار میں کے ایک حصہ کو جگہ متعین کئے بغیر بیچے تو شمس الائمہ
حلوائی رح فرماتے ہیں کہ اسے ناجائز قرار دیں گے۔
کوئی شخص کہے کہ میں ایک گز اس کپڑے کا تجھے بیچتا ہوں اور اسکی جگہ متعین نہ کرے یا یہ
کہے کہ میں ایک گز اس لکڑی میں سے تجھے فروخت کرتا ہوں اور اسکی جگہ متعین نہ کرے تو بعض
مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ اس کے اندر بھی اسی طرح کا اختلافِ رائے ہے جیسا کہ دار کے
مسئلہ میں ذکر کیا گیا۔ بعض مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ یہ بالاتفاق ناجائز ہے (محیط)
کوئی شخص کپڑے یا لکڑی میں ایک گز متعین و معلوم طرف سے خریدے تو جائز قرار نہ دیں گے
اگر فروخت کنندہ اسے قطع کر کے خریدار کے حوالہ کردے تب بھی یہ بیع جائز نہ ہوگی۔ البتہ اگر خریدار
اسے قبول و منظور کرے تو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسف رح سے منقول ہے کہ اسے
جائز و درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔
امام محمد رح اسے فاسد قرار دیتے ہیں۔ البتہ اگر وہ قطع کر کے خریدار کے حوالہ کردے تو۔۔۔
اسے کہنے سے انکار کرنے کا حق حاصل نہ ہوگا۔ (قنیہ) کوئی شخص کہے کہ میں اس مکان میں سے اپنے
حصہ کو تیرے ہاتھ اتنی قیمت میں بیچتا ہوں تو اسے جائز قرار دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ خریدار
اس مکان میں سے اسکے حصہ کی مقدار کا علم ہوگا۔ خواہ فروخت کنندہ اس سے آگاہ نہ ہو مگر شرط یہ
ہے کہ فروخت کنندہ خریدار کے قول کی تصدیق کرے۔ اور اگر خریدار مکان کے اس حصہ سے آگاہ

نہ ہو تو امام ابوحنیفہ رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم کیا جائے گا چاہے فروخت کنندہ اس سے آگاہ ہو یا نہ ہو (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص پانچ سہام میں سے ایک سہم چھٹا حصہ یا دو سہام یا پانچ نصیبوں میں سے اپنا نصیب (چھٹا حصہ) یا ایک نصیب یا ایک جزو (چھٹا حصہ) بیچے تو امام ابوحنیفہ رح قیاس کی رو سے اسے ناجائز اور استحساناً اسے جائز قرار دیتے ہیں (بحرالرائق) کوئی شخص دوسرے شخص سے ایک زمین یا میدان خریدے درآنحالیکہ فروخت کنندہ نے اسکے حدود بیان کردیے ہوں۔ اور لمبائی اور چوڑائی گزوں کی پیمائش کے حساب سے بیان نہ کی ہو تو درست قرار دیں گے۔ خریدار اگر حدود سے آگاہ ہو جائے اور پڑوسیوں سے واقف ہو کہ کیسے اور کس قسم کے لوگ ہیں، تو اس صورت میں بیع کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر حدود بیان نہ کرے اور خریدار حدود سے آگاہ نہ ہو تو اس صورت میں کہ پوری مبیع (خرید کردہ شے) سے دونوں آگاہ ہوں اور اسے شناخت کرتے ہوں تو بیع کے درست ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ مگر شرط یہ ہے کہ دونوں نے باہم اختلاف نہ کیا ہو اور مبیع چھوٹی تو نہ ہو) (خلاصہ

کسی زمین کے گڑھے کے اندر کچھ گندم بھرے ہوئے ہوں اور انھیں کوئی شخص بیچے درآنحالیکہ خریدار اس گندم کی مقدار سے آگاہ نہ ہو اور نہ اس گڑھے کی انتہا سے آگاہ ہو تو مشائخ (فقہاء) فرماتے ہیں کہ خریدار کو اختیار حاصل ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر خریدار گڑھے کی انتہا سے آگاہ ہو مگر گندم کی مقدار کی خبر نہ ہو تو بیع کے درست ہونے کا حکم ہوگا اور خریدار کو اختیار حاصل نہ ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ لیکن اگر گڑھے کے نیچے دوکان وغیرہ نکلے تو بیع کے درست ہونے اور خریدار کو اختیار حاصل ہونے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ہاتھ ان سو بکریوں کو ان سو بکریوں کے بدلہ ایک بکری ایک بکری کے بدلہ بیچتا ہوں تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تیرے ہاتھ یہ زندہ بکرے فی رطل ایک درہم کے اعتبار سے بیچتا ہوں۔ اور خریدار اسکے اوپر قابض ہو جائے، اور وہ تلف ہو جائے تو خریدار پر اسکی قیمت کا ضمان لازم آئے گا۔

امام محمد رح سے منقول ہے کوئی شخص کسی شخص سے کہے کہ اس بکری کو میں تیرے ہاتھ ہر تین رطل ایک درہم کے اعتبار سے اس کے جثہ کے بقدر بیچتا ہوں۔ تو اس صورت میں بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر اس کا سارا وزن بجائے رطل بیان کرے اور خریدار اس سے فی درہم تین رطل کے لحاظ سے خریدے تب بھی بیع کے باطل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اسی طریقہ سے اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس انار کو تیرے ہاتھ اس کے وزن کے برابر دراہم کے بدلہ فروخت کرتا ہوں تو بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر کہے کہ میں نے تیرے ہاتھ اپنے غلام کو فروخت کیا تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا

مگر شرط یہ ہے کہ فروخت کنندہ کا کوئی اور غلام بھی موجود ہو۔ لہذا اگر فروخت کنندہ اور خریدار دونوں کا اس بات پر اتفاق ہو جائے کہ مبیع بھی غلام ہے تو بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ جوازِ بیع کے اندر مشائخ (فقہاء) کا اختلاف اس قسم کا ہے کہ بعض کے نزدیک بیعِ اول خریدار اور فروخت کنندہ دونوں کے متفق ہونے کی صورت میں جائز ہوگی۔ اور بعض کہتے ہیں نہیں یہ نہیں بلکہ دوسری بیع فوری طور پر لین دین (دست بدست) کی صورت میں منعقد ہونیکا حکم ہوگا۔ یہ نہیں کہ بیعِ اول بدل کر درست نہ ہوگی۔ (ذخیرہ)

"شرح کتاب العتاق" میں ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تیرے ہاتھ اپنے غلام کو اتنی قیمت کے بدلہ بیچتا ہوں، حالانکہ وہ ایک غلام رکھتا ہو۔ لہذا اگر وہ کہے کہ اپنے غلام کو جو فلاں گھر میں (یعنی فلاں جگہ) ہے بیچتا ہوں تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر گھر کا پتہ نہ دے تو ... شمس الائمہ حلوائی رح بیان کرتے ہیں کہ بیشتر فقہاء کے نزدیک بیع کے درست نہ ہونیکا حکم کیا جائیگا شیخ رح فرماتے ہیں کہ اسی قول کو درست قرار دیا گیا ہے۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تیرے ہاتھ جو اس دار کے اندر وہ تمام یعنی غلام، کپڑے اور چوپائے بیچتا ہوں حالانکہ خریدار اس سے آگاہ نہ ہو کہ دار میں کیا کیا اشیاء ہیں تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر لفظ "دار" کی جگہ لفظ "بیت" ذکر کرے اور باقی صورت مسئلہ جوں کی توں رہے تو بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر اس صندوق (مخصوص صندوق) یا اس تھیلے کا ذکر کرے تب بھی اس بیع کو درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

فصل نہم ان اشیاء کی بیع کا ذکر جن کا دوسری شے سے اتصال ہو۔ اور ایسی بیع کا ذکر جسکے اندر استثناء ہو

وہ دودھ جو ابھی تھنوں میں ہو یا وہ بچہ جو ابھی شکم (پیٹ) میں ہو اسکا فروخت کرنا درست نہ ہوگا (محیط سرخسی)، اگر عقدِ بیع ہو چکنے کے بعد فروخت کنندہ دودھ یا اون حوالہ کرے تب بھی درست قرار نہ دیں گے اور اس عقدِ بیع کے صحیح نہ ہونیکا حکم کیا جائیگا (بحر الرائق) جانوروں کے گابھن کرانے کی بیع باطل و کالعدم ہوتی ہے (شرح طحاوی)، بالیوں کے اندر موجود گندم کا فروخت کرنا ناپ کر اور وزن

کر کے دونوں طریقے سے درست و جائز ہے خواہ ابھی تک دانے سخت نہ بھی ہوئے ہوں۔ (قنیہ)

"بیع مزابنہ" کو ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ بیع مزابنہ یہ ہے کہ درخت پر لگے ہوئے چھوہارے ٹوٹے ہوئے چھوہاروں کے بدلے انہیں کے پیمانہ کے مانند پر اندازہ و مقدار سے بیچے۔ "بیع محاقلہ" کو بھی ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ بیع محاقلہ یہ ہے کہ بالیوں کے گندم انہیں کے مانند پیمانہ پر اندازہ و مقدار سے گندم کے بدلے بیچے (نہر الفائق) ایسے گندم کا بھوسہ خریدنا درست و جائز نہ ہوگا اور اگر گندم روندے جانے کے بعد دانے نکالنے سے قبل خریدے تو اسے درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

"بیع ملامسہ" کو بھی جائز قرار نہیں دیا گیا۔ بیع ملامسہ یہ ہے کہ فروخت کنندہ اور خریدار کسی چیز کا معاملہ کریں اور دونوں اس بات کے اوپر متفق ہو جائیں کہ خریدار اسے چھولے تو فروخت کنندہ کی جانب سے بیع ہو جانے کا حکم ہوگا۔ کنکری پھینکنے کی بیع کو درست قرار نہیں دیا گیا۔ اس بیع کی صورت یہ ہے کہ کنکری پھینکے درآنحالیکہ اس جگہ کچھ کپڑے رکھے ہوئے ہوں۔ لہذا جب کپڑے کے اوپر کنکری لگے اور جا پڑے اسی کو خرید کردہ قرار دیا جائے۔ اسکے معین ہونے نہ ہونے سے حکم میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا اور نہ یہ فرق قابل اعتبار ہوگا۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ دونوں اول ثمن کے اوپر رضامند ہو جائیں۔ اسی طریقے سے "بیع منابذہ" کو بھی درست قرار نہ دیں گے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ ہر ایک اپنے کپڑے کو دوسرے کی جانب پھینکیں گے اور دونوں میں سے کوئی دوسرے کے کپڑے کو یہ سمجھ کر نہ دیکھے کہ یہ کپڑا پھینکنا گویا بیع ہے۔ (نہر الفائق)

گندم کے درخت کو گندم کے بغیر بیچنا درست ہے۔ (ظہیریہ) کوئی شخص موتی کا نام لئے بغیر سیپ خریدے تو درست ہے اور موتی کا مالک خریدار ہوگا۔ (خلاصہ) اگر کوئی شخص یہ چاہے کہ خربوزہ کے اندر کے بیج خریدے اور فروخت کنندہ بیج دے اور خربوزہ کا مالک خربوزہ کے تراشنے پر آمادہ ہو جائے تو اس بیع کو صحیح قول کے مطابق ناجائز و باطل قرار دیں گے (جواہر الاخلاطی) زیتون کے اندر کے تیل، تل کے تیل اور چھوہارے کے اندر کی گٹھلی کا بھی یہی حکم ہوگا۔ اور فروخت کنندہ اسے خریدار کے حوالہ کر دے تب بھی اسے درست و جائز قرار نہ دیں گے۔ (حاوی)

کوئی شخص کسی جلاہے کو اپنا سوت دے کہ تو میرے لئے اپنے پاس سے ریشمی تار ملا کر عمامہ بُن دے اور وہ کہنے کے مطابق بُن دے۔ اس کے بعد وہ شخص اس سے عمامہ میں لگایا گیا ریشم خریدے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (قنیہ) "عیون" کے اندر لکھا ہے کہ اگر بیت کے اندر رکھا ہوا ایسا مٹکا جو دروازہ توڑے بغیر نکالا نہ جا سکتا ہو بیچے تو درست ہے اور بیچنے والے پر دباؤ ڈالیں گے کہ بیت سے نکال کر وہ مٹکا حوالہ کرے اگر خریدار اس سے آگاہ ہو کر فروخت کنندہ کو بیت کے اندر مٹکا خریدار کے حوالہ کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ لہذا اگر وہ توڑے بغیر قادر نہ ہو تو اسے نکالنے کا نہیں بلکہ توڑے گا۔ بعض کے نزدیک اس بیع کو باطل و کالعدم قرار دیا جائے گا۔ (مختار الفتاویٰ)

کوئی شخص خاص کپاس کے دانوں کو بیچے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ منتقی کے اندر موجود ہے کہ فقیہ ابو اللیث رحؒ نے جواز بیع کو اختیار کیا ہے۔ (خلاصہ) کوئی شخص جانور کی اوجھ اور کھال کو ذبح سے قبل بیچے تو درست قرار نہ دیں گے۔ لہذا اگر اس کے بعد فروخت کنندہ ذبح کر کے اوجھ الگ کر کے خریدار کے حوالہ کر دے تو عقد بیع کو جائز قرار دینے کا حکم نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص چھت میں پڑا ہوا شہتیر یا ایک کپڑے میں سے ایک گز کسی متعین طرف سے یا کسی یا کسی لکڑی کی مخصوص جگہ میں سے ایک گز یا تلوار کی ایسی چاندی کہ بلا تلوار میں نقص آئے نہ چھوٹ سکتی ہو یا نصف خام (غیر پختہ) کھیتی یا ایسی کھیتی جو دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو کہ ایک شریک اپنے حصہ کو اپنے شریک کے علاوہ کسی اور شخص کے ہاتھ بیچے تو بیع کی ان سب صورتوں کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔

لہذا اگر فروخت کنندہ چھت سے شہتیر کو اکھاڑتے یا ایک گز لکڑی یا کپڑے میں سے کاٹنے یا تلوار کی چاندی علیحدہ کرنے یا وہ کھیتی جس کا وہ کلیتًا مالک تھا۔ کاٹنے پر آمادہ و رضامند ہو جائے تو خریدار کو اس سے قبل کہ فروخت کنندہ اس طرح کا کوئی کام کرے بیع کے فسخ و ختم کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ لہذا اگر خریدار کے فسخ و ختم کرنے سے قبل فروخت کنندہ ان کاموں میں سے کوئی کام کرے تو عقد بیع کے خریدار کے ذمہ لازم ہونے کا حکم ہوگا اور اسے حق حاصل نہ ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (حاوی) متفقہ طور پر یہ سب کے نزدیک ناجائز ہے کہ دیوار میں سے (محض) شہتیر رکھنے کے مقام کو فروخت کیا جائے گا۔ (مختار الفتاوٰی)

انگوٹھی کے اندر جڑے ہوئے نگینہ کو فروخت کرنے کی دو شکلیں ہیں (۱) اگر نگینہ نکالنے سے انگوٹھی کو نقصان پہونچتا ہو تو بیع درست و جائز نہ ہوگی۔ اور انگوٹھی پر اگر خریدار قابض ہو تو امانت شمار ہوگی اور اسکے قبضہ میں رہتے ہوئے تلف ہو جانے کی صورت میں اس پر کوئی تاوان لازم نہ ہوگا۔ (۲) اگر انگوٹھی کا نگینہ نکالنے میں کسی نقصان کا خطرہ نہ ہو تو درست ہے۔ اور اس شکل میں اگر انگوٹھی اسکے پاس سے تلف ہو گئی تو اسکے اوپر نگینہ کی قیمت کا وجوب ہوگا۔ (خلاصہ)

(نوادر ابن سماعہ) کے اندر ہے کہ میں نے امام محمد رحؒ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص انگوٹھی میں لگا جڑا ہوا) نگینہ یا چھت میں لگے ہوئے ایک شہتیر کو بیچے اور دونوں میں ہو جائے گا یا اس بیع کے موقوف رہنے کا حکم ہوگا۔ تو امام محمد رحؒ فرماتے ہیں کہ اسکے الگ کرنے سے قبل بیع کے موقوف رہنے کا حکم ہوگا۔ اور خریدار مالک نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ فروخت کنندہ کو اسکے اندر اختیار حاصل رہے گا کہ اگر مرضی ہو تو حوالہ کر دے اور مرضی نہ ہو تو حوالہ نہ کرے یعنی امام محمد رحؒ نے بیچی جانے والی شے کے اکھاڑنے سے قبل کی حالت کی جانب اشارہ کیا۔ اور جب اسکے اکھاڑنے کے باعث ایسی حالت ہو جائے کہ فروخت کنندہ حوالہ کرنے سے انکار ممکن نہ رہے تو خریدار مالک قرار

دیا جائے گا۔ اگر خریدار اس کے اندر نزاع نہ کرے حتیٰ کہ فروخت کنندہ کامل انگوٹھی یا بیت کسی اور کے ہاتھ بیچ دے اور اسکے حوالہ کردے تو امام محمد رح فرماتے ہیں کہ یہ دوسری بیع بیع اول کو توڑنے والی قرار دی جائے گی۔ (محیط)

منتقی کے اندر اس جنس کے مسائل کیلئے ایک کلی قاعدہ بیان کیا ہے کہ جن اشیاء میں ہم فروخت کنندہ کے اوپر یہ دباؤ دے سکتے ہوں کہ خریدار کے حوالہ کردے اور خریدار اس بیع کے باعث اسکے اوپر قابض ہوجائے اور وہ چیز تلف ہوگئی ہو تو وہ خریدار کے ذمہ لازم ہونے کا حکم ہوگا اور وہ اشیاء جن کے اندر ہم خریدار کے حوالہ کرنے کے بارے میں فروخت کرنے والے پر دباؤ نہیں ڈال سکتے اور اسے مجبور نہیں کرسکتے اور فروخت کنندہ اسکے حوالہ کردے تو خریدار کو قبضہ کرنے والا قرار نہ دیں گے۔ اور تلف ہوجانے کی شکل میں اسکے اوپر ضمان کا وجوب ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص بستر میں بھرے ہوئے کچھ صوف (اون) کو بیچے اور فروخت کنندہ اسکے ادھیڑنے پر آمادہ نہ ہو لہٰذا اگر اسکے ادھیڑنے میں نقصان واقع ہوتا ہو تو جائز قرار نہ دیں گے۔ اور نقصان نہ ہونے کی صورت میں جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ لہٰذا اگر ادھیڑنے کے بارے میں فروخت کنندہ اور خریدار دونوں میں اختلاف رائے ہو تو فروخت کنندہ پر تھوڑا سا ادھیڑ کر خریدار کو دکھانا لازم ہوگا۔ لہٰذا اگر خریدار اسے دیکھ کر رضامند ہوجائے۔ تو باقی ادھیڑنے کے لئے بھی فروخت کنندہ کو مجبور کریں گے۔

اسی طریقے سے زمین کے اندر گاجر کی بیع کا بھی یہی حکم ہوگا۔ (خلاصہ) دوکان کی اندرونی عمارت اور زمین کے درختوں کی بیع کے جواز کی شرط یہ قرار دی گئی ہے کہ اسے یا انھیں علیحدہ کرنے سے فروخت کنندہ کی ملکیت کو نقصان نہ پہونچتا ہو۔ (قنیہ)

ابن سماعہ رح فرماتے ہیں کہ امام محمد رح سے میں نے عرض کیا کہ اگر فرض کیجئے میں ایک شہتیر غصب کروں اور اسے ایک بیت (کمرہ یا مختصر گھر) کی چھت میں لگاؤں یا میں کچھ بھی اینٹوں کو غصب کرکے اس سے ایک دار بناؤں یا میں ایک چوکھٹ غصب کرکے اسے ایک دروازہ میں لگاؤں۔ اس کے بعد میں اس بیت یا دار یا دروازوں کو بیچ دوں تو کیا اس طرح کی بیع آپ کے نزدیک درست وجائز ہوگی۔ اور خریدار کو اس غصب سے آگاہ ہونے پر کیا لوٹانے کا حق ہوگا۔ تو امام محمد رح نے جواباً فرمایا کہ اس بیع کو درست قرار دیں گے اور خریدار کو لوٹانے کا حق حاصل نہ ہوگا (محیط)

کوئی کاشتکار کسی شخص کی زمین میں عمارت رکھتا ہو لہٰذا اگر وہ کوئی عمارت بنائے یا اسکا وہاں درخت تھا۔ تو درست ہے مگر شرط یہ ہے کہ زمین اسکو باقی رکھنے کی شرط نہ کی گئی ہو اگر کھیت کی گوڑائی (نولانا یا نہر کی کھدائی (وقیام) وغیرہ کی شرط ہو تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ)

اگر خرید کردہ شے کوئی دار یا زمین ہو اور وہ دو آدمیوں کے درمیان مشترک اور غیر تقسیم شدہ ہو

اسکے بعد ان دونوں میں سے ایک شخص ایک معین قطعۂ زمین یا معین بیت بیچ دے تو اس بیع کو درست وجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ نہ اس کے حصہ کی بیع کو درست قرار دیں گے اور نہ اسکے شریک کی حصہ کی بیع درست قرار دیجائے گی۔ اسکے برعکس اگر وہ زمین یا دار میں سے اپنے پورے حصہ کو بیچ دے تو بیع کے درست قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (شرح طحاوی) پانی پینے (اور سیراب کرنے) کے راستے کو نہ ہبہ کرنا درست ہے اور نہ فروخت کرنا۔ اور وقتہ کے (مخصوص) راستہ کو ہبہ کرنا اور فروخت کرنا درست وجائز نہ ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص اس طرح کی باندی کو جو حاملہ ہو اور جس کے بارے میں وصیت کیجا چکی ہو کہ اسکے ہونے والا بچہ فلاں آدمی کو عطا کیا جائے۔ ایسی باندی کو بیچ ڈالے اسکے بعد وہ شخص جسے بچہ عطا کرنے کی وصیت کیجا چکی ہو اجازتِ بیع عطا کر دے پھر خریدار کے باندی پر قابض ہونے کے بعد باندی بچہ کو جنم دے تو اس صورت میں بچہ کی وصیت کئے گئے شخص کو باندی کے ثمن میں سے کچھ نہ ملنے کا حکم ہوگا۔ اور اگر باندی خریدار کے قابض ہونے سے قبل بچہ کو جنم دے تو ثمن میں سے اسکو حصہ ملنے کا حکم کیا جائیگا البتہ اگر قابض ہونے سے قبل بچہ موت کی آغوش میں سوجائے تو کوئی حصہ ملنے کا حکم نہ ہوگا اور اگر قابض ہونے سے قبل بچہ کو جنم دے اور وہ شخص جسے بچہ دئے جانے کی وصیت کی گئی ہو اجازتِ بیع نہ دے یا بچہ کو حلقۂ غلامی سے آزاد کر دے تو اس صورت میں خریدار باندی کو اسکے ثمن کے حصہ کے بدلے لے گا۔ یا باندی بچہ کو جنم دینے کے بعد اس شخص کے اجازت دینے کو کسی حالت میں درست قرار نہ دیں گے۔ (تاتارخانیہ)

اگر خرید کردہ شے میں سے ایسی شے مستثنیٰ کیجائے کہ جسے علیحدہ فروخت کرنا درست ہو تو مستثنیٰ کرنے کو درست قرار دیں گے۔ لہٰذا اگر کوئی شخص ایک ڈھیر بیچے لیکن اس میں سے ایک صاع مستثنیٰ کر دے یا اسطرح کہے کہ میں اس تیل یا شہد کے مٹکہ کو بیچتا ہوں لیکن دس سیر اسی طریقہ سے۔ مگر ایسی عددی اور شمار کیجانے والی اشیاء میں سے مستثنیٰ کرے جو باہم قریب قریب ہوں تو بیع کو درست وجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر خرید کردہ شے میں سے ایسی چیز کو مستثنیٰ کرے کہ جسکا علیحدہ فروخت کرنا جائز نہ ہو تو استثناء کرنے کو درست قرار نہ دیں گے مثلاً کوئی باندی حمل کے بغیر یا کوئی بکری کسی عضو کو مستثنیٰ کر کے یا کوئی بکریوں کا گلہ ایک بکری کو مستثنیٰ کر کے یا تلوار پر ایسی چڑھی ہوئی چاندی جو بلا نقصان پہ ہو بچائے اتر سکتی ہو فروخت کرے تو اس بیع کے درست نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

کوئی شخص کسی دار یا عمارت کو اسکی کوئی لکڑی مستثنیٰ کر کے فروخت کرے یا پختہ اینٹیں یا مٹی اور کچی اینٹوں کو مستثنیٰ کر دے۔ تو اسے درست قرار دیں گے۔ مگر شرط یہ ہے کہ خریدار اسے توڑ ڈالنے ہی کیلئے خریدے (قنیہ) کوئی شخص درخت لگے ہوئے پھلوں کو بیچے۔ لیکن ان میں چند متعین رطل کا استثناء کرے تو درست وجائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اگر پھل درخت پر لگے ہوئے

نہیں بلکہ ٹوٹے ہوئے ہوں اور ایک صاع مستثنیٰ کر کے باقی سب کو بیچ دے تو اسکو درست قرار دینگے مشائخ فقہاء فرماتے ہیں کہ یہ عدم جواز کی روایت امام حسن ابن زیاد رح کی ہے طحاوی رح بھی یہی فرماتے ہیں کہ روایت کے ظاہر کے مطابق یہ صورت درست ہونی چاہئے۔ کوئی شخص ایک کھجور کے باغ کو بیچے اور اس باغ میں سے ایک معین درخت کو مستثنیٰ کرے تو اسے درست قرار دینگے (سراج الوہاج)

اگر سو دراہم کے بدلہ ایک ڈھیر اسکے دسویں حصّہ کو مستثنیٰ کر کے فروخت کرے تو خریدار کو اس کا نو دسواں حصّہ ملنے کا حکم ہوگا۔ اگر فروخت کنندہ کہے میں اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ اسکے دسویں حصّہ کا مالک میں ہی رہوں گا۔ تو خریدار کو اسکا نو دسواں حصّہ ثمن کے نو دسویں حصّہ کے بدلے ملنے کا حکم ہوگا۔ امام محمد رحمۃ سے اسکے برعکس منقول ہے یعنی دونوں شکلوں میں پورے ثمن کے بدلہ ملنے کا حکم کیا جائے گا۔ امام ابو یوسف رح سے منقول ہے اگر کوئی شخص کہے کہ میں ان سو بکریوں کو تیرے ہاتھ سو دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ اس بکری کا میں ہی مالک رہوں گا۔ یا یہ بکری میرے لئے ہی رہے گی۔ تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ یہ سو بکریاں تیرے واسطے سو دراہم کے بدلہ اسکے نصف کے بغیر ہیں تو نصف بکریوں کو سو دراہم کے بدلہ قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ اگر کہے کہ اس کی نصف میرے لئے رہیں گی تو خریدار کو اس کی نصف پچاس دراہم میں ملنے کا حکم کیا جائے گا (محیط)

اگر کچھ بکریوں یا کپڑے کے گٹھڑ کو سو دراہم کے بدلے بیچے اور اس میں سے ایک غیر معین کو مستثنیٰ کرے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر معین کا استثناء کرے تو اسے جائز قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (خلاصہ) یہی حکم ہر ایسی شمار کیجانے والی اشیاء کا ہوگا جن میں باہم فرق ہو (فتح القدیر)

کوئی شخص ایسی باندی کی بیع کرے کہ جس کے پیٹ کے بچہ (حمل) کو حلقۂ غلامی سے آزادی عطا کردی گئی ہو۔ درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اس مسئلہ کی نظیر گیارہ مسائل اور ہیں وہ حسب ذیل ہیں (۱) عقدِ بیع اور مستثنیٰ کرنا دونوں درست ہوں۔ اسکی صورت یہ ہے کہ باندی عطا کرنے کی کسی شخص کے بارے میں وصیت کرے مگر اسکے حمل کو مستثنیٰ کردے۔ یا حمل کو عطا کرنے کی وصیت کرے اور باندی کو مستثنیٰ کردے تو اس استثناء کو صحیح قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔

چار مسائل اسکے اندر وہ ہیں کہ جن کے اندر عقدِ بیع اور استثناء دونوں کو فاسد قرار دیا جاتا ہے۔ اسکی صورت یہ ہے کہ اگر کوئی کسی باندی کو بیچے یا اسے مکاتب بنائے یا اجرت کے اوپر دے یا اسکے ذریعے کو قرض کے بارے میں طے کرنے اور صلح کرلے اور اسکے حمل کو مستثنیٰ کردے تو ان سب معاملاتِ بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ چھ صورتیں اسکے اندر ایسی ہیں کہ جن کے اندر عقدِ بیع درست اور استثناء کرنا باطل و کالعدم ہوگا۔ اس کی شکل یہ ہے کہ اگر کوئی شخص باندی کو صدقہ یا ہبہ کر کے حوالہ کردے یا اسے مہر میں دیدے یا قصداً و عمداً

قتل کرنے کی دیت (مالی تاوان) اور صلح کے طور پر اسے دے یا عورت اپنے شوہر سے خلع کرانے کے سلسلہ میں دیدے یا اس باندی کو حلقۂ غلامی سے آزاد کردے اور ان شکلوں میں اس کا حمل مستثنیٰ کردے تو ان تمام عقود بیع کے اندر استثناء کو باطل قرار دینے اور معاملات وعقود بیع کے نافذ وجاری ہونیکا حکم ہوگا۔ (محیط سرخسی)

"امالی" کے اندر امام محمد رح سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں تجھے یہ غلام ہزار دراہم کے بدلہ بیچتا ہوں۔ لیکن نصف اس غلام کا پانچ سو دراہم میں تو کامل غلام کی بیع ایک ہزار پانچ سو دراہم میں درست وجائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقے سے اگر کہے لیکن اس غلام کا نصف سو دراہم میں فروخت کیا۔ تو کامل غلام خریدار ایک ہزار ایک سو دراہم میں ملنے کا حکم ہوگا۔ "امالی" میں امام محمد رح سے یہ بھی منقول ہے۔ کہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم میں اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ میرے لئے اس کا نصف تین سو دراہم کے بدلہ یا تہائی ثمن یا سو دیناروں کے بدلہ رہے گا تو ان تمام شکلوں میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص کسی خاص راستے کے بقیہ کو اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ فروخت کنندہ کو اس میں جانے کا حق باقی رہے گا۔ تو اس بیع کو درست قرار دیں گے۔ اسی طریقے اگر دار کا مالک بیچے کے مکان کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ اسے یہ حق ہوگا کہ وہ اسکے اوپر بالاخانہ برقرار رکھے تو اسے درست وجائز قرار دیں گے۔ (ظہیریہ)

ابن سماعہ رح اپنے نوادر کے اندر امام محمد رح سے نقل کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اس دار کو تیرے ہاتھ بیچتا ہوں لیکن اس میں کے اس راستہ کو اس مقام سے دار کے دروازوں تک مستثنیٰ قرار دے۔ اور اس کے طول وعرض کو بیان کردے اور اسکی اپنے یا کسی اور کیلئے شرط لگالے تو اس بیع کو درست وجائز قرار دیں گے۔ اور ذکر کردہ ثمن راستہ کے علاوہ باقی سارے دار کا ہوگا۔ اگر دار فروخت کرتے ہوئے یہ شرط لگالے کہ اس میں ایک راستہ کا مالک فروخت کنندہ رہے گا۔ اور اسکے طول وعرض کو بیان کردے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میں اپنے اس دار کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ اس معین بیت (کمرہ یا مختصر گھر) کا مالک میں رہوں گا۔ تو اسے درست وصحیح قرار نہ دینے کا حکم کیا جائیگا اور اگر اس طرح کہے کہ میں اس بیت کے علاوہ فروخت کرتا ہوں۔ تو بیع درست ہوگی۔ اگر کہے کہ میں اس دار کو اس کی عمارت کے فروخت کرتا ہوں تو بیع کو جائز قرار دیں گے۔ اور تعمیر کو بیع میں داخل قرار نہ دیں گے۔ کوئی شخص زمین بیچے اور اس زمین میں سے ایک درخت اسکے قیام کی جگہ سمیت مستثنیٰ کردے تو بیع کو درست وجائز قرار دیں گے۔ اور خریدار کو یہ حق حاصل ہوگا کہ اس درخت کی شاخیں اپنی اس زمین وجگہ میں نہ لٹکنے دے جس کے کہ وہ مالک ہے (بحر الرائق)

بحوالہ حسن ابن زیاد "کتاب الاخلاف" میں امام ابو یوسف رح اور امام زفر رح سے منقول ہے کہ اگر کوئی

کوئی شخص کسی سے کہے کہ میں اس گھر کو تیرے ہاتھ سو گز کے علاوہ ہزار دراہم میں بیچتا ہوں تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ بیع درست ہوگی اور خریدار کو حق حاصل ہوگا۔ جبکہ وہ دار کے سارے گزوں (اسے یہ معلوم ہو کہ) دار کل کتنے گز ہے) کی پیمائش سے آگاہ ہو۔ لہذا اسے یہ حق ہوگا کہ اگر رضا مند ہو تو فروخت کنندہ خریدار کے ساتھ دار میں سو گز کا شریک شمار ہوگا۔ اور خریدار نہ رضا مند ہوگا۔ تو بیع کو ترک کر دینے اور معاملۂ بیع سے باز آجانے کا حکم کیا جائے گا (محیط)

کوئی شخص کہے کہ میں تیرے یہ کھانا ہزار دراہم میں اسکے اندر سے دس قفیز مستثنی کر کے بیچتا ہوں تو امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ اور امام ابو یوسف رح فرماتے ہیں کہ بیع درست ہوگی اور اس میں سے دس قفیز نکالے جانے کے بعد خریدار کو (واپسی یا عدم واپسی کا) حق حاصل ہوگا۔ کوئی شخص کسی شے کو سو دیناروں کے بدلہ ایک دینار کو مستثنی کر کے فروخت کرے تو بیع کے ننانوے دیناروں پر ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ (بحر الرائق)

فصل دہم۔ ایسی دو اشیاء بیچنے کا ذکر کہ جنمیں سے ایک کی بیع درست ہی نہ ہو، اور فروخت کردہ شے جتنے میں فروخت کی ہو اس سے کم کے اوپر خریدنے کا ذکر!!!

جو شخص آزاد اور غلام دونوں کو اکٹھا کر کے بیچے تو امام ابو حنیفہ رح فرماتے ہیں کہ دونوں کی بیع کے باطل ہونیکا حکم ہوگا۔ چاہے ہر ایک کے ثمن کو الگ ذکر کر دیا ہو یا نہ ذکر کیا ہو۔ امام ابو یوسف رح وامام محمد رح فرماتے ہیں کہ اگر ہر ایک کے ثمن کو الگ الگ ذکر کرے تو غلام اور ذبح کردہ بکری کی بیع کو درست وجائز قرار دینے کا حکم ہوگا (کافی)

کوئی شخص کھال کھینچی ہوئی ذبح شدہ دو بکریوں کو خریدے، اسکے بعد ایک بکری کے متعلق معلوم ہو کہ وہ کسی مجوسی (آتش پرست) کی ذبح کی ہوئی ہے یا کسی ایسے مسلمان کی ذبح کردہ ہے جس نے اسکے اوپر عمداً اور قصداً اللہ تعالی کا نام نہیں لیا تو ہمارے نزدیک ایسے ذبیحہ اور مردار دونوں کے اندر کوئی فرق باعتبار حکم نہ ہوگا (مبسوط)، اگر کوئی شخص خالص غلام و مدبر یا ام ولد یا مکاتب کو اکٹھا کرے یا اپنے دوسرے غلام کو اکٹھا کر کے بیچے تو خالص غلام کی بیع کو اسکے حصۂ ثمن کے بدلہ جائز قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور جو وقت اور ملکیت کو اکٹھا کرے اور ثمن کی کوئی تفصیل نہ کرے تو زیادہ صحیح

قول کے مطابق مالکیت کی بیع درست وصحیح ہوگی (کافی)

کوئی شخص سرکہ کے دو مٹکوں کو خریدے۔ اس کے بعد پتہ چلے کہ ایک مٹکہ شراب کا ہے لہذا اگر دونوں کے ثمن کو الگ الگ بیان نہ کرے تو دونوں کے عقدِ بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا اگر علیحدہ علیحدہ ذکر کردے، تب بھی امام ابوحنیفہ رح فسادِ بیع کا حکم فرماتے ہیں۔ امام ابو یوسف رح وامام محمد رح فرماتے ہیں کہ سرکہ کی بیع کے درست وجائز ہونے کا حکم ہوگا۔ (ذخیرہ)

کوئی شخص دو غلاموں کو خریدے۔ اور ایک غلام کے اوپر قابض ہوجائے اور دوسرے کے اوپر قابض نہ ہو حتیٰ کہ دونوں غلام کسی شخص کے ہاتھ ہزار دراہم میں اس طریقہ سے فروخت کردے کہ ہر غلام کی قیمت پانچ سو دراہم ہو تو اس صورت میں قبضہ کی گئی شے کی بیع کے درست وجائز ہونے کا حکم کیا جائے گا۔ اور غیر قبضہ کردہ شے کی بیع کے درست وجائز نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ (محیط)

کوئی شخص ایک غلام کو خریدے اور اسکے اوپر قابض ہونے سے قبل اپنے غلام کے ساتھ ملاکر بیچے تو اس صورت میں امام ابوحنیفہ رح امام ابویوسف رح وامام محمد رح تینوں کے نزدیک فقط اسکے غلام کی بیع کے درست ہونیکا حکم کیا جائیگا (خلاصہ)

کوئی شخص کسی فروخت کنندہ سے ایک غلام ہزار دراہم کے بدلہ خریدے اور اسکے اوپر قابض ہوجائے اور قیمت کی ادائیگی نہ کرے حتیٰ کہ وہ غلام اپنے ایک غلام کے ساتھ ملاکر اسی فروخت کے ہاتھ ہزار دراہم کو اسی تفصیل کے ساتھ کہ ہر غلام پانچ سو دراہم کا ہو بیچ دے تو اسکے غلام کے بیع کے درست وجائز ہونیکا حکم ہوگا۔ اور خرید کردہ غلام کی بیع کے درست نہ ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ (ذخیرہ)

(منتقی) کے اندر کہ کوئی شخص ایک دار اور ایک مسلمان کا راستہ جو حد شدہ اور متعین ہو دونوں کو ملاکر خریدے۔ اس کے بعد خریدار کے قابض ہونے کے بعد راستہ کا حق ثابت کیا جائے لہذا اگر وہ راستہ دار کے ساتھ ملا ہوا ہو تو خریدار کو حق ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو دار کو لوٹادے ورنہ اسکے حصہ، ثمن کے بدلہ لیلے۔ اور اگر راستہ اس سے الگ ہو تو خریدار کو حق نہ ہوگا۔ اور دار اپنے حصہ ثمن کے بدلہ خریدار کے ذمہ پڑجائے گا۔ اگر راستہ اس طریقہ سے حد بندی کیا ہوا نہ ہو اور اس کی مقدار وحد کا پتہ نہ چل سکے تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر دار کے ساتھ کسی مخصوص مسجد (جو عام جماعت کے واسطے نہ ہو) ملاکر خریدلے تو اس کے حکم اور معین راستہ کا حکم یکساں ہوگا اگر ایسی مسجد ہو جو عام جماعت کیلئے ہو تو سب کی بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ کیونکہ جامع مسجد کی بیع ناجائز وحرام ہے۔

اسی طریقہ سے اگر وہ مسجد منہدم ہوچکی ہو یا صرف میدان ہو جسکے اندر کسی قسم کی عمارت نہ ہو لیکن حقیقتاً وہ جامع مسجد ہی ہو، تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ اگر زمین دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو

اور دونوں شریکوں میں سے ایک شریک مکمل زمین اپنے شریک کے ہاتھ بیچ دے تو امام ظہیر الدین مرغینانی رح فرماتے ہیں کہ بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر وہ شخص جس کے اوپر دعویٰ کیا گیا ہو (مدعی علیہ) دعویٰ کرنے والے (مدعی) کے دعویٰ پر ایک ایسے دار کے اوپر صلح کرلے جو دونوں کے درمیان مشترک ہو تو اس شکل میں بھی یہی فرماتے ہیں کہ صلح کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا

کوئی شخص ایک غلام کو خرید کر پانچ سو روپئے تو نقد ادا کرے اور پانچ سو روپے جو اس شخص کے فلاں شخص کے اوپر قرض ہوں، ثمن میں ٹھہرائے یا پانچ روپے کی مدت ادائیگی اس طرح مقرر کرے کہ جسوقت عطا ہوں (کوئی دے اور ملیں) تو دیدوں گا تو قدوری اپنی شرح کے اندر بیان کرتے ہیں کہ سب کی بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (محیط)

کوئی شخص دوسرے سے ایک حد کردہ و معین زمین دس دراہم اور ایسے ہزار من گندم کے بدلہ خریدے جس کے وصف کو ذکر کر دیا ہو مگر گندم کی ادائیگی کا مقام بیان نہ کرے تو گندم کے حصہ کی بیع مقام ادائیگی بیان نہ کرنے کی وجہ سے امام ابوحنیفہ رح کے قول کی رو سے باقی کی طرف پہونچے گا یا نہیں تو امام ابوحنیفہ رح کے قول کی رو سے شیخ فرماتے ہیں کہ فساد بیع اور اسکا اثر باقی کی جانب نہ پہونچنا چاہیئے (ذخیرہ)

کوئی شخص دوسرے کے ہاتھ اپنے آپ کسی شے کو بیچے یا اس کی جانب سے اس کا وکیل فروخت کرے اور خریدار نے ابھی تک ثمن کی ادائیگی نہ کی ہو۔ اور خرید کردہ شے (مبیع) کے اندر کسی قسم کا نقصان بھی نہ آیا ہو تو ایسی صورت میں اس خریدار یا اس خریدار کے وارث سے فروخت کرنا یہ درست نہ ہوگا اور نہ اس شخص سے جسے ہبہ کیجائے یا اسکے واسطے وصیت کیجائے فروخت کنندہ کو یہ درست نہ ہوگا اور نہ اس کی جانب سے اس کی خاطر کسی ایسے قریبی (رشتہ دار) کیلئے درست ہے کہ جس کی شہادت اسکے حق میں قابل قبول نہ ہو کہ جتنے میں فروخت کی اسکی جنس سے اس سے کم قیمت کے اوپر اپنے لئے یا دوسرے کیلئے خریدار کے قیمت ادا کرنے سے قبل خریدے۔ اس موقع (جگہ) پر اور شفعہ میں دراہم و دینار کو ایک ہی جنس میں شمار کیا جاتا ہے۔ (کافی)

اگر خریدار پر ثمن کی ادائیگی کے سلسلہ میں کچھ باقی رہ گیا ہو تب بھی یہی مذکورہ برقرار رہے گا (محیط)

فتاویٰ عتابیہ کے اندر موجود ہے کہ اگر اوّل اسے دیناروں کے بدلہ بیچے اسکے بعد دراہم کے بدلہ کم قیمت میں خریدے تو درست و جائز نہ ہوگا۔ اور اوّل اسے دیناروں کے بدلہ کم قیمت میں خریدے تو درست و جائز نہ ہوگا۔ اگر اوّل اسے دیناروں کے بدلہ خریدے اسکے بعد چاندی کے ستر دن لنگر دوں کے بدلہ کمی کے ساتھ خریدے تو اسے درست قرار دیں گے۔ اگر پیسوں کے بدلہ کمی کے ساتھ خریدے تو امام محمد رح کے قول کی رو سے اسکو ناجائز قرار دینے کا حکم کیا جائیگا (تاتارخانیہ)

اگر دوسری جنس کو ثمن کے بدلہ خریدے یا عیب دار ہونے کے بعد خریدے تو اسکو درست

و جائز قرار دیں گے ۔ (تہذیب) ایسی شکل اگر ثمن اوّل کی ادائیگی سے قبل یا ادائیگی کے بعد اضافہ کے ساتھ خریدے تو درست قرار دیں گے۔ اور اگر نرخ میں کمی واقع ہو گئی ہو اور خرید کردہ شے (مبیع) اس نرخ کے باعث گھٹ گئی ہو۔ اور پھر فروخت کنندہ اسے جتنے میں فروخت کر چکا ہو اس سے کم کے اوپر خریدے تو اسے ناجائز قرار دیں گے اور نرخ لائقِ اعتبار نہ ہوگا۔ (خلاصہ)

اگر فروخت کنندہ نصف ثمن کے اوپر قابض ہو جائے پھر نصف کو نصف ثمن سے کم پر خریدے تو اسے ناجائز قرار دیں گے۔ اگر فروخت کنندہ (اپنے قرض خواہ کو) خریدار پر حوالہ کر دے کہ وہ اس سے رقم لے لے اور خریدار منظور کر لے، اس کے بعد اسے کمی کے ساتھ خریدے تب بھی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (قنیہ)

اگر خریدار اسے کسی شخص کے ہاتھ بیچ دے۔ اسکے بعد پہلا فروخت کنندہ دوسرے خریدار سے جتنے میں فروخت کر چکا ہو اس سے کم کے اوپر خریدے تو درست قرار دیں گے۔ اگر وہ شے پہلے خریدار کے پاس کسی ایسی وجہ سے لوٹ گئی ہو کہ جس کے باعث وہ بیع تمام لوگوں کے حق میں فسخ و ختم شمار ہوتی ہو تو پہلے فروخت کنندہ کی خریداری کو کمی کے ساتھ درست و جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر کسی ایسی وجہ سے لوٹی ہو کہ جس کے باعث بیع صرف ان دونوں کے حق میں ختم و فسخ بیع کا اور تیسرے شخص کے حق میں جدید بیع کا حکم رکھتی ہو تو پہلے فروخت کیلئے اسے اس رقم سے کم میں جتنے میں وہ فروخت کر چکا تھا خرید لینا درست ہوگا۔ (محیط)

"فتاوی عتابیہ" کے اندر لکھا ہوا ہے کہ اگر فروخت کنندہ ثمن کے اوپر قابض ہو جائے۔ اس کے بعد اسے اس ثمن سے کم کے اوپر خریدے تو درست ہے اور اگر وہ دراہم کھوٹے ہونے کی وجہ سے لوٹا دے، تو برقرار رہے گا۔ اور بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم نہ ہوگا۔

اسی طریقہ سے اگر فروخت کرنے والا خریدار سے ایک کپڑے پر ثمن کے سلسلہ میں صلح کرے اور فروخت کنندہ اس کے اوپر قابض ہو جائے۔ اس کے بعد اس شے کو کمی کے ساتھ خریدے اس کے بعد کپڑے کے اندر کوئی عیب نظر آئے اور وہ عیب کے باعث لوٹا دے تو خرید کے فاسد نہ ہونیکا حکم ہوگا۔

اگر فروخت کرنے والا دراہم کو ستوق[1] پائے تو خرید کو فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر وہ شے جو فروخت کنندہ بیچ چکا ہو اس کا باپ یا بیٹا کمی کے ساتھ اپنی خاطر خریدے تو یہ خریداری فروخت کنندہ کی حیات اور مرنے کے بعد بہر صورت درست ہوگی۔ اگر مضارب[2] بیچے، اسکے بعد مال والا کمی کے ساتھ خریدے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے بچا ہے اس میں نفع بھی کیوں نہ ہو۔ اگر

---

[1] ایسے سکے جن میں پیتل غالب ہو ۱۲

[2] مضاربت کرنے والا کہ اس کی طرف سے محنت اور دوسرے کی طرف سے مال ہو ۱۲

کوئی شخص تنسو دراہم میں ایک غلام خریدے اور اسکے اوپر قابض ہو جائے۔ اسکے بعد فروخت کنندہ کے ہاتھ تین سو دراہم میں ایک باندی بیچے، اسکے بعد وہ یہ باندی سو دراہم اور غلام کے بدلے خریدے تو اس صورت میں نصف باندی کی بیع کو درست قرار دیں گے (تاتارخانیہ)

کوئی شخص ایک غلام ہزار دراہم ادھار کے اوپر بیچ دے اور کسی اجنبی وغیر شخص کیلئے خیار کی شرط کرے، اسکے بعد وہ اجنبی اجازت بیع عطا کر دے۔ اس کے بعد وہ اجنبی اس غلام کو پانچ سو دراہم میں ثمن کی ادائیگی سے قبل خریدے تو درست قرار دیں گے۔ اور اگر فروخت کرنے والے ہی خود خریدلے تو جائز نہ ہوگا۔ (سراجیہ)

اگر خریدنے والا خرید کردہ شے کسی کو ہبہ کر دے، اسکے بعد فروخت کنندہ اس خریدار سے کمی کے ساتھ خریدلے تو درست قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر خریدار کسی اور شخص کے ہاتھ بیچ دے اور اس کے بعد اس سے خریدلے پھر اپنے فروخت کنندہ کے ہاتھ جتنے میں وہ فروخت کر چکا تھا اس سے کم کے اوپر بیچ دے تو درست ہے۔

اگر خریدار زید کو مثلاً خرید کردہ شے ہبہ کر کے اسکے حوالہ کر دے، اسکے بعد اپنے ہبہ سے رجوع کرلے۔ پھر اپنے فروخت کنندہ کے ہاتھ کمی سے بیچے تو درست قرار نہ دیں گے۔ کوئی شخص اپنا غلام ہزار دراہم میں فروخت کرنے کی خاطر کسی کو وکیل بنائے اور وکیل اسے بیچ دے، اسکے بعد ثمن کی ادائیگی سے قبل وکیل یہ ارادہ کرے کہ یہ غلام اپنے لئے یا دوسرے کے حکم کے باعث اس کیلئے جتنی قیمت پر بیچا گیا ہے۔ اس سے کم پر خریدلے تو اسکو درست وجائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کوئی خالص غلام یا مکاتب یا مدبر غلام بیچے تو اسکے آقا کو کمی کے ساتھ خرید لینا جائز نہ ہوگا۔ (محیط)

اگر وہ اپنے آپ فروخت کرے اسکے بعد کسی اور شخص کو وکیل بنائے کہ وہ کمی کے ساتھ اسکو خریدلے تو امام ابوحنیفہ رح اسے درست وجائز قرار دیتے ہیں (خلاصہ)، فروخت کردہ شے کے ساتھ دوسری چیز ملا کر ثمن کی ادائیگی سے قبل کمی کے ساتھ خریدنے کے اندر اس دوسری شے کی بیع کو درست قرار دیں۔ جیسے ایک باندی پانچ سو دراہم میں خریدے اور اسکے ساتھ ایک اور باندی ملا کر دوسری باندی فروخت کنندہ کے ہاتھ ثمن کی ادائیگی سے قبل پانچ سو دراہم میں فروخت کرے تو غیر خرید کردہ باندی کی بیع کو درست قرار دیں گے اور خرید کردہ باندی کی بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (بحر الرائق)

قدوری کے اندر لکھا ہے کہ کوئی شے ایسی قیمت کے بدلہ جو فوری طور پر ادا کی گئی ہو بیچ کر پھر لے اسی قیمت کے بدلہ میعاد و مدت مقرر کر کے خریدے تو اسے جائز قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اگر ہزار دراہم سال بھر کے وعدہ پہ بیچے پھر یہ ہزار دراہم دو سال کے وعدہ پر خریدے تو اسے جائز قرار نہ دیں گے۔ اگر ثمن کے اندر ایک درہم یا اس سے زیادہ کا اضافہ کر دے تو درست ہے اور

ثمن ثانی (دوسری قیمت)، کا اضافہ اس نقصان وکمی کے مقابلہ میں قرار دیا جائے گا جو میعاد کے اضافہ کی وجہ سے ثابت ہوا (محیط)

باب دہم نمبر ۱۰ بیع کو فاسد کرنے والی شرطوں اور فاسد نہ کرنے والی شرائط کا بیان !!!

واضح رہے کہ بیع کے اندر کی گئی شرط یا تو اس طرح کی ہوگی جس کا عقدِ بیع تقاضا کرتا ہو اور چاہتا ہو۔ یعنی وہ شرط عقدِ بیع کے ساتھ شرط کے بغیر بھی لازم ہو جاتی ہو۔ لہٰذا ایسی شے کے شرط کرنے سے عقد کے اندر فساد نہیں آتا مثلاً فروخت کنندہ کے ذمہ یہ شرط لگا دینا کہ خرید کردہ شے خریدار کے حوالہ کر دے یا خریدار کے ذمہ یہ شرط لگا دینا کہ ثمن فروخت کنندہ کے حوالہ کر دے یا وہ اس طرح کی شرط ہوگی کہ عقدِ بیع اس کا تقاضا نہ کرتا ہو یعنی تا وقتیکہ شرط نہ کرے عقدِ بیع کے ساتھ وہ اپنے آپ لازم و واجب نہ ہو مگر یہ شرط اس عقدِ بیع کے ساتھ موزوں فرد ہو یعنی اس شرط کی بناء پر عقدِ بیع میں استحکام و مضبوطی پیدا ہوتی ہے۔ جیسے اس شرط کے ساتھ عقدِ بیع کے خریدار ثمن کا کوئی ضامن و کفیل دے اور کفیل و ضامن کا علم اشارہ کرنے یا نام لینے سے ہو اور وہ اس مجلس کے اندر موجود ہو اور وہ کفالت و ضمانت کو قبول کرے یا مجلس کے اندر موجود نہ ہو اور دونوں کے حاضر ہونے سے قبل حاضر ہو کر ضمانت کو قبول کرے تو اس صورت میں استحساناً بیع کے درست و جائز ہونے کا حکم ہوگا۔

اسی طریقے سے اس شرط کے ساتھ بیع کی جائے کہ خریدار ثمن کے بدلہ کچھ بطور رہن دے گا۔ اور اس رہن کا نام لینے یا اشارہ کرنے کے باعث علم بھی ہو (اور وہ متعین و نامزد ہو) تو اس صورت میں بھی استحساناً بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ عقدِ بیع رہن کو نہیں چاہتا لیکن عقدِ بیع کے سبب کی اور واجب کرنے والی چیز کی تاکید ضرور کرتا ہے۔ "منتقی" کے اندر موجود ہے کہ اگر رہن کی تعیین نہ کی گئی مگر اسکا نام لیا گیا ہے۔ لہٰذا اگر وہ رہن سامان (برتن وغیرہ) ہو تو اسے جائز قرار نہ دیں گے اور اگر ناپ کر یا تول کر اور وزن کر کے دیجانے والی شے ہو جسکے وصف کو ذکر کر دیا گیا ہو تو درست قرار دیں گے۔

اور اگر رہن کی تعیین کی گئی ہو اور نہ اس کا نام لیا گیا ہو اور دونوں کے درمیان محض یہ شرط طے پائے کہ خریدار ثمن کے بدلہ کچھ رہن کرے گا تو بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ البتہ اگر فروخت کنندہ اور خریدار دونوں اسی مجلس کے اندر اس رہن کی تعیین کر دیں اور خریدار الگ

ہونے سے قبل اسے فروخت کنندہ کے حوالہ کر دے یا یہ کہ خریدار ثمن کی فوری طور پر ادائیگی کر دے اور میعاد و مدت باطل و کالعدم کر دے تو اس صورت میں استحساناً بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم کیا جائیگا (میعاد)

اگر نہ کفیل متعین ہو اور نہ اسکا نام لیا جائے تو عقد بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ مگر اس مجلس عقد بیع میں کفیل موجود ہو چاہے وہ کفالت سے انکار کرے یا نہ کرے مگر کفالت قبول نہ کرے حتیٰ کہ دونوں الگ ہو جائیں یا وہ اور کسی کام کا آغاز کر دے تو استحساناً بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا چاہے اسکے بعد وہ قبول و منظور کرے یا نہ کرے (ذخیرہ)

کوئی شخص یہ شرط کرے کہ عمدہ گندم کا ایک کر رہن رکھے تو درست قرار دیں گے اس لئے یہ ادائیگی قیمت بیع کو فاسد کرنے والی نہیں ہے۔ اگر بیع کے اندر کسی معین رہن کی شرط کرے اسکے بعد خریدار رہن کے حوالہ کرنے سے انکار کرے تو اسکے اوپر جبر نہ کرنے کا حکم ہوگا۔ مگر اس سے کہیں گے یا رہن یا اس کی قیمت یا ثمن کی ادائیگی کر دے ورنہ عقد بیع فسخ و ختم ہو جائے گا (محیط سرخسی)

اگر خریدار ان شکلوں سے انکار کرے تو فروخت کنندہ کو بیع کے فسخ و ختم کرانے کا حق ہوگا۔ (بدائع) اگر کوئی شے اس شرط کے ساتھ خریدے کا سا ہو کہ خریدار (مثلاً) ثمن کے بدلہ رہن دے یا اپنی ذات کا کوئی کفیل بنائے۔ لہٰذا اس بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور کفیل اس مجلس میں حاضر ہو کر اس کی کفالت کرے گا۔

(فتاویٰ صغریٰ)

اگر اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ فروخت کنندہ کسی شخص کو خریدار سے ثمن کی وصولیابی کی خاطر حوالہ کر دے گا تو اس صورت میں قیاس اور استحسان کی رو سے بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا

اگر یہ شرط کی گئی ہو کہ خریدار فروخت کنندہ کو اپنے علاوہ کسی اور کو خریدار سے قیمت کی وصولیابی کیلئے مقرر کرے گا۔ تو اسے قیاس کی رو سے فاسد قرار دینے اور استحساناً درست قرار دینے کا حکم کیا جائے گا۔ (ظہیریہ) بعض مشائخ (فقہاء) سپرد کرنے کی شکل میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ خریدار پورے ثمن کو اپنے دائن سے قرض دار پر اتار دے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا

اگر نصف ثمن اپنے (بائع کے) قرض دار پر اتارنے کی شرط کرے تو درست دینے کا حکم ہوگا۔ حاکم نے اپنی مختصر کے اندر بیان کیا ہے کہ یہ صورت ہر طریقے سے درست ہوگی۔ اسی قول کو درست و صحیح قرار دیا گیا ہے (محیط سرخسی)

اگر وہ شرط عقد بیع کے لئے غیر موزوں ہو مگر شرعاً درست و جائز مثلاً شرط اختیار و میعاد (مدت) یا شرط کا اس کے جواز کے بارے میں صراحت و وضاحت نہ آتی ہو مگر لوگوں کے درمیان اختلاف

ومشہور ہو مثلاً کوئی شخص نعل (جوتہ) اور اسکے تسمہ کو اس شرط کے ساتھ خریدے کہ فروخت کنندہ اسے سی دے گا تو استحساناً بیع کے درست وجائز ہونے کا حکم ہوگا (محیط)۔
اگر چمڑے کو اس شرط کے ساتھ خریدے کہ فروخت کنندہ اسکی ٹوپی یا موزہ بنائے گا مگر شرط یہ ہے کہ اس کے استر کو اپنے پاس سے لگائے گا۔ تو اس شرط کے ساتھ بیع کو درست قرار دینگے وجہ یہ ہے کہ لوگوں کا عمل اس پر پایا جاتا ہے۔ (تاتارخانیہ)
اسی طریقے سے اگر ایک موزہ جس کے اندر شگاف ہو اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اسے کاٹ کر سیا دے گا تو اسے درست قرار نہ دیں گے اسلئے کہ یہ خلاف عرف ہے (ظہیریہ)
اگر وہ اس طرح کی شرط ہو کہ جس کا شرعاً درست وجائز ہونا کسی شکل میں نہ ملتا ہو اور نہ وہ لوگوں کے درمیان متعارف ومشہور رہی ہو۔ لہذا اگر اس طرح کی شرط کے اندر فروخت کنندہ اور خریدار میں سے کسی کا نفع ہو یا جس کے اوپر عقد ہوا ہے اس کا نفع اس میں ہو اور وہ قرضدار خریدار پر استحقاق ثابت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اس صورت میں عقد کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا (ذخیرہ)
کوئی شخص غلام کو اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ ثمن کی ادائیگی سے قبل وہ خریدار کے حوالہ کردے تو بیع کے فاسد و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ (ظہیریہ) کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ میں اپنے غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ تو اپنے اس غلام کو مجھے دیدے یا کہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ تو اپنے اس غلام کو میری ملکیت قرار دے تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اس لئے کہ اس نے بیع کے اندر ہبہ کی شرط کر لی ہو۔ اور اگر کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ ہزار دراہم کے بدلہ اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ تو اپنے غلام کو مجھے اضافہ کے ساتھ عطا کردے تو اسے درست قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اور اسے ثمن کے اندر اضافہ شمار کریں گے۔
(فتاویٰ قاضی خاں)
کوئی شخص غلام کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ خریدار جب اسکو بیچے گا تو فروخت کنندہ اسکی قیمت کا زیادہ مستحق ہوگا تو اس صورت میں بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (سراج الوہاج)
کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ہاتھ اس گدھے کو اس شرط کے ساتھ بیچتا ہوں کہ جس وقت تک تو اسے لینے کے بعد اس نہر سے نہیں بڑھے گا اور مجھے لوٹا دے گا۔ تو میں اسے قبول و منظور کروں گا۔ ورنہ نہیں لوٹاؤں گا۔ تو اس بیع کو درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر کہے کہ جسوقت تو لینے سے بعد کل تک آگے (نہر سے) نہ بڑھے گا۔ تو اس صورت میں بھی یہی مذکورہ بالا حکم برقرار رہے گا۔ (قنیہ)
کوئی شخص کسی چیز کو اسلئے خریدے تاکہ فروخت کنندہ کے ہاتھ بیچ دے تو اس بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اگر کچھ بیل اس ارادہ سے خریدے تاکہ فروخت کنندہ انھیں توڑا کر دیدے یا فروخت کنندہ ہزار دراہم خریدار کو قرض دے گا تو اس صورت میں بیع کو فاسد قرار دینے کا

حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)

کوئی شے اس شرط کے ساتھ بیچے کہ خریدار اسے کچھ ہبہ کردے یا صدقہ دیدے تو بیع یا کوئی شے اس کے ہاتھ فروخت کردے یا اسے کچھ قرض دیدے تو بیع کے فاسد ہونے کا حکم کیا جائے گا اگر فلاں اجنبی آدمی کو قرض عطا کرنے کی شرط لگائے۔ تو اس صورت میں بیع درست و جائز ہونیکا حکم کیا جائے گا (فتاویٰ قاضی خاں)

اسکے بعد اگر اس خریدکردہ شے کے نفع کی شرط لگائے تو عقد بیع محض اس شکل میں فاسد ہوگا کہ اس شے کے اندر اس کی اہلیت ہو کہ دوسرے پر اس کا استحقاق ثابت کیا جا سکے اور ایسی شے غلام ہے۔ غلام کے علاوہ حیوانات کہ جن کا غیر کے اوپر حق ثابت نہیں ہوتا ایسی شرط کے ساتھ خریدے کہ جس کے اندر اس کا نفع ہو تو عقد بیع کے فاسد نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شے غلام کے علاوہ حیوان میں سے اس شرط کے ساتھ خریدے کہ اسے نہیں بیچے گا یا ہبہ نہیں کرے گا۔ تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ خواہ اس کے اندر جس کے اوپر عقد بیع کیا گیا ہے۔ اس کا نفع شرط کیا گیا ہو اور اس کے نفع کی شرط لگائی گئی ہو۔ (محیط)

کوئی شخص غلام یا باندی کو اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ نہ تو اسے فروخت کرتا اور نہ ہی ہبہ کرتا اور نہ اسے اپنی ملکیت سے خارج کرتا تو اس بیع کو فاسد اور درست قرار نہ دینے کا حکم ہوگا۔ (بدائع)

اگر کوئی شخص غلام کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ خریدار اسے کھانا کھلائے گا۔ تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اور اگر یہ شرط کرے کہ خریدار اسے خبیص (ایک طرح کا حلوہ) یا گوشت کھلائے گا۔ تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص غلام کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ خریدار اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے گا۔ تو اسکی آزادی کے نافذ و جاری نہ ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ اور اگر اسکے اوپر قابض ہو، اسکے بعد اسے حلقۂ غلامی سے آزاد کردے تو پہلے عقد بیع کے درست و جائز ہونیکا حکم ہوگا۔ امام ابوحنیفہ رح کے نزدیک یہ حکم استحسانا ہے۔ یہاں تک کہ خریدار کے اوپر ثمن کا وجوب ہوگا۔ امام ابو یوسف رح و امام محمد رح فرماتے ہیں کہ عقدِ بیع کے درست و جائز نہ ہونے کا حکم ہوگا۔ اور اسکو قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ (محیط)

اس بات کے اوپر سب ائمہ کا اتفاق ہے کہ اگر وہ غلام خریدار کے پاس حلقۂ غلامی سے آزاد کرنے سے قبل موت کی آغوش میں سو جائے تو اسے قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ اسی طریقے سے اگر خریدار کسی شخص کے ہاتھ بیچ دے یا اسے ہبہ کردے تب بھی اسکے اوپر قیمت کا وجوب ہوگا (تاتارخانیہ)

اگر کوئی شخص باندی اس شرط کے ساتھ خریدے کہ خریدار اسے دیبا و ریشم کے کپڑے زیب تن کرائے گا۔ یا یہ کہ اسے زدوکوب نہیں کرے گا۔ یا یہ کہ اسکو تکلیف نہیں پہونچائے گا

تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)
کوئی شخص باندی کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ خریدار اسے ام ولد یا مدبر بنادے گا تو اس صورت میں بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا (بدائع) اگر نفع کی شرط خریدار اور فروخت کنندہ میں سے ایک اور دوسرے اجنبی شخص کے درمیان واقع ہو اس طرح کہ خریدار اس شرط کے ساتھ خریدے کہ فروخت کرنے والا اتنے دراہم فلاں اجنبی شخص کو بطور قرض دیدے اور خریدار اسے قبول و منظور کرلے تو صدر الشہید رح شرح الجامع کے اندر بیان کرتے ہیں کہ عقد بیع کے فاسد نہ ہونیکا حکم ہوگا۔ اور جو "قدوری" بیان کرتے ہیں اس کی شکل یہ ہے کہ اگر خریدار فروخت کنندہ سے کہے کہ میں تجھ سے یہ شے اس شرط کے ساتھ خریدتا ہوں کہ تو مجھے یا فلاں آدمی کو قرض دیدے۔ اس شکل میں قدوری رح بیان کرتے ہیں کہ عقد بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا (ذخیرہ)
"منتقی" کے اندر ہے امام محمد رح فرماتے ہیں کہ ہر اس قسم کی شرط جسکی فروخت کنندہ کے ساتھ شرط لگانے سے عقد بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوتا تھا۔ اگر اجنبی وغیر شخص کے ساتھ یہی شرط کیجائے گی تو عقد بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ قاعدہ و ضابطہ یہ ہے کہ حبس شرط کا فروخت کنندہ پر لگانا جائز نہیں اگر دوسرے شخص کے ساتھ عقد بائع (فروخت کنندہ) کو مشروط کیا جائے تو عقد بیع کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ انھیں میں سے ایک یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص اس شرط کے ساتھ ایک گھوڑا خریدے کہ فروخت کنندہ خریدار کو بیس دراہم ہبہ کردے تو اسکے باطل و کالعدم ہونیکا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر یہ شرط کرے کہ فلاں آدمی مجھے بیس دراہم ہبہ کرے تو اس صورت میں بھی بیع کے باطل و کالعدم ہونے کا حکم ہوگا۔ ہر اس طرح کی شرط کہ جس کی فروخت کنندہ پر شرط لگانے سے عقد بیع فاسد نہیں ہوتا تھا۔ اگر اجنبی وغیر شخص کے ساتھ شرط لگائی جائے گی۔ تو عقد بیع کے فاسد نہ ہونے اور اسکو اختیار حاصل ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (خلاصہ)
اگر کوئی شے اس شرط کے ساتھ خریدے کہ فلاں اجنبی میری رقم میں سے (مثلاً) اتنی مقدار کم کردے تو اس صورت میں بیع کے جائز ہونے کا حکم ہوگا اور اسے یہ حق حاصل ہوگا کہ اگر مرضی ہو تو پوری قیمت میں لیلے ورنہ چھوڑ دے۔ بحوالہ ابن سماعہ امام ابوحنیفہ رح سے منقول ہے کہ اگر دوسرا شخص کوئی شے اس شرط کے ساتھ خریدے کہ فروخت کرنے والا خریدار کے لڑکے یا اجنبی شخص کو ثمن کی اتنی مقدار دے گا۔ تو اس صورت میں بیع کے فاسد و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائے گا (بحر الرائق)
کوئی شخص کپڑا اس شرط کے ساتھ بیچے کہ اُسے خریدار نہ بیچے گا۔ اور نہ اُسے ہبہ کرے گا یا کوئی شخص گھوڑے کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ نہ خریدار اسے ہبہ کرے گا نہ فروخت کرے گا یا کچھ کھانا اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ اسے نہ بیچے تو کتاب المزارعت "جو ذکر کیا گیا ہے اس سے

جواز بیع کی نشان دہی ہوتی ہے۔ اسی طریقہ سے "مجرد" کے اندر بحوالہ حسن رح امام ابو حنیفہ رح سے منقول ہے۔ اسی کو درست و صحیح قرار دیا گیا ہے۔ (بدائع) ظاہر مذہب و مسلک یہی قرار دیا گیا ہے (ہدایہ)

بحوالہ حسن امام ابو حنیفہ رح سے منقول ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے سے ایک جانور (چوپایہ) اس شرط کے ساتھ خریدے کہ خریدار اسکو چارہ نہیں چرائے گا یعنی باندھ کر گھر ہی میں اسکو کھلائے گا تو اس بیع کو درست و جائز قرار دیں گے۔ اسی طریقہ سے اگر یہ کہ یہ شرط قرار دی گئی ہے کہ خریدار خریدنے کے بعد اسکو ذبح کر دے گا۔ تو اسے درست و جائز قرار دینے کا حکم ہوگا اگر یہ شرط لگائے کہ خریدار اسے فلاں آدمی کے ہاتھ مبیع دے گا یا ہبہ کر دے اور فلاں آدمی کا کوئی ذکر نہ ہو تو اس صورت میں بیع کو درست و جائز قرار دیں گے۔

"منتقی" کے اندر ہے کہ اسی طریقہ سے بحوالہ ابن سماعہ امام محمد رح سے منقول ہے۔ کوئی شخص ایک غلام اس شرط کے ساتھ خریدے کہ خریدار اسے فلاں آدمی کی اجازت کے بغیر نہیں بیچے گا۔ یا کسی دار کو اس شرط کے ساتھ خریدے کہ فلاں شخص کی اجازت کے بغیر نہ خریدار اسے منہدم کرے گا۔ اور نہ بنائے گا۔ تو اس صورت میں بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائے گا۔

(محیط)۔ کوئی شخص کسی چیز کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ خریدار اسے اپنی ذات کی خاطر خریدیگا تو بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا۔ اگر کوئی شخص کہے کہ تیرے ہاتھ میں یہ چیز ایسے دراہم کے بدلہ رشوت کے واسطہ اور حرام کمائی سے فروخت کی تو اس صورت میں بیع کے درست ہونیکا حکم ہوگا اور اس کہنے کا جواز بیع پر اثر نہ پڑے گا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

کوئی شخص کوئی چیز اس شرط کے ساتھ خریدے کہ میں اسکی قیمت کی ادائیگی اسے ذبح کر کردوں گا تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم ہوگا۔ (بحرالرائق)

کوئی شخص دار کو اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ خریدار اس دار کو مسلمانوں کی خاطر مسجد بنادیگا تو بیع کے فاسد ہونیکا حکم کیا جائیگا۔ اسی طریقہ سے اگر کھانا اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ وہ اسے فقراء پر صدقہ کر دے گا۔ تو اس صورت میں بھی بیع کے فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ اسی طریقہ سے اگر یہ شرط لگائے کہ خریدار اس دار کو مسلمانوں کا قبرستان یا سقایہ[1] بنادیگا تو اس صورت میں بھی بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا۔ (فتاویٰ قاضی خاں)

"فتاویٰ عتابیہ" کے اندر ہے کہ اگر انگور کے شیرہ کے اندر یہ شرط لگائی گئی ہو کہ اسے شراب بنا دے تو اس بیع کو درست قرار دیں گے۔[2] (تاتارخانیہ)

---

[1] سبیل، پانی جمع کرنے کا مقام۔ [2] امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک یہ شرط کراہت سے خالی نہ ہوگی

کوئی شخص کہے کہ میں اس غلام کو تیرے ہاتھ تین سو دراہم میں اس شرط کے ساتھ فروخت کرتا ہوں کہ یہ سال بھر میری خدمت انجام دے گا، یا تین سو دراہم کے بدلہ فروخت کرتا ہوں اور شرط یہ کی گئی ہو کہ یہ سال بھر تیری خدمت انجام دے گا، تو اس بیع کو فاسد قرار دینے کا حکم ہوگا، اس لئے کہ اس بیع کے اندر اجارہ کی شرط لگائی گئی ہے۔

اسی طریقے سے اگر کہے کہ میں اپنے اس غلام کو تیرے ہاتھ ایک سال تیری خدمت کی خاطر فروخت کرتا ہوں تب بھی بیع کے فاسد ہونے کا حکم ہوگا۔ (فتاوی قاضی خاں)

کوئی شخص کپڑے کو اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ خریدار اسے آگ کی نذر کر دے اور جلا دے گا۔ یا کوئی دار اس شرط کے ساتھ فروخت کرے کہ خریدار اسکو منہدم کر دے گا۔ تو بیع کے جائز ہونے اور شرط کے باطل و کالعدم ہونیکا حکم کیا جائے گا۔ (بدائع)

[1] اور یہ شرط باطل ہے ۱۲

ترمذی شریف کامل اردو

(مع شمائل ترمذی)

پیارے نبی کی پیاری باتوں کا مجموعہ ہے دین و دنیا سنوارئیے دل میں رکھئے آنکھوں سے چومئے آویزہ گوش و ہوش بنائیے۔ سرمہ چشم بصیرت بنائیے بیسویں صدی کی عقل بھی حیران ہے کہ نوع انسان کی کیسی معجزانہ رہنمائی کی گئی ہے ترمذی شریف کو صاف، سلیس، بامحاورہ اردو میں پیش کیا گیا ہے۔ اسلام سے محبت اور کریم سے وابستگی نبی برحق سے عقیدت کا ثبوت یوں دیجئے کہ ترمذی شریف پڑھئے۔ احادیث نبوی کا یہ مجموعہ سرکار دو عالم رحمۃ للعالمین خاتم المرسلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ علیہ التحیۃ والتسلیم کے مقدس ارشادات کا خلاصہ اور اسوۂ حسنہ کا نچوڑ ہے۔ ترمذی شریف کو پڑھئے تو انسان کی زندگی اس سانچہ میں ڈھل جاتی ہے جو نبی پاک اور مطہر زندگی کا بے مثال سانچہ ہے نبی سے سچا عشق پیدا کرتا ہے۔ انوار و اکرام کی بارشیں برساتی ہیں۔ دین و دنیا کی مشکلیں حل کرتی ہیں بگڑے کام بناتے ہیں۔ تو ترمذی شریف مکمل اردو طلب فرمائیے یہ کتاب نہیں رحمتوں اور سعادتوں کا لازوال خزانہ ہے۔

طباعت و کتابت بہت عمدہ، کاغذ سفید بڑھیا کریم کی حسین جلد، جو سنہری ڈائیوں سے مزین ہے آرٹ پیپر کا رنگین، حسین گرد پوش، کتابی سائز سے دوگنا $\frac{20\times30}{8}$ سائز، آٹھ سو صفحات کی ضخامت

مشکوٰۃ شریف

کامل اردو

صحیح بخاری صحیح مسلم، موطا امام مالک، ابوداؤد شریف اور ان کے علاوہ مقدس احادیث نبوی کے دوسرے مستند و معتبر مجموعوں کو سلیقہ کے ساتھ مشکوٰۃ شریف میں اس طرح جمع کیا گیا ہے کہ احادیث کی تمام کتابوں کا عطر اس میں سمٹ کر آ جاتا ہے۔ جن لوگوں کے پاس وقت کم ہو اور وہ اس مصروف دور میں احادیث کا علم حاصل کرنا چاہتے ہوں۔ ان کے لئے مشکوٰۃ شریف دلیل اور رہنما ہے۔ اور ایسا رہنما جو عشق نبی کی منزل تک پہنچا دیتا ہے۔ اس میں سب کچھ ہے نبی کی زندگی بھی ہے۔ تاریخ بھی ہے۔ سیاست بھی ہے اور معاملات و عبادات بھی، روحانیت بھی ہے اور ریاضت بھی، معاشرت بھی ہے۔ اور آداب زندگی اور آداب مجالس بھی بچوں کی تعلیم و تربیت بھی ہے اور بیویوں کی نگہداری بھی اس مجموعہ احادیث کا مطالعہ مسلمانوں کو وہ سبق دلاتا ہے جسے وہ بھول چکے ہیں۔

کاغذ سفید بڑھیا لکھائی چھپائی دل آویز و دیدہ زیب خوشنما جلد جسے سنہری ڈائیوں سے دلنواز بنایا گیا ہے $\frac{20\times30}{8}$ ضخامت ایک ہزار صفحات، محصول ڈاک کے علاوہ ہدیہ صرف ۲۵ روپے

صحیح مسلم شریف کامل اردو

بخاری شریف کی طرح مسلم شریف بھی احادیث نبویہ کی صحیح اور مستند کتاب ہے۔ دنیائے اسلام میں اس کتاب کو بھی وہی شہرت اور مقبولیت حاصل ہے جو صحیح بخاری شریف کو حاصل ہے۔ یہ متبرک کتاب اور ارشادات نبوی صلعم کا انمول ذخیرہ دین اور دنیا کی فوز و فلاح کی تعلیمات کا مخزن ہے اس کتاب کے مطالعہ سے نہ صرف ایک عالم دین بن کر نہ صرف آپ اپنی، اپنے اہل و عیال، قبیلے و کنبے اور اہل شہر کی زندگی کو اسلامی رنگ دیں گے، بلکہ میدانِ سیاست میں صلح، جنگ، انتظام حکومت اور فصل خصومات میں بھی وہ مہارت حاصل کریں گے کہ دنیا آپکی فوقیت اور برتری کی قائل ہوجائے

اس کتاب میں ایمان، طہارت، نماز، مساجد، فضائل قرآن، زکوٰۃ، روزہ، حج، اعتکاف، نکاح وطلاق وخلع خرید و فروخت، زراعت، وصیت، فرائض، نذر قصاص، حدود، فصل خصومات، جہاد، امارت، شکار ذبیحہ، صلح جنگ، لباس، اخلاق و آداب، احسان و سلوک، احکام قضاء، قدر، دوزخ جنت کا حال، قیامت کے فتنے اور اسکی علامات، زہد و تصوف، تفسیر کلام الٰہی وغیرہ وغیرہ تمام اہم ضروریاتِ زندگی کے موضوع ارشاداتِ نبوی صلعم سے ہدایات و روشنی حاصل کرسکتے ہیں۔

عربی زبان سے ناواقفیت اور علوم دینیہ سے لاتعلقی کیوجہ سے موجودہ دور کے مسلمان اسلامی تعلیمات روز بروز دور ہوتے جارہے ہیں جس کی وجہ سے وہ نکبت و افلاس اور پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ اس حالت میں تبدیلی مسلمانوں کے لئے لازمی اور ضروری ہے اسی خاص مقصد کے پیش نظر صحیح مسلم شریف کا اردو ترجمہ ہر مسلمان کو پڑھنے اور سنانے کی ضرورت ہے۔ انہی ارشاداتِ نبویہ نے عہد اوّل میں عظیم الشان انقلاب پیدا کیا تھا اور آج بھی نیا انقلاب پیدا کرسکتے ہیں ضرورت سعی و عمل اور جدوجہد کی ہے

قیمت:- ہر دو جلد کامل صرف چودہ ۱۴ روپے علاوہ محصول ڈاک

وسیم بکڈپو۔ فائین آرٹ دیوبند (یوپی)

قرآنِ حکیم کے ایمان نواز روح پرور مُبارک و مُقدس مُعجزات

قرآنِ حکیم کے ہر حرف اور ہر لفظ میں برکت و رحمت ہے

قرآنِ حکیم کا ہر نقش اسمِ اعظم ہے

قرآنِ حکیم، اللہ رب العزت کا کلام بلاغت نظام ہے، اشرف ملائکہ حضرت جبریل امین علیہ السلام اسے لانے والے ہیں اور خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ قرآنِ حکیم نازل کیا گیا ہے۔ پھر قرآنِ حکیم کی رحمتوں، برکتوں اور معجزات کا کیا کہنا؟ ہر حرف اور ہر لفظ رحمتوں اور برکتوں کا ایک سمندر ہے اور اس کے پڑھنے سننے اور اپنے پاس رکھنے سے خدائے رحیم و کریم کی بے شمار برکتیں اور رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ قرآنِ حکیم کا ہر لفظ اور ہر حرف اسم اعظم ہے، نقشِ اعظم ہے اور اس کی برکتوں اور رحمتوں کا یہ فیضان ہوتا ہے کہ مصیبتیں آسان ہوتی ہیں، پریشانیاں دور ہوتی ہیں اور آرزوئیں اور تمنائیں منجانب اللہ پوری ہو جاتی ہیں۔

جب چاروں طرف سے پریشانیاں ہی پریشانیاں ہوں اور کوئی معاملہ کسی طرح بھی حل نہ ہوتا ہو اور اس کی طرف سے طبیعت میں ہر وقت رنج و غم، اُلجھن اور پریشانی رہتی ہو، کوئی رشتہ دار اور دوست مدد نہ کر سکتا ہو تو خدائے عزوجل کے کلام مقدس کی مدد سے ہر مشکل آسان ہو جائے گی۔ خدائے رب العزت رحیم و کریم کے کلام پاک میں بڑی برکت ہے۔ یہ بالکل ممکن ہے کہ آپ کی ضرورت اور آرزو بھی "قرآنی نقشِ اعظم" سے پوری ہو جائے جو ایک خدا رسیدہ بزرگ کا عطیہ ہے۔ جب کوئی سنگدل حاکم، مرد، دوست، دشمن، خاوند، بیوی، افسر، ماتحت مرضی کے مطابق کام نہ کر رہے ہوں اور ہر وقت اُلجھنیں پیش آتی رہتی ہوں تو قرآنِ حکیم سے حلِ مشکلات اور آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل میں مدد لیجیے قرآنِ حکیم کے نقشِ اعظم کی برکتیں دیکھیے اور "قرآنی نقشِ اعظم" کی برکت سے اپنی ہر مشکل آسان کر لیجیے، ہر آرزو پوری کر لیجیے، "قرآنی نقشِ اعظم" کو اپنے پاس رکھ کر، یا اپنے ہاتھ پر باندھ کر ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتح یابی حاصل کر لیجیے۔ مقدمہ کے سلسلہ میں کچہری کے حاکم سے، مرد سے، عورت سے، محبوب سے، اجنبی سے، غرض جس سے بھی کوئی مشکل اٹکی ہوئی ہو، جس سے بھی کوئی آرزو پوری ہوتی ہو اس "قرآنی نقشِ اعظم" کی برکت سے وہ آپ کے لیے نرم دل اور مہربان ہو جائے گا اور آپ کی منشا کے مطابق آپ کا کام کرے گا محبت میں، دشمنی اور دشمنی میں محبت پیدا کرنا، چلتے آدمی کو اپنا ہم خیال اور ہمدرد بنا لینا، تجارت میں نفع، امتحان میں کامیابی، قرض کی ادائیگی، دفع بیماری آسیب و سحر، شادی بیاہ، رفع شر و فتنہ و فساد اور زیادتی رزق و مال، غرض جو بھی مشکل درپیش ہو، جو بھی ضرورت اور آرزو ہو "قرآنی نقشِ اعظم" کو اپنے پاس رکھیے، بازو پر باندھ لیجیے، یا گلے میں ڈال لیجیے، آپ کی ہر ضرورت اور ہر آرزو اللہ پاک کے کلام پاک کی برکت سے پوری ہو جائے گی۔ "قرآنی نقشِ اعظم" کا ہدیہ محصول رجسٹری .... کے علاوہ صرف تین روپے پانچ آنے ہے۔ یہ ہدیہ کسی بڑی مالی منفعت کی خاطر نہیں ہے، پبلک مفاد پیشِ نظر ہے، اسی لیے صرف خرچ اشتہارات اور حق المحنت کے طور پر یہ ہدیہ رکھا گیا ہے تاکہ ہر ضرورتمند اور پریشان انسان اس نقش کو اپنے پاس رکھ کر قرآنِ حکیم کی برکتیں اور رحمتیں دیکھ سکے اور قرآنِ حکیم کے معجزاتِ بابرکات کا اُسے خود مشاہدہ اور تجربہ ہو جائے، جس شخص کے گلے میں یا بازو پر یہ "قرآنی نقشِ اعظم" ہوگا، وہ دنیوی آفات سے محفوظ رہے گا اور ہم چشموں میں سربلند و سرفراز ہو جائے گا۔ ہزاروں آدمیوں نے اس "قرآنی نقشِ اعظم" کو آزمایا ہے۔ آپ بھی یہ "قرآنی نقشِ اعظم" **صوفی میاں چشتی آستانۂ عالیہ قرآن منزل، بجامع شاہجہانی دہلی** کے پتہ سے منگا لیجیے۔ ہزاروں کی بگڑی اس نقش نے بنا دی ہے۔ آپ بھی اس پتے سے "قرآنی نقشِ اعظم" منگا کر اپنے پاس رکھیے، اور دیکھیے کہ اللہ رب العزت کے کلام پاک میں کتنی برکت و رحمت ہے! اللہ تعالیٰ کے کلام پاک کی برکت سے آپ ہر مشکل سے نجات پالیں گے، ہر آرزو پوری ہو جائے گی، زندگی کے ہر لمحہ میں آپ شاد کام و شادماں رہیں گے، آپ کو ہر کام میں کامیابی اور ہر میدان میں فتحیابی ہوگی۔ [illegible]